رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

نسخۂ صحیحہ بے عدیل و بے نظیر

یعنی

بدرِ منیر شرح نحو میر

مؤلّفہ

مولوی عبد الرب صاحب میرٹھی

ناشر

میر محمد، کتب خانہ آرام باغ کراچی

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

نسخۂ صحیحہ کہ بے عدیل و بے نظیر

یعنی

بدرِ منیر شرح نحو میر

مؤلّفہ

مولوی عبد الرب صاحب میرٹھی

ناشر

میر محمد، کتب خانہ آرام باغ کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُبَسْمِلًا مُحَمْدِلًا سُبْحَانَهٗ وَسُعْدَانَهٗ ۞ مُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا عَلٰى ذِي الْمَجْدِ وَالْمَكَانَۃِ

اَمَّا بَعْد ملک عرب میں عربی زبان یوں تو صدہا برس سے بولی جاتی تھی مگر جب خدائے بزرگ و برتر نے ہمارے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو افصح العرب والعجم بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ نے دنیا کے سامنے نور ہدایت پیش کیا اور بطحا کی وادیوں سے غلغلۂ توحید بلند کیا تو توحید کی تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ قرآن مجید قرار پایا چونکہ عرب کی مادری زبان عربی تھی اسلئے اہل عرب خصوصًا ذی علم طبقہ کو قرآن کے مطالب و معانی کے سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی تھی جب یہ نور ہدایت سیل عالمگیری کی طرح سرزمین عرب سے باہر چمکا تو خصائص لسانی کی اجنبیت دیگر اقوام کیلئے قرآن کے مطالب و معانی کے سمجھنے میں سدراہ ہوئی تو علماء کو اس زبان کے قواعد و ضوابط جمع کرنیکی ضرورت محسوس ہوئی جو بعد میں صرف و نحو کے نام سے موسوم ہوئے مورخین نے قواعد نحو کا جامع ابوالاسود دُئلی کو قرار دیا ہے جسکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مفردات کے چند قواعد مثلاً چنانچہ آپنے فرمایا الکلام کلہ ثلاثٌ اسمٌ وفعلٌ وحرفٌ فالاسم ما انبأ عن المسمّی والفعل ما انبأ عن حرکۃ المسمّی والحرف ما انبأ عن معنًی لیس باسم ولا فعل وکل فاعلٍ مرفوعٌ وکل مفعولٍ منصوبٌ وکل مضافٍ الیہ مجرورٌ مگر بعض مورخین نے قواعد نحو کے فراہم کرنیکی ابتدا حضرت عمر فاروق رضؓ کے زمانۂ خلافت کو قرار دیا ہے چنانچہ اسکی اصلیت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ عمر فاروق رضؓ کے پاس ایک شخص لایا گیا جو (آیۃ) اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ میں لفظ رسول کے لام کو کسرہ کے ساتھ پڑھتا تھا دریافت کرنے پر اس نے جواب دیا کہ مجھے مدینہ کے ایک شخص نے ایسا ہی بتایا ہے اس پر آپنے ابوالاسود دُئلی کو قواعد نحو کے فراہم کرنیکا حکم صادر فرمایا عربی زبان کچھ ایسے طرز پر واقع ہوئی ہے کہ کلمات میں رفع کی جگہ نصب اور نصب کی جگہ رفع پڑھنے سے جملے کے معنی بدل جاتے ہیں چنانچہ ولید بن عبدالملک جو عرب کی نسل سے پہلی صدی ہجری کے آخر میں ایک معروف و مشہور خلیفہ گذرے ہیں انکو اعراب کی غلطی کیوجہ سے اکثر خجالت اٹھانی پڑی ہے چنانچہ ایک اعرابی نے آپ سے مجمع عام میں اپنے داماد کی شکایت کی آپنے فرمایا مَا شَانُكَ (تجھکو کس چیز عیب دار کیا) اعرابی نے جواب دیا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْنِ (میں برائی سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں) یہ کیفیت دیکھکر آپکے بھائی سلیمان نے صحیح کرکے کہا خلیفہ صاحب فرماتے ہیں مَا شَأْنُكَ (تیرا کیا حال ہے) اعرابی نے جواب دیا ظَلَمَ عَلَیَّ خَتَنِیْ (میرے داماد نے میرے اوپر ظلم کیا ہے) خلیفہ صاحب نے فرمایا مَنْ خَتَنَكَ (تیری ختنہ کس نے کی ہے) اعرابی نے جواب دیا کہ کسی حجام نے کی ہوگی سلیمان نے پھر صحیح کرکے کہا مَنْ خَتَنُكَ (تیرا داماد کون ہے) غرض ان خصوصیات کی بنا پر عجمیوں کو بلکہ کم فہم عربوں کو بھی قواعد صرف و نحو کا جاننا لازم سمجھا گیا۔ ابوالاسود دُئلی کے بعد دوسری صدی ہجری میں سیبویہ اور خلیل نے بصرہ میں فرّاء اور کسائی نے کوفہ میں عربی زبان کے محاورات و قواعد کا تتبع کرکے صرف و نحو کو ایسی جامعیت کے ساتھ وسعت دی کہ رفتہ رفتہ اس فن میں صدہا کتابیں تصنیف ہو گئیں چنانچہ علم نحو کی کتابوں میں سے ایک کتاب نحو میر ہے جس کی تصنیف علامہ علی بن محمد بن علی المعروف بالسید الشریف

والسید السند الجرجانی رحمہ ھو عالم نحریر قد حاز قصبات السبق فی التحریر فصیح العبارۃ دقیق الاشارۃ نظار فارس فی البحث والجدال ہ کے مقدس ہاتھوں سے انجام پائی یہ مقدس ذات ۲۲ شعبان المعظم ۷۴۰ھ میں جرجان میں پیدا ہوئی اور اپنے زمانہ طفولیت ہی میں علوم عربیہ کی تحصیل کیطرف متوجہ ہوگئی اور اسی زمانہ طفولیت میں وافیہ شرح کافیہ کا حاشیہ تصنیف کیا اس کے بعد فارسی میں نحو میر اور اسی طرح رفتہ رفتہ علوم عقلیہ ونقلیہ میں کثرت سے کتابیں تصنیف کیں مؤرخین نے لکھا ہے کہ چھ مرتبہ شرح مطالع پڑھنے کے بعد سید کی طبیعت میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مصنف سے بھی ایک مرتبہ اس کو ضرور پڑھنا چاہیئے لہذا یہ ہرات میں قطب الدین محمد الرازی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پڑھنے کا شوق ظاہر کیا علامہ رازی کی عمر اس وقت میں ایک سو بیس سال کی تھی اور کبر سنی کے باعث ان کی دونوں آبرو آنکھوں پر آپڑی تھیں رازی اپنی آبرو کو اٹھا کر سید کی جانب نظر کی تو فرمایا کہ تم نوجوان ہو اور میں ضعیف العمری کے باعث درس کی قدرت نہیں رکھتا ہوں اگر تم مجھ سے پڑھنے کا خیال رکھتے ہو تو مصر مبارک شاہ کے پاس چلے جاؤ مبارک شاہ اسوقت مصر میں مدرس تھے وہ رازی کے تلمیذ اور آزاد شدہ غلام تھے اور رازی ہی سے تمام علوم حاصل کئے تھے اس سے پڑھنا گویا مجھ ہی سے پڑھنا ہے رازی نے سید کو ایک خط دیکر مصر کیطرف روانہ کردیا مصر کے راستہ میں سید شریف نے جمال الدین محمد بن محمد الاقسرائی شارح موجز الطب کی بہت شہرت سنی پس یہ ان کی ملاقات کے شوق میں قرمان کیطرف روانہ ہوگئے پس جب یہ قرمان کے قریب پہونچے تو انہوں نے جمال الدین کی شرح ایضاح للخطیب القزوینی کو دیکھا اسکو اچھا نہ خیال کرکے کہا اِنَّہٗ کَلَحْمٍ بَقَرٍ تَحْتَہٗ ذُبَابٌ (یہ اس گوشت کی مثل ہے جس پر مکھیاں ہوں) اسکی وجہ یہ ہے کہ ایضاح ایک مبسوط مفصل کتاب ہے جسکی شرح کی بہت کم ضرورت ہوتی تھی لہذا جمال الدین تمام متن کو لکھ کر پھر اسکے بعد میں اپنے کلام کو لکھتے تھے اور متن پر سرخ روشنائی سے سطر کھینچ دیتے تھے سید شریف سے یہ کلمات سنکر بعض طلبہ نے کہا کہ تم اس کے پاس جاؤ تم ان کی تقریر کو تحریر سے کہیں بہتر پاؤگے اتفاقاً سید شریف کے شہر میں داخل ہوتے ہی جمال الدین کا انتقال ہوگیا اور شریف یہاں سے مصر کیطرف روانہ ہوکر مبارک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انکو رازی کا خط دیا مبارک شاہ نے خط کو پڑھ کر اسکا بوسہ لیا اور کہا کہ میں تمکو پڑھاؤنگا مگر تنہا مستقل طور پر نہ پڑھاؤنگا اور نیز تمکو قرات اور درس میں سوال کی اجازت نہ ہوگی بلکہ محض خاموش کیساتھ سننے پر قناعت کرنی ہوگی شریف ان شرائط پر رضامند ہوگئے اور شرح مطالع کی ابتدا اکابر مصر کے ایک لڑکے نے کی اور سید ہمیشہ لڑکے کے ساتھ درس میں شامل ہوا کرتے تھے اتفاقاً مبارک شاہ کا مکان مدرسہ کے متصل تھا اور اسکا ایک دروازہ مدرسہ کے اندر تھا ایک شب مبارک شاہ مکان سے باہر آکر مدرسہ کے صحن میں چہل قدمی کر رہے تھے کہ یکایک حجرہ سے ایک آواز سنی کہ سید یوں کہہ رہا ہے کہ "شارح نے ایسا کہا اور میں ایسا کہتا ہوں" اور سید پسندیدہ لہجہ میں فصیح عبارت بول رہا تھا کہ مبارک شاہ کو اسکے یہ کلمات پسند آئے اور اسی وقت سے سید کو قراءت اور درس میں سوال کرنے کی اجازت دیدی اس کے بعد مصر ہی میں اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی صاحب عنایہ حاشیہ ہدایہ سے علوم شرعیہ حاصل کئے فَبَلَغَ الشریف رتبۃ الکمال وفاق الاقران والامثال حتی ارتفع شانہ وقوی سلطانہ اس کے بعد شیراز میں بود و باش اختیار

کرکے درس میں مشغول ہوگئے جب شاہ تیمور لنگ شہروں کو فتح کرتا ہوا شیراز پہونچا اور شہر کی غارت گری کا حکم دیا تو وزیر کے کہنے سے شاہ نے سید کو امن دیدیا جب شاہ کو سید کے علم و فضل کا حال معلوم ہوا تو اپنے ہمراہ ماوراء النہر کی طرف لے گیا اور سید سمرقند میں امامت اختیار کرکے درس و تدریس میں مشغول ہوگئے اسی زمانہ میں علامہ سعد الدین التفتازانی تیمور لنگ کی مجلس کے صدر الصدور تھے اور اکثر سید سے مناظرہ رہا کرتا تھا اور تیمور لنگ سید کو ترجیح دیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ دونوں اگرچہ علم و فضل میں برابر ہیں مگر سید شریف النسب ہے ۷۹۱ھ میں سید اور تفتازانی میں صاحب کشاف کے کلام میں جو (آیۃ) أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ کے بارہ میں ہے استعارہ تبعیہ اور تمثیلیہ کے جمع کرنے میں بحث شروع ہوگئی اور نعمان الدین الخوارزمی المعتزلی ان کے درمیان حَکَم قرار پائے انہوں نے سید کی رائے کو ترجیح دی اور خواص عوام میں سید کے غلبہ کی شہرت ہوگئی جس سے تفتازانی بہت ہی مغموم ہوئے یہانتک کہ اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سمرقند میں ۲۲ محرم الحرام ۷۹۲ھ میں دوشنبہ کے روز انتقال کرگئے سید شریف کی تصانیف کثرت سے ہیں ان میں چند درج کی جاتی ہیں رسالہ فی النحو بالفارسیہ مشہور بنحو میر و رسالہ فی الصرف بالفارسیہ مشہورہ بصرف میر صغریٰ و کبریٰ کلاہما فی المنطق بالفارسیہ و شرح مختصر الابہری الشہیر بایساغوجی و حاشیہ[5] شرح الشمسیہ للقطب الدین الرازی المشتہرہ بمیر قطبی حاشیہ شرح المطالع و حاشیۃ المطول قد تعقب فیہا کثیراً علی التفتازانی و حاشیۃ الہدایہ و شرح[9] لملخص الجغمینی و شرح الفرائض السراجیہ[11] الشریفیہ شرح الکافیہ بالفارسیہ و رسالۃ[13] فی المناظرۃ مشتہرۃ بالشریفیہ و شرح المواقف و رسالۃ فی تعریف[14] الاشیاء و حاشیۃ[15] المشکوٰۃ وغیر ذلک سید شریف نے ربیع الاول ۸۱۶ھ یوم چہارشنبہ کو شیراز میں وفات پائی۔

سید شریف کے مذکورہ بالا تصانیف میں سے اکثر درس نظامیہ میں داخل نصاب ہیں انہیں سے علم نحو کی ابتدائی کتاب جو مدارس عربیہ میں داخل نصاب ہے نحو میر ہے یہ ایک جامع و حاوی اصول مختصر منضبط کتاب ہے یہ اسکی جامعیت ہی کی وجہ ہے جو صدہا برس سے درس نظامیہ میں داخل نصاب ہے اور ہر طبقہ کے علماء اسکو وقعت کی نگاہ سے دیکھتے اور مستند خیال کرتے چلے آئے ہیں طلبہ کو ابتدائی کتاب کے مسائل کے فہم حفظ و ضبط میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں وہ طلبہ ہی خوب جانتے ہیں میرا عرصہ سے اسکی ایسی شرح کا خیال تھا جو اسکے مغلقات کے حل اور مسائل کے ضبط و فہم میں ممد و معاون ہو اگرچہ میں اس قابل نہیں تھا کہ اسکی شرح کا خیال دل میں لاتا مگر الحمد للہ کہ خدائے برتر کی توفیق نے میری دستگیری کی اور خدائے کارساز کو مجھ سے یہ کام لینا تھا لیلیا اور اسکا نام بدر منیر رکھا گیا انشاء اللہ تعالیٰ یہ شرح مبتدیوں کے علاوہ علم نحو کے منتہی طلباء کو بھی مسائل نحویہ کے فہم و اجراء میں ممد و معاون ہوگی میں نے اپنی دانست میں نفس کتاب کی توضیح و تشریح میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا خدا اسکو قبول فرمائے تاہم میں بشر ہوں اگر مجھ سے کوئی بات رہ گئی ہو یا کوئی غلطی ہوگئی ہو تو اصحاب کرم سے امید ہے کہ ؎ بقدر وسع در اصلاح کوشند ﴿ اگر اصلاح نتوانند بپوشند۔

اب خدا کیلئے بزرگان ملت کی خدمت اقدس میں نہایت خشوع کیساتھ ایک عرض اور ہے امید کہ از راہ کرم عمیم مقرون باجابت ہوگی وہ یہ ہے کہ ؎

بماند سالہا این نظم و ترتیب ✧ زما ہر ذرہ خاک افتادہ جائے
غرض نقشیست کز ما یاد ماند ✧ کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحب دلے روزے برحمت ✧ کند در حال این مسکین دعائے

کتبہ دعا طلب عبد الرب عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؛ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ؛ وَ

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۵

اَمَّا بَعْدُ بداں اَرْشَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی کہ ایں مختصریست مضبوط درعلم

نحو کہ بتندی را بعد از حفظِ مفرداتِ لغت و معرفت اشتقاق و ضبط مہماتِ تصریف

الفاظ از مصادر ۱۲

باآسانی بکیفیت ترکیب عربی راہ نماید و بزودی در معرفت اعراب و بنا و سواد

خواندن توانائی دہد بتوفیق اللّٰہِ تعالٰی وعونہٖ۔

قولہ بسم اللہ الخ (ب) اس میں استعانت کی تقدیر عبارت اس طرح ہے باستعانۃ اسم اللہ اَشْرَعُ اللہ ہی کے نام کی مدد سے جو بڑا رحمٰن اور رحیم ہے شروع کرتا ہوں) قولہ الرحمٰن الرحیم یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں رَحْمَۃٌ سے مشتق ہیں (باب سمع) رحمت کے لغوی معنی رقت قلب کے ہیں مگر یہاں رحمت سے مراد صرف احسان ہے جو رقت قلب کا اثر و نتیجہ ہے رحمٰن رحیم سے ابلغ ہے لہٰذا کہا جاتا ہے یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَیَا رَحِیْمَ الدُّنْیَا اس لئے کہ نعم اخرویہ تمام کی تمام عظیم ہیں اور نعم دنیویہ جلیلہ بھی ہیں اور حقیرہ بھی پس معنی یوں ہو جائیں گے کہ اے نعم جلیلہ کے عطا کرنیوالے دنیا اور آخرت میں اور اے نعم حقیرہ کے دنیا میں عطا کرنیوالے۔ قولہ الحمد للہ الخ اس میں الف لام بعض کے نزدیک استغراق کا ہے بمعنی (تمام) اور بعض کے نزدیک جنس کا ہے حَمْدٌ لغت میں بمعنی (تعریف کرنا) رَبٌّ بعض کے نزدیک مصدر ہے بمعنی (پرورش کرنا) اور اس وقت باری تعالیٰ پر اس کا اطلاق بر سبیل مبالغہ ہوگا جیسے زَیْدٌ عَدْلٌ میں اور بعض کے نزدیک صفت ہے بمعنی (پالنے والا) عالمین بفتح لام جمع عالم کی ہے اصل میں بمعنی مَا یُعْلَمُ بِہِ الشَّیْءُ ہے (وہ چیز جس سے دوسری چیز معلوم ہو) لیکن بعد میں اس کا استعمال "اس چیز میں جس سے صانع معلوم ہو" غالب ہو گیا اور وہ ماسوی اللہ تعالیٰ ہے پس عرف میں عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں عاقبت لغت میں بمعنی (انجام کار) کو کہتے ہیں لیکن

یہاں مراد عاقبت طاعت وعبادت ہے تقدیر عبارت کہ حُسْنُ العاقِبَۃِ لِلْمُتَّقِیْنَ اور متقین جمع متقی کی بمعنی پرہیزگار۔ صلوٰۃ لغت میں بمعنی دعا ہے اگر خدائے تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد رحمت ہے اور اگر بندہ کی طرف منسوب ہو تو مراد دعا ہے اور اگر ملائکہ کی طرف منسوب ہو تو مراد استغفار ہے سَلَامٌ بمعنی سلامت خلق بمعنی مخلوق (پیدا کیا ہوا) اجمعین جمع اَجْمَعُ کی ہے بمعنی تمام۔ **ترجمہ**۔ سب تعریفیں اللہ کیواسطے ہیں جو جہانوں کا پالنے والا ہے اور حسن عاقبت پرہیزگاروں کیلئے ہے اور رحمت اور سلامتی ہو اللہ کی مخلوق میں سے سب بہتر جو محمدؐ ہیں اور ان کی تمام آل پر۔

اَمَّا بَعْدُ الخ اَمَّا بفتح ہمزہ تشدید میم معنی شرط کو متضمن ہے بعد ظرف زمان مبنی بر ضم اس صورت میں اس کا مضاف الیہ لفظوں سے تو ہمیشہ محذوف ہوتا ہے لیکن نیت اور ذہن میں موجود و مقصود ہوتا ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوتا ہے اما بعد الحمد والصلوٰۃ۔ **قولہ** ارشدک اللہ تعالیٰ الخ ارشد باب افعال سے ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے مصدر ارشاد ہے بمعنی راستہ دکھانا یہ اگرچہ ماضی ہے لیکن یہاں معنی میں مستقبل کے ہے کیونکہ ماضی محل دعا میں مستقبل کے معنی میں ہوتی ہے اور ماضی کو مقام دعا میں (باوجودیکہ وہ اسوقت معنی میں مستقبل کے ہوتی ہے) مستقبل پر بوجہ تفاؤل اختیار کرتے ہیں یعنی تاکہ باعتبار صورت تحقق معلوم ہو گویا کہ دعا مقبول ہو گئی اور نیز ماضی مستقبل سے اخصر ہے چونکہ دعا میں بالفاظ عربی کا استعمال کرنا مفید مقبولیت ہے لہذا مصنفؒ نے بھی عربی الفاظ اختیار فرمائے۔ **قولہ** تعالیٰ باب تفاعل سے ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اصل میں تَعَالُوَ تھا واو طرف میں پانچویں جگہ واقع ہونے کیوجہ سے یا سے بدل گیا اور پھر یا متحرک اور اپنے ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل گئی اس کا مصدر تعالی ہے بمعنی بلند ہونا اور یہ اصل میں تَعَالُوٌ تھا **قولہ** این مختصریست الخ مختصرٌ باب افتعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے مصدر اختصارٌ ہے بمعنی قلیل عبارت سے مطلب کثیر ادا کرنا مصنف نے اپنے اس رسالہ کو تطویل نہیں کیا تاکہ مبتدی طوالت کیوجہ سے گھبرا نہ جائے۔ **قولہ** مضبوط در علم نحو الخ مضبوط اسم مفعول کا صیغہ ہے یہاں بمعنی لکھا گیا نحو وہ علم ہے جس سے اسم و فعل و حرف کے آخر کا حال بحیثیت معرب و مبنی ہونے کے اور ایک دوسرے کو آپس میں ترکیب دینے کی کیفیت معلوم ہو تعریف میں آخر کی قید سے علم لغت نکل گیا اس لئے کہ اس سے کلمات کے اول اور وسط کا حال باعتبار موافقت قافیہ وغیرہ کے معلوم ہوتا ہے اور بحیثیت معرب و مبنی ہونے کی قید سے علم عروض اور قوافی خارج ہو گیا۔ اس واسطے کہ اس سے کلمات کے آخر کا حال باعتبار موافقت قافیہ وغیرہ کے معلوم ہوتا ہے۔

فائدہ اس علم کا یہ ہے کہ انسان بولنے چالنے اور تحریر عبارات میں خطا لفظی سے محفوظ رہے موضوع علم نحو کا کلمہ اور کلام ہے اور موضوع علم اصطلاح میں اسے کہتے ہیں جس کے عوارض ذاتیہ سے اس علم میں بحث کیجاتی ہے جیسے علم طب کا موضوع بدن انسان ہے پس علم نحو میں کلمہ اور کلام کے عوارض ذاتیہ مثلاً منصرف اور غیر منصرف معرب و مبنی تثنیہ و جمع تذکیر و تانیث وغیرہ سے بحث کی جائے گی۔

قولہ مفردات لغت الخ لغت وہ آوازیں جن کے ذریعہ سے انسان اپنے اغراض ومقاصد کو تعبیر کرتا ہے اور اصطلاح میں وہ علم ہے جس سے کسی زبان کے مفردات کے معنی وضعی اور طریقہ استعمال اور مفرد کی جمع اور جمع کا مفرد معلوم ہو اور لغت اصل میں لغو بضم لام وفتح غین معجمہ تھا واو متحرک ماقبل اسکا مفتوح واو کو الف سے بدل لیا الف اور تنوین میں التقاء ساکنین ہوا الف گر گیا اور اس کے عوض میں تائے آئے لغت ہوا اور اس کی جمع سالم بحذف لام کلمہ ہے کذا فی غیاث اللغات قولہ معرفت اشتقاق الخ معرفت بمعنی پہچاننا اشتقاق یہ شق بمعنی پھاڑنا سے ہے باب افتعال سے مصدر ہے اصطلاح میں وہ علم ہے جس کے ذریعہ مصدر یا جامد سے کلمات کے بنانیکا طریقہ معلوم ہو سکے جیسے نصر مصدر سے ماضی ومضارع وامر واسم فاعل واسم مفعول وغیرہ اور لبن بمعنی دودھ سے لابن اور البن وغیرہ نکالے گئے اسکو علم الاشتقاق کہتے ہیں قولہ وضبط مہمات تصریف الخ مہمات بتشدید میم ثانی مہمۃ کی جمع اسم فاعل از باب افعال جمع مؤنث سالم ہے اور مہمۃ کے لغوی معنی غم میں ڈالنے والی ہیں، اور مجازی معنی امر عظیم اور کار دشوار ہیں اس لئے کہ دشوار کا کام طبیعت کو غم وفکر میں ڈال دیتا ہے اور اس جگہ بھی مجازی معنی مراد ہیں مصدر اہمام ہے بمعنی غمگین کرنا یہاں علم صرف کی وہ مشکل گردانیں مراد ہیں جو علم صرف میں مقصود اعلیٰ ہیں۔

فائدہ علم صرف کو علم تصریف کہتے ہیں قولہ بآسانی الخ یہ اور اسی طرح لفظ بزودی دونوں اس وجہ سے لائے گئے ہیں تاکہ مبتدی گھبرا نہ جائے بلکہ اس رسالہ کے پڑھنے میں محنت سے کام لے اس لئے کہ علم نحو کا مقصود اس رسالہ کے ذریعہ سے جلد آسانی سے حاصل ہو جائیگا قولہ کیفیت ترکیب الخ ترکیب باب تفعیل سے مصدر ہے مادہ رکب ہے لغت میں چند چیزوں کے ملانے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس طرح ملانے کو کہتے ہیں کہ اس مجموعہ مرکب پر ایک نام بولا جاسکے جیسے مسند الیہ اور مسند کے مجموعہ مرکب کو جملہ یا کلام کہتے ہیں کبھی خبریہ اور کبھی انشائیہ اور کبھی شرطیہ اور کبھی ظرفیہ۔ قولہ اعراب وبنا الخ اعراب کے یہاں معنی کسی کلمہ کا معرب ہونا ہے نہ کہ رفع ونصب وجر اسی طرح بنا کے یہاں معنی کسی کلمہ کا مبنی ہونا ہے نہ کہ بنیاد یا وزن قولہ سواد خواندن الخ سواد بفتح سین بمعنی ملکہ قولہ بتوفیق الخ بروزن تفعیل لغت میں معنی نیک یا بد مقصود کے لئے اس کے موافق اسباب پیدا کرنا اور اصطلاح میں صرف نیک مقصود کے لئے اس کے موافق اسباب کا پیدا کرنا ہیں پس بد مقصود کے لئے اس کے موافق اسباب پیدا کرنے کو توفیق ایزدی نہیں کہیں گے مصنف نے اس عبارت سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ طالب علم بغیر توفیق ایزدی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ جان تو (خدائے برتر تجھکو سیدھا راستہ دکھائے) کہ یہ ایک مختصر کتاب علم نحو میں لکھی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے مبتدی کو مفردات لغت کے یاد کر لینے اور قواعد اشتقاق کے جان لینے اور علم صرف کے مشکل امور کو حفظ کر لینے کے بعد آسانی کے ساتھ ترکیب عربی کی کیفیت کیطرف راستہ بتلاتی ہے اور معرب ومبنی کے پہچاننے میں اور عبارت صحیح پڑھنے کا ملکہ حاصل کرنے میں جلدی قوت دیتی ہے۔

فائدہ مصنف نے اس تمہیدی عبارت میں مصنفین متقدمین کے موافق چند امور کی جانب اشارہ فرمایا ہے اول اس علم کی تعیین کہ جسمیں کوئی رسالہ تصنیف و تالیف کیا جائے اور یہ قول مصنف مضبوط در علم نحو سے ظاہر ہے دوسرا اس رسالہ کو کن علوم کے بعد پڑھا جائے اور یہ انکے قول بعد از حفظ مفردات لغت و معرفت اشتقاق و ضبط تمام تصریف سے ظاہر ہے تیسرے اس علم کا فائدہ جس میں رسالہ لکھا گیا ہے اور یہ ان کے قول بکیفیت ترکیب عربی راہ نماید بر زدی الخ سے ظاہر ہے

فصل بدانکہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم ست مفرد و مرکب مفرد لفظے باشد تنہا کہ
دلالت کند بر یک معنی و آنرا کلمہ گویند کلمہ بر سہ قسم ست اِسمٌ چوں رَجُلٌ و فعل چوں ضَرَبَ
و حرف چوں ھل چنانکہ در تصریف معلوم شدہ است اما مرکب لفظے باشد کہ از دو
کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد و مرکب بر دو گونہ است مفید و غیر مفید مفید آنست کہ
چوں قائل بر آں سکوت کند سامع را خبرے یا طلبے معلوم شود و آنرا جملہ گویند و کلام نیز
جملہ بر دو قسم ست خبریہ و انشائیہ فصل بدانکہ جملہ خبریہ آنست کہ قائلش را بصدق و کذب
صفت تواں کرد و آں بر دو نوع ست اول آنکہ جزو اولش اسم باشد آنرا جملہ اسمیہ گویند
چوں زیدٌ عالمٌ یعنی زید داناست جزو اولش مسند الیہ است و آنرا مبتدا گویند و جزو دوم مسند
(ازاں کہ در ابتدائے کلام می باشد ۱۲)
و آنرا خبر گویند دوم آنکہ جزو اولش فعل باشد و آنرا جملہ فعلیہ گویند چوں ضَرَبَ زیدٌ بزد
(از آنکہ خبر می دہد بحال مبتدا ۱۲)
زید جزو اولش مسند است و آنرا فعل گویند و جزو دوم مسند الیہ است و آنرا فاعل گویند۔

قولہ لفظ مستعمل الخ لفظ لغت میں بمعنی پھینکنا یا ڈالنا اور اصطلاح میں ما یتلفظ بہ الانسان کو کہتے ہیں یعنی وہ چیز جس کو انسان بول سکے بامعنی ہو یا بے معنی اگر کوئی اعتراض کرے کہ لفظ کی اس تعریف میں چونکہ انسان کی قید ہے

لہذا اس سے وہ الفاظ جنکو حق سبحانہ تعالیٰ یا فرشتے یا جن بولتے ہیں خارج ہوگئے حالانکہ وہ اسمیں داخل رہنے چاہئیں جواب ہے کہ وہ چیز جسکو انسان بولے عام ہے کہ وہ اسکو ابتداءً بولے یا ثانیاً پس انکے الفاظ کو انسان اگرچہ ابتداءً نہیں بولتا بلکہ ابتداءً تو انہی سے سرزد ہوتے ہیں لیکن وہ اس قبیل سے ہیں کہ انسان انکو ثانیاً بول سکتا ہے لہذا وہ اس تعریف میں داخل رہیں گے **قولہ** مستعمل یہ باب استفعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے مادہ عمل ہے اس قید سے مطلق لفظ کی تقسیم کی طرف اشارہ ہے یعنی مطلق لفظ دو قسم پر ہے ایک لفظ مستعمل یعنی بامعنی جسکو موضوع کہتے ہیں دوسرے لفظ غیر مستعمل یعنی بے معنی جسکو مہمل کہتے ہیں. **قولہ** در سخن عرب الخ لفظ مستعمل کی یہ دو قسمیں زبان عربی کیساتھ خاص نہیں ہے بلکہ تمام زبانوں میں بھی لفظ مستعمل کی دو قسمیں آتی ہیں یہاں چونکہ محض عربی کے قواعد بیان کرتے ہیں لہذا یہ قید زائد کی گئی جس سے بظاہر تخصیص معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہ مقصود نہیں ہے **قولہ** مفرد و مرکب الخ دونوں اسم مفعول کے صیغے ہیں باب افعال سے ہے مصدر افراد ہے اور مادہ فرد بمعنی تنہا اور دوسرا باب تفعیل سے ہے مصدر ترکیب ہے۔

فائدہ مفرد کا مقابل مرکب کے علاوہ جملہ بھی آتا ہے اور کبھی تثنیہ اور جمع اور کبھی مضاف اور شبہ مضاف **قولہ** مفرد لفظی باشد تنہا الخ یعنی مفرد وہ اکیلا لفظ ہے جو ایک معنی پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ بمعنی مرد **قولہ** دلالت کند بر یک معنی کہ یہ معنی ہیں لفظ کا جزء معنی کے جزء پر دلالت نہ کرے پس اس قید سے مرکبات کلامیہ جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اور مرکبات غیر کلامیہ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اور قَائِمَۃٌ اور بَصْرِیٌّ خارج ہوگئے اس لئے کہ زَیْدٌ قَائِمٌ اور غُلَامُ زَیْدٍ میں تو ظاہر ہے کہ لفظ کا جزء معنی کے جزء پر دلالت کرتا ہے رہا قَائِمَۃٌ میں قائم نے اس ذات پر دلالت کی جس کیلئے قیام ہے اور تاء تانیث پر اور بَصْرِیٌّ میں بصرۃ نے اس پر دلالت کی جس کا یہ نام ہے اور ی نے نسبت پر پس ان دونوں میں لفظ کے جزء نے معنی کے جزء پر دلالت کی لہذا یہ مفرد سے خارج ہوگئے اور مرکب میں داخل رہیں گے لیکن قَائِمَۃٌ اور بَصْرِیٌّ پر یہ اعتراض وارد ہوتا کہ جب یہ مرکب میں داخل ہوگئے تو ان پر دو اعراب زَیْدٌ قَائِمٌ اور غُلَامُ زَیْدٍ کی طرح آنے چاہئیں ایک میم اور را پر دوسرا تا اور یا پر حالانکہ ان پر ایک اعراب آتا ہے جواب یہ ہے کہ قَائِمٌ اور اس کی تاء اور بصرۃ اور اسکی یاء میں چونکہ انتہا درجہ کا لگاؤ ہے کہ کبھی دوسرے سے جدا نہیں ہوتے لہذا یہ ایک کلمہ خیال کئے جانے لگے اور ان پر ایک اعراب آنے لگا

قولہ اسم یہ نحاۃ بصرہ کے نزدیک سُمُوٌّ یعنی بلندی سے مشتق ہے اور نحاۃ کوفہ کے نزدیک وَسْمٌ بمعنی علامت اور داغ سے اور اصطلاح میں وہ لفظ مفرد ہے جو اپنے معنی دینے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج نہ ہو اور زمانہ ماضی و حال و مستقبل میں سے کوئی بھی اسمیں باعتبار وضع نہ پایا جائے جیسے رَجُلٌ (مرد) اور اسم کی دو قسمیں ہیں ایک اسم ذاتی وہ ہے جو صرف ذات پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ (مرد) دوسرے اسم وصفی جو ذات مع وصف پر دلالت کرے جیسے ضَارِبٌ (مارنیوالا) اور حَسَنٌ (خوبصورت) یہ دونوں ذات کے علاوہ وصف ضاربیت اور حسنیت پر بھی دلالت کرتے ہیں آئندہ اسم کی قسمیں اور بھی آوینگی مگر تقسیم وصف پر دلالت کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے ہے (تنبیہ) یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب ایک چیز کی متعدد بار تقسیم کیجائے تو ہر تقسیم میں خاص حیثیت ملحوظ ہوتی ہے جو دوسری تقسیم میں ملحوظ نہیں ہوتی۔

قولہ فعل اس سے مراد فعل اصطلاحی ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ وہ لفظ مفرد ہے جو اپنے معنی بتانے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج نہ ہو اور اس میں تین زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ پایا جائے اور اگر یہ مراد نہ لیا جاوے تو اسم کا تقابل صحیح نہیں ہوگا اسلئے کہ فعل لغوی یعنی مصدر تو ہمیشہ اسم ہوتا ہے **قولہ** ضَرَبَ ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے بمعنی (اس ایک مرد نے مارا) فعل اصطلاحی باعتبار تعداد حروف اصلیہ دو قسم پر ہے ثلاثی اور رباعی باعتبار معنی تین قسم پر ہے ماضی مضارع امر اور نہی کوئی مستقل قسم نہیں ہے البتہ صرفی نہی کو مستقل قسم قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک وہ چار قسم پر ہوگا جیسا کہ علم صرف میں تفصیلاً مذکور ہے **قولہ** حرف لغت میں بمعنی طرف اور اصطلاح میں وہ لفظ مفرد ہے جس کے معنی خاص دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر نہ سمجھے جا سکیں جیسے ہَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ میں ہل یہ حرف استفہام ہے (کیا زید نے مارا) اس میں اگر ہَل کے علاوہ اور کلمات نہ ملائے جاتے تو خاص معنی استفہام جو زید کے ضارب ہونے کیساتھ متعلق ہیں نہ سمجھے جاتے اسی وجہ سے تعریف میں خاص کی قید لگائی گئی ہے ورنہ عام معنی استفہام دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر سمجھے جا سکتے ہیں **قولہ** اما مرکب الخ اما اجمال کے بعد تفصیل کیلئے آتا ہے یعنی مرکب وہ لفظ ہے جو کم از کم دو کلموں یا اس سے زائد سے بنایا گیا ہو اور زیادہ کی کوئی خاص تعداد مقرر نہیں ہے **قولہ** مفید آنست کہ چوں الخ مُفِیدٌ باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے مصدر افادۃٌ ہے بروزن اِقَامَۃٌ مادہ فَوْدٌ ہے اصل میں مُفْوِدٌ بروزن مُکْرِمٌ تھا واؤ کا کسرہ نقل کرکے ماقبل کو دیدیا اس کے بعد واؤ ساکن ہوئی اور اسکا ماقبل مکسور واؤ کو یاء سے بدل لیا مُفِیْدٌ ہوا مفید وہ مرکب ہے کہ جس پر کہنے والا خاموش ہو جائے (مسند الیہ اور مسند دونوں مذکور ہوں) تو سننے والے کو کوئی خبر یا کوئی طلب معلوم ہو **قولہ** خبریہ جملہ خبریہ میں ہوگا جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) اس جملہ سے سننے والے کو زید کے مارنے کی خبر معلوم ہوئی اور خبر وہ ہے جس کے قائل کو جھوٹا یا سچا کہہ سکیں **قولہ** طلبی یہ جملہ انشائیہ میں ہوگا جیسے اِجِئْ بِالْکِتَابِ (تو کتاب لا) اس جملہ سے سننے والے کو کتاب کے منگانے کی طلب معلوم ہوئی اور طلب وہ ہے جس کے قائل کو جھوٹا یا سچا نہ کہہ سکیں **قولہ** وآں را جملہ گویند و کلام نیز الخ یعنی اس مرکب مفید کو جملہ بھی کہتے ہیں اور کلام بھی اس سے معلوم ہوا کہ جملہ اور کلام دونوں مساوی ہیں اور ان دونوں کی حقیقت ایک ہے اور یہی اکثر نحاۃ کا مذہب ہے لیکن بعض کا مذہب یہ ہے کہ جملہ عام ہے اور کلام خاص اور بعض کا یہ کہ جملہ خاص ہے اور کلام عام۔

فائدہ۔ ان دونوں کے علاوہ مرکب مفید کو مرکب اسنادی اور مرکب تام بھی کہتے ہیں۔

سوالات۔ ان الفاظ میں بتاؤ کہ مفرد کون ہے اور کون مرکب فَلْسٌ (پیسہ) فَرَسٌ (گھوڑا) ضَرَبَ (اس نے مارا) زَیْدٌ قَائِمٌ (زید کھڑا ہے) صَلٰوۃُ الصُّبْحِ (صبح کی نماز) ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا (زید نے عمر کو مارا) ثَلٰثَۃَ عَشَرَ (تیرہ) غُلَامُ زَیْدٍ (زید کا غلام) اِضْرِبْ زَیْدًا (تو زید کو مار) قَعَدَ (وہ بیٹھا) اَجَاءَ زَیْدٌ (کیا زید آیا)

قولہ بدانکہ جملہ خبریہ الخ خبریہ میں یاء نسبتی ہے۔ **ترجمہ** (جملہ خبر والا) یعنی جس میں کسی واقعہ کی خبر دی گئی ہو اس سے اس کے خبریہ نام رکھنے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی **قولہ** قائلش الخ یعنی جملہ خبریہ وہ

جملہ ہے جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں مطلب یہ ہے کہ محض جملہ کو دیکھتے ہوئے متکلم کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں بغیر کسی امر کے لحاظ کئے ہوئے جو نفس جملہ سے خارج ہے۔

فائدہ بغیر کسی اور امر کے لحاظ کئے ہوئے الخ اس قید کی وجہ سے اس تعریف پر ان جملوں سے اعتراض وارد نہ ہوگا جس کے بولنے والے کو نفس الامر میں کسی طرح جھوٹا نہیں کہہ سکتے مثلاً اس شخص کا قول جس کے سچا ہونے پر ہم کو اعتماد ہے جیسے شارع کا قول کہ الجنۃ حقٌ والنار حقٌ (جنت حق ہے اور نار حق ہے) یا مثلاً اس شخص کا قول جو مشاہدہ کے موافق ہے کہ السماء فوقنا (آسمان ہمارے اوپر ہے) اور مثل اس کے پس ان جملوں میں متکلم پر اعتماد اور مشاہدہ دو ایسے امور ہیں جو نفس جملہ سے خارج ہیں پس جبکہ ان دونوں امروں کا جو نفس جملہ سے خارج ہیں لحاظ کریں تو متکلم کو صادق ہی کہیں گے اور کاذب نہیں کہہ سکتے ورنہ اگر متکلم پر اعتماد اور مشاہدہ کا لحاظ نہ کریں اور محض نفس جملہ کو دیکھیں تو متکلم کو سچا یا جھوٹا کہہ سکتے ہیں لہٰذا یہ جملے اور اس جیسے اور جملے نحو کے اعتبار سے خبریہ ہوں گے اسی طرح اس تعریف پر ان جملوں سے بھی اعتراض وارد نہیں ہوگا جن کے بولنے والے کو نفس الامر میں کسی طرح سچا نہیں کہہ سکتے مثلاً کوئی شخص کہے الارضُ فوقنا (زمین ہمارے اوپر ہے) والسماءُ تحتنا (آسمان ہمارے نیچے ہے) پس ان دونوں جملوں میں اگر اس امر کا لحاظ کریں جو نفس جملہ سے خارج ہے یعنی اس مشاہدہ کا کہ زمین ہمارے نیچے ہے اور آسمان ہمارے اوپر ہے تو متکلم کو کاذب ہی کہیں گے۔ صادق نہیں کہہ سکتے ورنہ اگر اس امر خارج کا لحاظ نہ کریں اور نفس جملہ کو دیکھیں تو ان کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکتے ہیں لہٰذا یہ جملے اور اس جیسے اور جملے بھی نحو کے اعتبار سے خبریہ ہوں گے خلاصہ یہ کہ اس قسم کے تمام جملے خبریہ کہلائے جائیں گے اور ان کے بولنے والے کو بلحاظ نفس جملہ سچا یا جھوٹا کہا جا سکتا ہے **قولہ** بصدق وکذب جیسے جاءَ زیدٌ (زید آیا) متکلم نے زید کے آنے کی خبر دی اس خبر میں احتمال ہے کہ شاید متکلم نے غلط خبر دی ہو اور حقیقت میں زید نہ آیا ہو اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ زید واقعی آگیا ہو اور متکلم نے سچی خبر دی ہو **قولہ** صفت الخ صدق وکذب کے ساتھ صفت کرنے کے یہ معنی ہیں کہ خبر دینے والے کو کسی واقعہ کی خبر دینے میں سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔

فائدہ مصنف نے اس تعریف میں صدق اور کذب کو متکلم کی صفت قرار دی ہے لیکن کبھی صدق اور کذب خود خبر اور کلام کی صفت قرار دیئے جاتے ہیں جبکہ تعریف اس طرح کی جائے کہ جملہ خبریہ وہ جملہ ہے جس کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے جیسا کہ اکثر بولا کرتے ہیں کہ یہ بات سچی ہے اور یہ بات جھوٹی **قولہ** جزء اولش اسم باشد الخ یعنی جملہ خبریہ دو قسم پر ہے اول یہ کہ اس کا پہلا جز اسم ہو اور دوسرا جز خواہ اسم ہو جیسے زیدٌ عالمٌ میں (زید جاننے والا ہے) یا فعل جیسے زیدٌ ضَرَبَ میں (زید نے مارا) اور ایسے جملہ کو جس کا پہلا جز اسم ہو جملہ اسمیہ کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اس کا جملہ اسمیہ نام رکھنے میں مجاز تسمیۃ الکل باسم اوّل الجزء اختیار کیا گیا ہے۔ ترجمہ (پہلے جز کے نام سے کل کا نام رکھنا) **قولہ** مسند الیہ الخ مُسْنَدٌ بر وزن مُکْرَمٌ باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے مادہ سَنَدٌ ہے ترجمہ (وہ کلمہ جس کی طرف نسبت کی جائے) اور اس مسند الیہ کو مبتدا کے علاوہ محکوم علیہ بھی کہتے ہیں اور اہل منطق

کی اصطلاح میں اسکو موضوع کہتے ہیں قولہ مبتدا۔ اسم مفعول کا صیغہ ہے مصدر ابتداء ہے چونکہ اکثر کلام کے شروع میں آتا ہے اس لئے مبتدا کہتے ہیں اردو محاورہ میں مبتدا اور خبر کو یوں سمجھنا چاہئے جسکی بابت کچھ کہا جائے اسے مبتدا کہتے ہیں اور جو کچھ کسی کی بابت کہا جائے اسے خبر کہتے ہیں قولہ مسند بصیغۂ اسم مفعول۔ ترجمہ (وہ چیز جسکی نسبت کیجائے) قولہ وآنرا خبر گویند الخ اس کو خبر اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ مبتدا کے حال کی خبر دیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر پورے جملہ کو خبر کہیں تو مجازاً کہیں گے اس لئے کہ خبر حقیقتاً تو جملے کے ایک جز کا نام تھا لیکن اب جو جز کا نام تھا وہ کل کا ہو گیا اور اس مجاز کو اصطلاح میں تسمیۃ الکل باسم الجزء کہتے ہیں خبر کو محکوم بہ بھی کہتے ہیں اور باصطلاح منطق اس کو محمول کہتے ہیں قولہ دوم آنکہ جزء اولش فعل باشد الخ اس فعل سے مراد فعل اصطلاحی ہے جس کی تفصیل گذر چکی نہ فعل لغوی یعنی مصدر دوم یہ کہ جملہ خبریہ کا پہلا جز فعل ہو لیکن اسکا دوسرا جز ہمیشہ اسم ہوگا دوسرا جز فعل یا حرف نہیں ہو سکتا جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا اور ایسے جملہ کو جس کا پہلا جز فعل ہو جملہ فعلیہ کہتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) اس میں پہلا جز ضَرَبَ فعل مسند ہے اور دوسرا جز زَیْدٌ اسم مسند الیہ ہے جو فعل کا فاعل ہے۔ قولہ جملہ فعلیہ گویند الخ اس کا جملہ فعلیہ نام رکھنے میں بھی مجاز تسمیۃ الکل باسم اول الجزء اختیار کیا گیا ہے ورنہ جملہ اسمیہ کی ترکیب ہمیشہ صرف اسماء سے اور جملہ فعلیہ کی ترکیب صرف افعال سے نہیں ہوتی جو باعتبار تمام اجزاء کے حقیقت میں جملہ اسمیہ یا فعلیہ کہلائے جا سکیں لیکن جاننا چاہیئے کہ جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کے نام کا دار و مدار صرف جملہ کے پہلے جز پر ہے اگر جملہ کا پہلا جز اسم ہے تو جملہ اسمیہ ہوگا اور اگر اس کا پہلا جز فعل ہے تو جملہ فعلیہ ہوگا اور چونکہ جز جملہ سے مراد مسند الیہ اور مسند ہے لہذا اگر جملہ کا پہلا لفظ حرف واقع ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے کہ وہ مسند الیہ اور مسند نہ ہونے کی وجہ سے جملہ کا جز نہیں ہوتا پس اس وقت اس کے بعد کے لفظ کو دیکھیں گے اگر وہ اسم ہے تو جملہ اسمیہ ہے اور اگر فعل ہے تو جملہ فعلیہ جیسے ما جاءنی زیدٌ میں پہلا لفظ حرف نفی ہے اس کے بعد فعل مسند ہے اور وہ جملہ کا پہلا جز ہے لہذا یہ جملہ فعلیہ ہوگا۔

بدانکہ مسند حکم ست و مسند الیہ آنچہ برو حکم کنند و اسم مسند و مسند الیہ تواند بود و فعل مسند باشد و مسند الیہ نتواند بود و حرف نہ مسند باشد و نہ مسند الیہ بلکہ جملہ انشائیہ آنست کہ قائلش را بصدق و کذب صفت نتوان کرد و آں بر چند قسم ست امر

بجہت عدم استقلال در معنی ۱۲

چوں اِضْرِبْ و نہی چوں لَا تَضْرِبْ و استفہام چوں هَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ و تمنی چوں لَیْتَ

بزن ۱۲ — مزن ۱۲ — آیا زدہ است زید ۱۲ — کاش

زَیْدًا احَاضِرٌ و ترجی چوں لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ و عقود چوں بِعْتُ وَاشْتَرَیْتُ و ندا چوں
می بود زید حاضر ۱۲ — امید است کہ عمر غائب باشد ۱۲ — فروختم و خریدم یعنی حادث کردم بیع و شرا را ۱۲
یَا اَللّٰہ و عرض چوں اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا و قسم چوں وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا و تعجب
چرا فرود نمی آئی نزد ما تا برسی خیر و نکوئی را ۱۲ — بخدا ہر آئینہ خواہم زد زید را ۱۲
چوں مَا اَحْسَنَہٗ وَ اَحْسِنْ بِہٖ فصل بدانکہ مرکب غیر مفید آنست کہ چوں قائل بر آں سکوت
چہ خوش است آنکہ حسن کرد و چہ حسن زید را ۱۲
کند سامع را خبری یا طلبی حاصل نہ شود و آں بر سہ قسم ست اوّل مرکب اضافی چوں غُلَامُ
زَیْدٍ جزو اوّل را مضاف گویند و جزو دوم را مضاف الیہ و مضاف الیہ ہمیشہ
مجرور باشد دوم مرکب بنائی و او آنست کہ دو اسم را یکی کردہ باشد و اسم دوم
متضمن حرفی باشد چوں اَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ کہ در اصل اَحَدٌ وَّ عَشَرٌ تِسْعَةٌ وَّ عَشَرٌ
بودہ است واو را حذف کردہ ہر دو اسم را یکی کردند و ہر دو جزو مبنی باشد بر فتح
اِلَّا اثْنَا عَشَرَ کہ جزو اوّل معرب ست سوم مرکب منع صرف و او آنست کہ دو اسم را یکی کردہ
باشد و اسم دوم متضمن حرفی نباشد چوں بَعْلَبَكُّ وَ حَضْرَمَوْتُ کہ جزو اوّل مبنی باشد
بر فتح بر مذہب اکثر علماء و جزو دوم معرب بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد
چوں غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ وَ عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا وَ جَاءَ بَعْلَبَكُّ ـــــــ

قولہ بدانکہ مسند حکم است الخ لفظ حکم کے معنی آتے ہیں اوّل محکوم بہ دوم نسبت رابطہ جو مسند الیہ اور مسند کے درمیان ہوتی ہے جسکو نسبت تامہ خبریہ کہتے ہیں اور جسکو فارسی میں ہست اور نیست سے تعبیر کرتے ہیں سوم تصدیق و اذعان

چہارم قضیہ پنجم وہ اثر جو کسی چیز پر مرتب ہو ششم خطاب اللہ تعالیٰ اس جگہ حکم سے مراد محکوم بہ ہے **قولہ** مسند الیہ آنچہ بر وے حکم کنند الخ یہ اصل میں مسند الیہ کی تعریف ہے اور جیسا کہ ماقبل میں ذکر کیا گیا ہے کہ مسند الیہ کو محکوم الیہ بھی کہتے ہیں وہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے **قولہ** واسم مسند و مسند الیہ تواند بود الخ یعنی اسم مسند اور مسند الیہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ مسند الیہ اور مسند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہو اور اسم باعتبار معنی مطابقی اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہے لہٰذا اسم مسند الیہ ہو سکتا ہے جبکہ وہ تحقیقاً یا تاویلاً ذات پر دلالت کرے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ میں زید تحقیقاً ذات پر دلالت کرتا ہے اور مسند بھی جبکہ تحقیقاً یا تاویلاً معنی نسبتی پر دلالت کرے جیسے مثال مذکور میں قَائِمٌ تحقیقاً معنی نسبتی پر دلالت کرتا ہے۔ **قولہ** و فعل مسند باشد و مسند الیہ نتواند بود الخ اور فعل مسند ہوتا ہے اور مسند الیہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ مسند الیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ تحقیقاً یا تاویلاً ذات پر دلالت کرے اور فعل عرض ہونے کی وجہ سے (جو قائم بنفسہٖ نہیں ہوتا) نہ تحقیقاً اور نہ تاویلاً ذات پر دلالت کرتا ہے پس غیر اس کے ساتھ کیسے قائم ہو سکتا ہے لہٰذا وہ مسند الیہ نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ وہ باعتبار معنی تضمنی (یعنی معنی مصدری) اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہے لہٰذا وہ مسند ہو سکتا ہے اور اگر کسی موقع پر فعل ترکیب میں مسند الیہ واقع ہو تو اسکو اسم کی تاویل میں کر لیتے ہیں جیسے آیۃ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ میں ءَاَنْذَرْتَهُمْ مبتدا مؤخر واقع ہوا ہے اور سَوَآءٌ خبر مقدم ہے اس کی تقدیر عبارت اس طرح ہوگی اِنْذَارُكَ وَعَدَمُ اِنْذَارِكَ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ آپ کا ڈرانا اور نہ ڈرانا ان کے لئے برابر ہے پس جبکہ یہ بات ثابت ہوئی کہ فعل ہمیشہ مسند ہوتا ہے تو جب جملہ کا پہلا جز فعل ہوگا تو اس کا دوسرا جز ہمیشہ اسم ہوگا جیسا کہ گذر چکا اس لئے کہ جملہ کے لئے مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے ان کے بغیر جملہ کی ترکیب نہیں ہو سکتی پس جب جملہ کا پہلا جز فعل مسند ہوگا تو لامحالہ اس کا دوسرا جز ہمیشہ اسم ہوگا اس وجہ سے کہ اس وقت جملہ کے لئے مسند الیہ اور ہونا چاہیئے اور مسند الیہ صرف اسم ہی ہوتا ہے **قولہ** و حرف نہ مسند بود نہ مسند الیہ الخ اور حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ اس لئے کہ حروف جب اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل نہیں تو وہ بھلا مسند الیہ یا مسند کیسے ہو سکتا ہے اس وجہ سے کہ مسند الیہ یا مسند وہی لفظ ہوتا ہے جو اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہو۔

سوالات۔ ان جملوں میں بتاؤ کہ کونسا مسند الیہ ہے اور کون مسند اور یہ بھی بتاؤ کہ کونسا لفظ مبتدا ہے اور کونسا خبر اور کون فعل ہے اور کونسا فاعل اور کونسا جملہ فعلیہ ہے اور کونسا جملہ اسمیہ جَاءَ زَيْدٌ (زید آیا) زَيْدٌ فَاضِلٌ (زید فاضل ہے) صَامَ خَالِدٌ (خالد نے روزہ رکھا) هِنْدٌ قَائِمَةٌ (ہندہ کھڑی ہے) اَلصَّوْمُ فَرْضٌ (روزہ فرض ہے) ذَهَبَ بَكْرٌ (بکر چلا گیا) اَلْمَاءُ بَارِدٌ (پانی ٹھنڈا ہے) صَلّٰى حَامِدٌ (حامد نے نماز پڑھی) اَلْجَنَّةُ حَقٌّ (جنت حق ہے) مَحْمُوْدٌ قَائِمٌ (محمود کھڑا ہوا) خَالِدٌ ضَرَبَ (خالد نے مارا)

قولہ جملہ انشائیہ الخ انشائیہ میں یا نسبتی ہے ترجمہ (جملہ انشا والا) اور انشا کے لغوی معنی (پیدا کرنا) کیونکہ بولنے والا خود کلام کو پیدا کرتا ہے اور کسی واقعہ کی خبر نہیں دیتا لہذا اس کا نام جملہ انشائیہ رکھا گیا۔ قولہ مالا یصح ان یقال لقائلہ انہ صادق فیہ او کاذب الخ یعنی جملہ انشائیہ وہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں اس لئے کہ کہنے والا کا سچ اور جھوٹ کیساتھ متصف ہونے کا دار و مدار خبر دینے پر ہے اور جملہ انشائیہ کا کہنے والا خود اپنی طبیعت میں کلام پیدا کرتا ہے کسی واقعہ کی خبر نہیں دیتا جیسا کہ تم کو خود امثلہ سے معلوم ہو جائے گا قولہ امر الخ لغت میں بمعنی حکم کرنا باب نصر اور بمعنی شان و شئی جس کی جمع اُمُورٌ آتی ہے اور اصطلاح میں وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جائے جیسے اِضْرِبْ (مار تو ایک مرد)۔ ترکیب، اِضْرِبْ فعل امر صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں ضمیر اَنْتَ مستتر ہے وہ اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ امریہ ہوا قولہ نہی الخ لغت میں بمعنی روکنا اور اصطلاح میں وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ سے ترک فعل طلب کیا جائے جیسے لَا تَضْرِبْ (مت مار تو)

ترکیب:۔ لَا تَضْرِبْ فعل نہی صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں ضمیر اَنْتَ مستتر ہے اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ نہیہ ہوا۔

فائدہ۔ جاننا چاہیئے کہ بعض صرفیوں نے نہی کو فعل کی مستقل قسم قرار دی ہے لہذا ان کے نزدیک فعل کی چار قسمیں ہو جائیں گی اوّل ماضی، دوّم مضارع، سوّم امر، چہارم نہی۔ اور بعض صرفیوں نے اسکو مضارع مجزوم میں داخل مانا ہے لہذا ان کے نزدیک فعل کی تین قسمیں ہوں گی اوّل ماضی دوّم مضارع سوّم امر اس کے علاوہ دوسرا اختلاف نہی کے معنی میں ہے بعض صرفی طلب ترک الفعل (یعنی فعل کو چھوڑنے کی طلب کو) اور بعض صرفی طلب کف النفس عن الفعل (یعنی فعل سے نفس کو روکنے کی طلب) کو اس کا موضوع لہ قرار دیتے ہیں پہلی صورت میں طلب عدم فعل کی ہوگی اور دوسری صورت میں طلب وجود فعل کی ہوگی۔ دوسرے معنی کے اعتبار سے امر اور نہی میں یہ فرق ہوگا کہ امر میں کف نفس کے علاوہ مطلق وجود فعل کی طلب ہوگی اور نہی میں خاص وجود فعل کف نفس کی طلب ہوگی۔

قولہ استفہام الخ۔ یہ باب استفعال سے مصدر ہے مادہ فَہْمٌ ہے بمعنی سمجھنا باب استفعال کی مشہور خاصیت طلب فعل کے موافق اس کے یہ معنی ہوں گے ناواقف متکلم کا واقف کار مخاطب سے کسی انجان چیز کے سمجھنے کی خواہش کرے اور اس میں حرف استفہام آوے جیسے هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ (کیا زید نے مارا؟) هل حرف استفہام غیر عامل ضَرَبَ فعل ماضی زید اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ استفہامیہ ہوا۔

فائدہ کبھی حرف استفہام کا استعمال متکلم بھی کرتا ہے جو خود بھی اس شئی سے واقف ہے پس ایسے موقع میں اس کو استخبار کہتے ہیں لہذا تمام قرآنی استفہام جو اللہ جل و عز وجل نے بیان فرمائے ہیں استخبار کہلائیں گے جیسے هَلْ يَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ وغیر ذلک (کیا اندھیریاں یعنی کفر اور نور یعنی ایمان برابر ہیں؟) قولہ تمنی الخ باب تفعل سے مصدر ہے۔ مادہ مَنْیٌ ہے یا کی مناسبت کیوجہ سے ضمہ نون کو کسرہ سے بدل لیا لغت میں

کسی چیز کو محبوب سمجھ کر اس کے حاصل کرنے کی خواہش کرنا جسکو اردو میں کسی چیز کی آرزو کرنا کہتے ہیں۔ جملہ تمنائیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس کے ذریعہ سے کسی چیز کی آرزو ظاہر کیجائے جیسے لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ (کاش زید حاضر ہوتا) لیت حرف مشبہ بفعل، زیدًا اس کا اسم، حاضرٌ اس کی خبر۔ لیت اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ تمنائیہ ہوا قولہ ترجی الخ یہ بھی باب تفعل سے مصدر اور مادہ رجاءٌ بالمد بمعنی امید سے ہے نہ کہ رجا بالقصر بمعنی کنارہ سے جس کی جمع ارجاءٌ آتی ہے۔ یا کی مناسبت کی وجہ سے ضمہ جیم کو کسرہ سے بدل لیا لغت میں بمعنی امید کرنا۔ جملہ ترجیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس سے کسی چیز کی امید ظاہر کی جائے جیسے تو لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ (امید کہ عمر غائب ہو) لعل حرف مشبہ بفعل عمرًا اس کا اسم غائبٌ اس کی خبر لعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ترجیہ ہوا۔ تمنی اور ترجی میں یہ فرق ہے کہ ترجی صرف ان چیزوں میں بولی جاتی ہے جن کا ہونا ممکن ہو اور جن کے حاصل ہونے کی امید ہو جیسے لَعَلَّ السُّلْطَانَ یُکْرِمُنِیْ (امید کہ بادشاہ میرا اکرام کرے) پس یہ ممتنعات میں یعنی ان چیزوں میں جن کا ہونا ناممکن ہو، نہیں بولی جائیگی اور نہ ان ممکنات میں جن کے حاصل ہونے کی امید نہ ہو۔ مثلاً وہ شخص جو جرم کرنے کی وجہ سے بادشاہ کے اکرام سے ناامید ہو چکا ہے لَعَلَّ السُّلْطَانَ یُکْرِمُنِیْ نہیں کہہ سکتا بخلاف تمنی کے کہ وہ عام ہے۔ ان چیزوں میں بھی بولی جاتی ہے جن کا ہونا ممکن ہو خواہ ان کے حاصل ہونے کی امید ہو خواہ نہ ہو۔ اور ان چیزوں میں بھی جن کا ہونا ناممکن ہو جیسے کوئی ضعیف العمر آدمی کہے لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ (کاش کہ جوانی لوٹ آئے) پس جوانی کا لوٹ آنا ناممکن ہے۔ ان دونوں میں دوسرا فرق یہ ہے کہ ترجی امر محبوب اور مکروہ دونوں میں مستعمل ہوتی ہے بخلاف تمنی کے کہ وہ صرف امر محبوب میں مستعمل ہوتی ہے۔ قولہ عقود بر وزن دخول یہاں مصدر ہے بمعنی گرہ باندھنا جیسا کہ دیگر اقسام انشاء مصدر ہیں۔ اور جملہ عقودیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جو کسی معاملہ کے انعقاد کے متعلق ہو جیسے بِعْتُ واشْتَرَیْتُ پہلے کا مادہ بیع ہے بمعنی بیچنا باب ضرب بمعنی میں نے بیچا (یعنی میں انشاء بیع کرتا ہوں) دوسرے کا مادہ شِرًیٌ ہے بمعنی خریدنا باب افتعال سے ہے بمعنی میں نے خریدا (یعنی میں انشاء خریداری کرتا ہوں) یہ دونوں جملے اصل میں خبریہ ہیں۔ پس اگر خرید و فروخت کے وقت بیچنے والا خریدنے والے سے کہے اور خریدنے والا بیچنے والے سے کہے تو خبر نہیں ہے اور کذب کا احتمال نہیں رکھتے۔ چنانچہ فروختگی کے بعد بِعْتُ اور خریداری کے بعد اشْتَرَیْتُ کہا جائے تو خبر مقصود ہے نہ کہ انشاء۔ اور اس وقت میں یہ جملہ خبریہ ہوں گے جیسا کہ ان کی صورت دلالت کرتی ہے نہ کہ انشائیہ۔ اسی وجہ سے انشاء بصورت خبر کہا جاتا ہے ترکیب۔ بعت فعل اس میں ضمیر تُ اس کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ عقودیہ ہوا۔ اشتریت کی ترکیب بھی ایسا ہی ہوگی۔

قولہ ندا الخ: باب مفاعلت سے مصدر ہے بمعنی آواز دینا اور جملہ ندائیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس کے ذریعہ سے کسی کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے اور اس کے شروع میں حرف ندا ہو جیسے یا اللّٰہ۔

ترکیب :۔ یا حرف ندا جو قائم مقام اَدْعُوْ کے ہے اَدْعُوْ فعل اس میں ضمیر اَنَا پوشیدہ اس کا فاعل اللہ مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔ مُنَادیٰ لہٗ (وہ چیز جس کی وجہ سے آواز دی جائے) اور اس کو جواب ندا بھی کہتے ہیں مقدر ہے جو چاہو مان لو مثلاً اِغْفِرْ ذُنُوْبَنَا۔ پورے جملے کے معنی یہ ہوں گے۔ اے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ قولہ عرض لغت میں معنی پیش کرنا۔ جملہ عرضیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس سے کسی شئی کے حاصل کرنے کی رغبت نرمی سے دکھلائے جیسے قولہ اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ مِنَّا خَیْرًا (آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے تاکہ آپ بہتری کو پہونچیں) ترکیب :۔ الا تنزل بنا جملہ انشائیہ ہے اور فتصیب خیرا جملہ خبریہ اور جملہ خبریہ کا عطف جملہ انشائیہ پر ناجائز ہے۔ لہٰذا جملہ کو تاویل میں اَلَا یَکُوْنُ مِنْکَ نُزُوْلٌ فَاِصَابَۃُ خَیْرٍ مِنَّا کے کرکے ترکیب کریں گے۔ اَلَا حرف عرض، یکون فعل ناقص نزولٌ معطوف الیہ فحرف عطف اِصَابَۃٌ مصدر مضاف خیرٍ مضاف الیہ مفعول بہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف ہوا۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم مؤخر ہوا یکون کا من حرف جار ک ضمیر مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف علیہ ہوا من حرف جار نون وقایہ ی ضمیر متکلم مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف ہوا۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر متعلق ہوا ثابتاً مقدر کے ثابتاً اپنے متعلق سے مل کر خبر مقدم ہوئی یکون کی یکون اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ عرضیہ ہوا۔ اس صورت میں اصابۃ مصدر کا عطف نزول مصدر پر ہے لیکن جملہ مذکور کی تاویل اس طرح بھی ہو سکتی ہے اَلَا یَکُوْنُ مِنْکَ نُزُوْلٌ فَیَکُوْنُ اِصَابَۃُ خَیْرٍ مِنِّیْ۔ اور اس وقت جملہ کا عطف جملہ پر ہوگا یا اس طور کہ یکون اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہ ہوا۔ اور فیکون اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ہوا۔

قولہ قسم الخ :۔ یہ انشا تاکید کے لئے لایا جاتا ہے اور جملہ قسمیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس سے کسی چیز پر قسم کھائی جائے جیسے قولہ وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا (قسم ہے اللہ کی میں زید کو ضرور ماروں گا) ترکیب :۔ واؤ حرف جار، اللہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر اُقْسِمُ مقدر کے متعلق ہوا۔ اقسم فعل متکلم اپنے فاعل اَنَا ضمیر پوشیدہ اور متعلق سے مل کر جملہ ہو کر قسم ہوا۔ لَاَضْرِبَنَّ فعل مضارع واحد متکلم بانون تاکید ثقیلہ اَنَا ضمیر مرفوع متصل مستتر اس کا فاعل زَیْدًا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ ہو کر جواب ہوا قسم کا قسم اپنے جواب سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ قسمیہ ہوا۔

قولہ تعجب باب تفعل سے مصدر ہے مادہ عجب ہے اس کا استعمال دو معنی میں آتا ہے ایک ایسے امر غریب کا علم جس کا سبب نہ معلوم ہو۔ دوسرے وہ کیفیت نفسانی جو اس امر غریب کے علم کے بعد حاصل ہوتی ہے ان دونوں معنی میں فرق اس طرح ہے جیسا کہ لڑکے کے پیدا ہونے کی خبر اور اس کے بعد کیفیت خوشی میں مثلاً کسی ایسے طالب علم کی کامیابی کا علم جو کامیابی کا اہل نہ تھا قابل تعجب ہوتا ہے۔ پس یا تو اس علم بعینہٖ کو تعجب کہا جائے یا اس علم کے بعد کی کیفیت حیرت کو جو سبب کامیابی نہ معلوم ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے تعجب کہا جائے۔ جملہ تعجبیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس کے ذریعہ کسی چیز پر تعجب ظاہر کیا جائے۔ تعجب کے دو صیغہ مَا اَفْعَلَہٗ اور اَفْعِلْ بِہٖ ثلاثی مجرد سے ۲

آتے ہیں۔ ان کی تفصیل بحث افعال تعجب میں آئیگی جیسے قولہٗ مَا أَحْسَنَهٗ ضمیر مفعول بہ۔ ہ کی جگہ اسم ظاہر زید کو رکھ لو اور "مَا أَحْسَنَ زَيْدًا" کہو۔ اس کی دو طرح سے ترکیب ہوگی اول بنا بر مذہب سیبویہ ما نکرہ بمعنی شیٔ اور شیٔ میں تنوین تعظیم کی ہے جس سے اس میں تخصیص آگئی اور اس میں تنوین تعظیم کی اس وجہ سے مانی گئی تاکہ اس میں تخصیص پیدا ہو کر اس کا مبتدا ہونا صحیح ہو جائے کیونکہ مبتدا نکرہ نہیں ہوا کرتا پس تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ شیٔ عظیم أحسن زیدًا شیٔ موصوف عظیم اس کی صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدا احسن فعل ماضی اس میں ضمیر ہُوَ پوشیدہ اس کا فاعل جو شیٔ کیطرف لوٹتی ہے۔ زیدًا اس کا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔ لفظی ترجمہ: کسی بڑی چیز نے زید کو حسین کر دیا محاورہ کا ترجمہ: زید کیا ہی حسین ہے۔ شیٔ میں تخصیص خفیٌ صفت سے بھی ہو سکتی ہے لیکن اس وقت تنوین تعظیم کی نہ ہوگی اور تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ شیٔ خفی أحسن زیدًا (یعنی کسی پوشیدہ چیز نے زید کو حسین کر دیا)

دوم بنا بر مذہب فرا ما استفہامیہ بمعنی ایُّ شیٔ۔ تقدیر عبارت یوں ہوگی ایُّ شیٔ أحسن زیدًا (کس چیز نے زید کو حسین بنا دیا) ترکیب: ایُّ مضاف اپنے مضاف الیہ شیٔ سے ملکر مبتدا ہوا احسن فعل اپنے فاعل ضمیر ہُوَ اور زیدًا مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔ قولہ مَا أَحْسَنَهٗ الخ میں ہ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر مثلاً زید کو رکھ لو اور أَحْسِنْ بِزَيْدٍ کہو۔ ترکیب: أَحْسِنْ فعل امر صیغہ واحد مذکر حاضر از باب افعال (معنی میں ماضی أَحْسَنَ کے ہے بِزَيْدٍ میں با زائدہ اور لازمہ ہے اور زید اس کا فاعل پس یہ جملہ معنی میں أَحْسَنَ زَيْدٌ کے ہوگیا۔ أَحْسَنَ فعل ماضی زید اس کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔ ترجمہ لفظی صاحب حسن ہوا زید۔ محاورہ کا ترجمہ۔ زید کیا ہی حسین ہے۔ **فائدہ** مَا أَحْسَنَ زَيْدًا اور أَحْسِنْ بِزَيْدٍ میں حسن کی تقدیر عبارت أَحْسَنَ زَيْدٌ ہے دونوں أَحْسَنَ باب افعال سے ہیں پہلی میں خاصیت تصییر اور دوسرے میں صیرورت۔

سوالات۔ ان مثالوں میں بتاؤ کہ کونسا جملہ خبریہ ہے اور کونسا جملہ انشائیہ؟ اور پھر اگر انشائیہ ہے تو اسکی کونسی قسم ہے؟ لَيْتَ زَيْدًا فَاضِلٌ، اِشْرَبِ الْمَاءَ، جَمَدَ خَالِدٌ، أَجَاءَ زَيْدٌ؟ مَا أَكْرَمَ زَيْدًا۔ زَيْدٌ يَقُوْمُ۔ لَا تَعْجَلُوْا۔ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ۔ مَا نَصَرَهٗ۔ بَكَّمْتُكَ۔ قَبِلْتُكَ۔

قولہ: بدانکہ مرکب غیر مفید آنست الخ مرکب غیر مفید وہ ہے کہ کہنے والا اس کو کہکر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کسی واقعہ کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم ہو۔ مطلب یہ ہے کہ متکلم جملہ کے سارے ارکان (اور وہ مسند الیہ اور مسند ہیں) نہیں بولتا جس کیوجہ سے نہ تو کوئی خبر معلوم ہوتی ہے اور نہ کوئی طلب بلکہ وہ اس قدر کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے جسکو یا تو مسند الیہ بنا سکتے ہیں یا مسند اور صرف ایک رکن سے کلام تام (کہ جس سے کسی واقعہ کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم ہوا کرتی ہے) نہیں ہوتا۔ اور اسی وجہ سے اس کو مرکب ناقص کہتے ہیں۔ اور یہ مرکب غیر مفید کا دوسرا نام ہے۔

قولہ و آں بر سہ قسم ست الخ. مصنفؒ نے تقسیم میں اختصار سے کام لیا ہے ورنہ مرکب غیر مفید کی پہلے دو قسمیں ہونگی ایک تقییدی دوسرے غیر تقییدی. تقییدی وہ مرکب ہے جس کا دوسرا جزو پہلے جزو کی قید ہو پس اس کے پہلے جزو میں قید سے پیشتر کثرت افراد ہوگی لیکن قید کے بعد اس میں قلت افراد ہو جائیگی اور مرکب تقییدی کی دو قسمیں ہیں. اول مرکب اضافی (جس کو مصنفؒ نے ذکر کیا ہے) وہ ہے جس کا پہلا جزو مضاف اور دوسرا جزو مضاف الیہ ہو. جیسے غُلَامُ زَیْدٍ (زید کا غلام) اس میں دوسرا جزو (زید) پہلے جزو (غلام) کی قید ہے. زید کے آنے سے پیشتر غلام عام تھا اور اس میں کثرت افراد تھی. ہر ایک غلام کو غلام کہہ سکتے تھے لیکن جب زید کی قید اس کے آگے آگئی تو معلوم ہوگیا کہ زید کا غلام ہے. اور اب یہ عام نہ رہا اور اس میں قلت افراد پیدا ہوگئی. اب ہر ایک کے غلام کو غلام نہیں کہہ سکتے. اس کا پہلا جزو (غلام) مضاف ہے اور دوسرا جزو (زید) مضاف الیہ. مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر یا تو مسند الیہ ہوگا جیسے غُلَامُ زَیْدٍ جَاءَ میں غُلَامُ زَیْدٍ مسند الیہ مبتدا ہے اور جَاءَ فعل ماضی اس میں ضمیر ہو پوشیدہ اس کا فاعل. فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر. مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (زید کا غلام آیا) یا مسند جیسے ہٰذَا غُلَامُ زَیْدٍ میں (یہ زید کا غلام ہے) ہذا مبتدا اپنی خبر مسند غُلَامُ زَیْدٍ سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

دوم مرکب توصیفی (اس کو مصنف نے ذکر نہیں کیا) وہ ہے جس کا پہلا جزو موصوف اور دوسرا جزو صفت ہو. جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ (مرد جو عالم ہے) اس میں بھی دوسرا جزو (عالم) پہلے جزو (رجل) کی قید ہے عالم کے آنے سے پیشتر رجل عام تھا اور اس میں کثرت افراد تھی لیکن جب عالم کی قید اس کے آگے آگئی تو یہ عام نہیں رہا اور اس میں قلت افراد پیدا ہوگئی اور اب ہر مرد کو رجل عالم نہیں کہہ سکتے. اس کا پہلا جزو (رجل) موصوف ہے اور دوسرا جزو (عالم) صفت. یہ بھی مرکب اضافی کی طرح جزو جملہ ہوتا ہے یا مسند الیہ ہوگا جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ میں جَاءَ فعل ماضی رَجُلٌ عَالِمٌ مرکب توصیفی مسند الیہ فاعل. فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا. یا مسند جیسے ہٰذَا رَجُلٌ عَالِمٌ میں رَجُلٌ عَالِمٌ مرکب توصیفی خبر مسند ہے. غیر تقییدی وہ مرکب ہے جس کا دوسرا جزو پہلے جزو کی قید نہ ہو اور وہ تین قسم پر ہے جن میں سے دو مبنی ہیں اور ایک معرب. لیکن جو مبنی ہیں ان میں سے اول مرکب بنائی ہے. وہ مرکب جو دو اسموں میں سے ایک اسم بنایا گیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن ہو یعنی دوسرا اسم کسی حرف کے بعد لایا گیا ہو. خواہ وہ حرف عطف ہو جیسے مثال مذکور میں واؤ کے بعد دوسرا جزو لایا گیا ہے. خواہ اس کے علاوہ کوئی اور حرف ہو. مصنفؒ کے قول واسم دوم متضمن حرفی باشد کا یہی مطلب ہے ورنہ حرف دوسرے اسم کا جزو نہیں ہے جو متضمن کہا جائے اسکا دوسرا نام مرکب تعدادی بھی ہے پہلا نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے دونوں جزو مبنی بر فتح ہوتے ہیں اور دوسرے کی وجہ یہ ہے کہ وہ عدد میں پایا جاتا ہے جیسے اَحَدَ عَشَرَ سے لیکر تِسْعَةَ عَشَرَ تک. تفصیل یہ ہے اَحَدَ عَشَرَ (گیارہ) اِثْنَا عَشَرَ (بارہ) ثَلٰثَةَ عَشَرَ (تیرہ) اَرْبَعَةَ عَشَرَ (چودہ) خَمْسَةَ عَشَرَ (پندرہ) سِتَّةَ عَشَرَ (سولہ) سَبْعَةَ عَشَرَ (سترہ) ثَمَانِيَةَ عَشَرَ (اٹھارہ) تِسْعَةَ عَشَرَ (انیس) سب اصل میں اَحَدٌ وَّعَشَرٌ، اِثْنَانِ وَعَشَرٌ، ثَلٰثَةٌ وَّعَشَرٌ، اَرْبَعَةٌ وَّعَشَرٌ، خَمْسَةٌ وَّعَشَرٌ، سِتَّةٌ وَّعَشَرٌ، سَبْعَةٌ وَّعَشَرٌ، ثَمَانِيَةٌ وَّعَشَرٌ، تِسْعَةٌ وَّعَشَرٌ

تھے ان سب کی واو کو حذف کر کے دونوں اسموں کو بمنزلہ ایک کلمہ کے کر لیا اور ان میں دوسرا جز و پہلے جزو کی قید نہیں ہے بلکہ ہر ایک اپنے اپنے حال پر باقی ہیں جیسا کہ ترکیب سے پیشتر تھے اور ان کے دونوں جزو مبنی بر فتح ہیں مگر اِثْنَانِ وَعَشَرَ میں نون اور واو دونوں کو حذف کر کے ایک اسم کر لیا اور صرف دوسرا جزو مبنی بر فتح ہے اور پہلا جزو معرب جیسے جَاءَنِی اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا (یعنی الف کے ساتھ) رَأَیْتُ اِثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا (ی کے ساتھ) مَرَرْتُ بِاِثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا (ی کے ساتھ)۔

قولہ و ہر دو جزو مبنی باشد بر فتح الخ مرکب بنائی کا پہلا جزو اس واسطے مبنی ہے کہ ترکیب کے بعد اس کا آخر وسط کلمہ میں واقع ہوا ہے اور اعراب وسط کلمہ میں نہیں آتا بلکہ آخر میں آتا ہے اور دوسرے جزو کا مبنی ہونا اس لئے ہے کہ وہ حرف کو جو مبنی الاصل ہے متضمن ہے۔ اور بنا میں اصل اگرچہ سکون ہے لیکن اس مرکب کو فتح پر جو تمام حرکتوں میں سے ہلکی حرکت ہے اس لئے مبنی کیا تاکہ وہ ثقل جو دو کلموں کی ترکیب سے آیا ہے دور ہو جائے۔

قولہ جزو اول معرب است اثنا عشر کے دوسرے جزو کے مبنی بر فتح ہونے کی وجہ تو گذر چکی لیکن اس کا پہلا جزو اس واسطے معرب ہے کہ وہ نون کے گر جانے کی وجہ سے مضاف کے مشابہ ہو گیا جیسے غُلَامَا زَیْدٍ (زید کے دو غلام) اصل میں غُلَامَانِ لِزَیْدٍ تھا اور اضافت اسم معرب کے خواص میں سے ہے لہٰذا مشابہت کی وجہ سے معرب مانا گیا اور دوم مرکب صوتی وہ ہے جو ایسے دو اسموں سے بنایا گیا ہو جس میں سے دوسرا اسم صوت ہو جیسے سِیْبَوَیْہِ سِیْب اور وَیْہ اسم صوت سے مرکب ہے پہلا جزو مبنی بر فتح ہے اور دوسرا جزو مبنی بر کسرہ یہ عمرو بن عثمان شیرازی نحویوں کے امام کا لقب ہے چونکہ اس کا دوسرا جزو اسم صوت ہے۔

سوم قولہ مرکب منع صرف الخ یہ مرکب غیر تقییدی کی وہ تیسری قسم ہے جو معرب ہوتی ہے مرکب مزاجی بھی کہتے ہیں۔ وہ مرکب ہے جو ایسے دو اسموں سے بنایا گیا ہو جس کا دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن نہ ہو یعنی دوسرا اسم سے پیشتر حرف واو نہ ہو جیسے **قولہ** بَعْلَبَکُّ ایک شہر کا نام ہے بَعْلُ ایک بت کا نام ہے اور بَکّ ایک بادشاہ کا نام ہے جو اس شہر کا بانی تھا جب شہر کی بنا ختم ہو گئی تو اس شہر کا نام بت اور اپنے نام سے رکھدیا۔ **قولہ** حَضْرَمَوْتُ۔ یہ حَضْرَ اور مَوْتُ سے مرکب ہے عرب کے ایک شہر اور ایک قبیلہ کا نام ہے۔ **قولہ** بر مذہب اکثر علماء الخ اس میں دو مذہب ہیں اول یہ کہ پہلے جزو کو مبنی بر فتح کیا جائے اور دوسرے کو معرب بغیر منصرف (مصنف نے یہی مذہب بیان کیا ہے) جیسے ہٰذَا بَعْلَبَکُّ رَأَیْتُ بَعْلَبَکَّ۔ سِرْتُ اِلٰی بَعْلَبَکَّ۔ دوسرے یہ کہ پہلے جزو کو دوسرے جزو کی طرف مضاف اور معرب کیا جائے اور جزو ثانی میں پھر دو صورتیں ہیں یا تو اس کو معرب باعراب غیر منصرف کیا جائے یا معرب باعراب منصرف جیسے ہٰذَا حَضْرُ مَوْتَ۔ رَأَیْتُ حَضْرَ مَوْتَ۔ سِرْتُ اِلٰی حَضْرِ مَوْتَ۔ ہٰذَا حَضْرُ مَوْتٍ۔ رَأَیْتُ حَضْرَ مَوْتٍ۔ سِرْتُ اِلٰی حَضْرِ مَوْتٍ
خلاصہ یہ ہے کہ نحات کے نزدیک چھ قسم کی ترکیب معتبر ہے ایک اسنادی مفید، پانچ غیر اسنادی غیر مفید جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

بود ترکیب نزد نحویاں شش ❊ بیاد ش گیر گر خائف ز فوتی
اضافی دان و توصیفی و مزجی ❊ ہم اسنادی و تعدادی و صوتی

سوالات:۔ ان مثالوں میں مرکب غیر مفید کی قسمیں بتاؤ اور یہ بھی کہ مرکبات اضافیہ اور مرکبات توصیفیہ میں کون مضاف ہے اور کون مضاف الیہ اور کون موصوف ہے اور کون صفت؟ اور ہر مثال کا ترجمہ کرو۔ صَلٰوۃُ الصُّبْحِ۔ رَجُلٌ فَاضِلٌ، بَیْتُ اللّٰہِ، مِسْکُوَیہِ، اِمْرَأَۃٌ حَسَنَۃٌ، ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ، وَرَقُ الشَّجَرِ، مَعْدِیْ کَرِبَ، اَخُوْبَکْرٍ، حَضَرَمَوْتُ، مَاءٌ بَارِدٌ، مَاءُ الْوُضُوْءِ، خَمْسَۃَ عَشَرَ، زَیْدُ نِ الْعَالِمُ، رُوْحُ الْاِنْسَانِ، شَیْءٌ کَثِیْرٌ، رَسُوْلُ اللّٰہِ، غُلَامٌ حَبَشِیٌّ۔

قولہ بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد الخ مطلب یہ ہے کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کا جزو یعنی مسند الیہ یا مسند واقع ہوتا ہے جیسے قولہ غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ (زید کا غلام کھڑا ہے) یہ مرکب غیر مفید کی مرکب اضافی جزو جملہ واقع ہونے کی مثال ہے۔ غُلَامُ مضاف زَیْدٍ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا، قَائِمٌ اس کی خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اس میں غُلَامُ زَیْدٍ مرکب غیر مفید ہے اور جملہ کا جزو یعنی مسند الیہ واقع ہوا ہے۔ قولہ عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَمًا (یعنی میرے پاس گیارہ درہم ہیں) یہ مرکب غیر مفید کی قسم مرکب بنائی جزو جملہ واقع ہونے کی مثال ہے عِنْدِ مضاف ی ضمیر متکلم مجرور متصل مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثَابِتٌ مقدر کا۔ ثَابِتٌ اپنے مفعول فیہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ اَحَدَ عَشَرَ مرکب بنائی ممیز، دِرْھَمًا اس کی ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا، مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اس میں اَحَدَ عَشَرَ مرکب غیر مفید ہے اور جملہ کا جزو یعنی مسند الیہ واقع ہوا ہے۔ قولہ جَاءَ بَعْلَبَکُّ۔ یہ مرکب غیر مفید کی قسم مرکب منع صرف جزو جملہ واقع ہونے کی مثال ہے۔ ترکیب:۔ جاء فعل ماضی، بعلبکّ اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ بَعْلَبَکُّ مرکب غیر مفید ہے اور جملہ کا جزو یعنی مسند الیہ واقع ہے پہلی مثال میں مرکب غیر مفید مسند الیہ مبتدا مقدم ہے اور دوسری میں مسند الیہ مبتدا مؤخر اور تیسری میں مسند الیہ فاعل

سوالات:۔ ان مثالوں میں مرکب غیر مفید کے جزو جملہ ہونے کو بتاؤ اور ہر ایک مثال کا ترجمہ کرو۔ صَوْمُ رَمَضَانَ فَرْضٌ، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اَدَاءُ الزَّکٰوۃِ یُزَکِّیْ الْمَالَ۔ جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ۔ عِنْدِیْ ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ کِتَابًا۔ مَاءُ الْبِئْرِ بَارِدٌ۔ خَطَبَ سِیْبَوَیْہِ۔ اِمْرَأَۃٌ فَاضِلَۃٌ نَجَحَتْ۔

فصل بدانکہ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد لفظاً چوں ضَرَبَ زَیْدٌ و زَیْدٌ قَائِمٌ یا تقدیراً چوں اِضْرِبْ کہ اَنْتَ در و (پوشیدہ) مستتر ست و ازیں بیشتر باشد و بیشتر را حدی نیست۔ بدانکہ چوں کلمات جملہ بسیار باشد اسم فعل و حرف ا با یکدیگر

تمیز باید کردن و نظر نمودن که معرب ست یا مبنی و عامل ست یا معمول. و باید دانستن که تعلق کلمات با یکدیگر چگونه است تا مسند و مسند الیه پیدا گردد و معنی جمله بتحقیق معلوم شود.

فصل بدانکه علامت اسم آنست که الف و لام یا حرف جر در اولش باشد چوں اَلْحَمْدُ و بِزَیْدٍ یا تنوین در آخرش باشد چوں زَیْدٌ یا مسند الیه باشد چوں زَیْدٌ قَائِمٌ یا مضاف باشد چوں غُلَامُ زَیْدٍ یا مصغر باشد چوں قُرَیْشٌ یا منسوب باشد چوں بَغْدَادِیٌّ یا مثنی باشد چوں رَجُلَانِ یا مجموع باشد چوں رِجَالٌ یا موصوف باشد چوں جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ یا تای متحرک بدو پیوندد چوں ضَارِبَۃٌ و علامت فعل آنست که قد در اولش باشد چوں قَدْ ضَرَبَ یا سین باشد چوں سَیَضْرِبُ یا سوف باشد چوں سَوْفَ یَضْرِبُ یا حرف جزم بود چوں لَمْ یَضْرِبْ یا **ضمیر مرفوع متصل** بدو پیوندد چوں ضَرَبْتُ یا تای ساکن چوں ضَرَبَتْ یا امر باشد چوں اِضْرِبْ یا نهی باشد چوں لَا تَضْرِبْ و علامت حرف آنست که هیچ علامتی از علامات اسم و فعل درو نبود.

قولہ بدانکہ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد الخ مطلب یہ ہے کہ کوئی جملہ دو کلموں سے کم نہیں ہوتا۔ خواہ وہ دونوں کلمے لفظاً ہوں جیسے قولہ ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) کہ اس میں ضَرَبَ اور زَیْدٌ دو کلمے لفظوں میں ہیں اسیطرح زَیْدٌ قَائِمٌ دو کلمے لفظوں میں ہیں پہلی مثال میں ایک فعل ہے اور دوسرا اسم۔ اور دوسری مثال میں دونوں اسم ہیں خواہ انمیں سے ایک لفظاً ہو اور دوسرا تقدیرًا جیسے قولہ اِضْرِبْ کہ اس میں اِضْرِبْ فعل امر تو لفظاً میں ہے لیکن دوسرا کلمہ اَنْتَ ضمیر مرفوع جو اس کا فاعل ہے پوشیدہ ہے اور تقدیر[1] لغت میں ارادہ کرنا۔ اور اصطلاح میں کسی چیز کا کسی مقام میں لفظوں میں ذکر کئے بغیر اعتبار کرنا ہے اور جملہ میں دو سے زیادہ بھی کلمے ہوتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا (زید نے عمر کو مارا) کہ اس جملہ میں تین کلمے ہیں اور جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا ضَرْبًا (زید نے عمرو کو مارا مارنا) کہ اس میں چار کلمے ہیں اور جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا ضَرْبًا شَدِیْدًا (زید نے عمر کو مارا سخت مارنا) کہ اس میں پانچ کلمے ہیں اسی طرح جملہ میں اس سے زیادہ بھی کلمے ہوتے ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے قولہ بدانکہ چوں کلمات جملہ الخ یہاں سے مصنف کی غرض تعیین مسند اور مسند الیہ کرنی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ خود تا مسند و مسند الیہ پیدا گردد سے ظاہر کرتے ہیں۔ اور تعیین مسند و مسند الیہ اسم فعل اور حرف کے درمیان امتیاز حاصل کئے بغیر ناممکن ہے اس لئے بعد کی فصلوں میں علامت اور دیگر امور ضروریہ جن کیطرف مصنف نے بقولہ نظر کردن معرب مبنی الخ سے اشارہ کیاہے بیان فرمائے ہیں اور نیز مصنف چوں کلمات جملہ الخ سے مطالعہ کا طریقہ بیان فرمارہے ہیں کہ جب جملہ کے کلمات بہت ہوں تو (اے طالب علم!) سب سے پہلے تمکو اسم اور فعل اور حرف کی ایک دوسرے سے تمیز کرنی چاہیئے کہ ان میں سے کونسا اسم ہے اور کونسا فعل ہے اور کونسا حرف پس جب تم کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ جملہ میں یہ اسم ہے اور یہ فعل اور یہ حرف تو اسکے بعد دیکھنا چاہیئے کہ انہیں سے کون معرب ہے اور کون مبنی اور کون عامل ہے اور کون معمول۔ اس کے بعد پھر تم کو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ جملہ میں کلمات کا آپس میں تعلق کیساہے انمیں سے کونسا وہ کلمہ ہے جسکا حکم کیا گیاہے تاکہ مسند اور مسند الیہ ظاہر ہوں اور جملہ کے معنی تحقیق سے معلوم ہوں اور جملہ کے معنی تحقیق سے جب ہی معلوم ہونگے جب کہ تم کو پہلے وہ امور جن کو مصنف نے بیان فرمائے ہیں معلوم ہو جائیں۔

قولہ بدانکہ علامت اسم آنست الخ یہاں سے مصنف رحمہ اسم و فعل و حرف کے ہر ایک کی علامات (جس کے ذریعہ سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ اسم ہے اور یہ فعل اور یہ حرف) بتاتے ہیں اور علامت وہ ہے جو ایک چیز کے سوا دوسری چیز میں نہ پائی جائے اور اس کو خاصہ اور خصیصہ بھی کہتے ہیں۔ اسم کی علامت یہ ہے اس کے شروع میں الف و لام یا حرف جر ہو۔ جیسے اَلْحَمْدُ اس کے شروع میں الف و لام ہے لہٰذا یہ اسم ہے اور جیسے بِزَیْدٍ اس کے

[1] حذف اور تقدیر میں فرق یہ ہے کہ حذف اس جگہ ہوتا ہے جہاں محذوف کو ذکر کرنے سے کسی قسم کی ثقافت پیدا ہوتی ہے بدیں وجہ اسکو لفظوں میں ذکر نہیں کرتے بخلاف تقدیر کے کہ اسمیں مقدر کا وجود اعتباری نفس الامری تسلیم کیا جاتا ہے اور احکام لفظی اس پر جاری کئے جاتے ہیں مثلاً اس کا فاعل ہونا اور مؤکد ہونا اور مبدل منہ ہونا وغیرہ ذلک ۱۲

شروع میں حرف جر ہے اور حرف جر کا بیان باب اول کی فصل اول میں آئیگا یہ دونوں اسم کی علامت لفظی ہیں اس لئے کہ لفظ میں زیادتی پائی گئی پہلے میں الف لام کی زیادتی ہے اور دوسرے میں حرف جر کی. قولہ یا تنوین الخ یا اس کے آخر میں تنوین ہو جیسے قولہ زیدٌ کہ اس کے آخر میں تنوین ہے اور تنوین کی علامت دو زبر ً دو زیر ٍ اور دو پیش ٌ ہے. یہ بھی اسم کی علامت لفظی ہے قولہ یا مسند الیہ باشد الخ یا مسند الیہ واقع ہو اس لئے کہ مسند فعل بھی ہوتا ہے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ میں زیدٌ مسند الیہ ہے یہ اسم کی علامت معنوی ہے اس لئے کہ لفظ میں کوئی زیادتی نہیں ہوتی. قولہ یا مضاف باشد الخ یا مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ میں غلام مضاف ہے (اور زید مضاف الیہ) یہ بھی اسم کی علامت معنوی ہے.

فائدہ. جاننا چاہیئے کہ بعض نحاۃ اس طرف گئے ہیں کہ مضاف ہونا اسم کی علامت اور اس کا خاصہ ہے نہ کہ مضاف الیہ بھی ہونا اس لئے کہ مضاف الیہ جیسا کہ اسم ہوتا ہے اسی طرح فعل یا جملہ فعلیہ بھی ہوتا ہے قول باری تعالٰے يَوْمَ يَنْفَعُ الصَّادِقِيْنَ صِدْقُهُمْ میں یَوْمَ مضاف اسم ہے اور مضاف الیہ یا تو فعل یَنْفَعُ ہے یا پورا جملہ فعلیہ ہے اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ مضاف اور مضاف الیہ ہونا دونوں اسم کی علامت ہیں اور وہ اس آیت اور اس جیسی صورتوں کو مصدر کی تاویل میں کرتے ہیں یعنی يَوْمَ نَفْعِ الصَّادِقِيْنَ.

قولہ یا مصغر باشد الخ یا مصغر ہو اور مصغر باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی تصغیر کیا ہوا اور تصغیر کسی لفظ کا متغیر کرنا تاکہ وہ اپنے مدلول کی حقارت یا قلت یا عظمت پر دلالت کرے اور تغیرات کے قواعد علم صرف میں مذکور ہیں جیسے "قُرَیْشٌ" عرب کے سب سے بڑے قبیلہ کا نام ہے یہ "قَرْشٌ" کی تصغیر ہے اور قرش ایک مچھلی ہے جو تمام مچھلیوں کو کھاتی ہے اور اس کو کوئی مچھلی نہیں کھاتی اور تمام مچھلیوں پر غالب ہے پس "قُرَیْشٌ" میں تصغیر تعظیم کی ہے یعنی "قَرْشٌ عَظِیْمٌ" (بڑی قرش) اسی طرح قبیلہ قریش بھی عرب کے تمام قبیلوں سے بڑا اور سب سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب تھا اور تصغیر اسم کے ساتھ اس لئے خاص ہے کہ معنی فعل و حرف تصغیر کے قابل نہیں ہیں یہ اسم کی علامت لفظی ہے. قولہ یا منسوب باشد الخ اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی نسبت کیا ہوا اور نسبت کلمہ کے آخر کو کسرہ دے کر یائے مشدد کا لاحق کرنا تاکہ اپنے مدلول کے کسی چیز سے وابستہ ہونے پر دلالت کرے جیسے بَغْدَادِیٌّ (بغداد والا) اور بغداد اصل میں باغ داد تھا فارسی زبان کا لفظ ہے (انصاف کا باغ) آبادی سے پیشتر ایک باغ کا نام تھا اور اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ وہاں پر نوشیروان عادل ہر ہفتہ مظلوموں کا انصاف کیا کرتا تھا ایک زمانہ کے بعد شہر آباد ہو گیا اور اس کا یہ نام ہو گیا الف کثرت استعمال کی وجہ سے گر گیا یہ بھی اسم کی علامت لفظی ہے.

قولہ یا مثنی باشد الخ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی تثنیہ ہوا جیسے رَجُلَانِ (دو مرد) رَجُلٌ کا تثنیہ ہے قولہ یا مجموع باشد الخ اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی جمع کیا ہوا جیسے رِجَالٌ (بہت سے مرد) رَجُلٌ کی جمع ہے یہ دونوں بھی اسم کی علامت لفظی ہیں اگر کوئی اعتراض کرے کہ تثنیہ اور جمع جو اسم کے خواص میں سے ہیں فعل میں بھی پائے جاتے ہیں جیسے ضَرَبَا اور ضَرَبُوْا اس کا جواب یہ ہے کہ فعل ہمیشہ مفرد ہوتا ہے تثنیہ اور جمع نہیں ہوتا اور ظاہر میں جو تثنیہ

اور جمع معلوم ہو تم ہے وہ در حقیقت فعل کے فاعل کا تثنیہ اور جمع ہے اور وہ اسم ہے. پس ضَرَبَا میں الف تثنیہ کی ضمیر بارز ہے جو اس کا فاعل ہے اور اسم ہے اور ضَرَبُوا میں واؤ جمع ضمیر بارز ہے جو اس کا فاعل ہے اور اسم ہے اسی طرح یَضْرِبَانِ اور یَضْرِبُوْنَ میں خلاصہ یہ کہ ضَرَبَا اور ضَرَبُوْا اسم اور فعل سے مرکب ہیں. قولہ یا موصوف باشد الخ یا موصوف ہو. اور یہ اسم کی علامت معنوی ہے جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ میں رَجُلٌ موصوف ہے اور اسم. اور عَالِمٌ اس کی صفت (ایک عالم مرد آیا) بخلاف صفت کے کہ وہ اسم کے خواص میں سے نہیں ہے اس لئے کہ صفت فعل بھی ہوتی ہے۔

ترکیب:۔ جَاءَ فعل ماضی رَجُل موصوف، عالم اس کی صفت موصوف اپنی صفت سے مل کر فعل کا فاعل ہوا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا. قولہ وتائے متحرک الخ یا تائے متحرک اس سے ملے یہ اسم کی علامت لفظی ہے جیسے ضَارِبَةٌ میں تائے متحرک ہے بخلاف تائے ساکن کے کہ وہ فعل کے ساتھ لاحق ہوتی ہے اور فعل کے خواص میں سے جیسا کہ آگے آتا ہے. قولہ قَدْ ضَرَبَ بمعنی تحقیق مارا ہے اس ایک مرد نے) لفظ قَدْ ماضی اور مضارع دونوں پر آتا ہے قولہ سَيَضْرِبُ (وہ عنقریب مارے گا) قولہ سَوْفَ يَضْرِبُ (وہ عنقریب مارے گا) سین اور سَوْفَ زمانہ استقبال کے لئے آتے ہیں فرق ان میں اس قدر ہے کہ سین استقبال قریب کے لئے ہے اور سَوْفَ استقبال بعید کے لئے. اور یہ دونوں حرف مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو استقبال کے معنی میں کر دیتے ہیں پس سین اس کو مستقبل قریب کے معنی میں کر دیگا اور سوف مستقبل بعید کے معنوں میں. قولہ یا حرف جزم بود الخ یا اس کے شروع میں جزم دینے والا حرف ہو جیسے لَمْ و لَمَّا ولام امر اور اِنْ شرطیہ وغیرہ جیسے لَمْ يَضْرِبْ میں لفظ لَمْ حرف جزم ہے (اس مرد نے نہیں مارا) قولہ یا ضمیر مرفوع متصل الخ یعنی ضمیر مرفوع متصل بارز اس کے ساتھ لاحق ہو جیسے ضَرَبْتَ میں تَ ضمیر مرفوع متصل بارز ہے بخلاف ضمیر منصوب متصل کے کہ وہ غیر فعل کے ساتھ بھی لاحق ہوتی ہے جیسے اِنَّنِیْ و اِنَّنَا میں نی اور نا ضمیر منصوب متصل ہیں، اور اِنَّ حرف مشبہ بفعل کے ساتھ لاحق ہیں. رہی ضمیر مجرور متصل تو وہ فعل کے ساتھ لاحق نہیں ہوتی بلکہ اسم اور حرف کے ساتھ لاحق ہوتی ہے جیسے غُلَامِیْ میں ی ضمیر مجرور متصل ہے اور اسم کے ساتھ ہے (میرا غلام) اور جیسے لِیْ میں ی ضمیر مجرور متصل ہے اور لام حرف جر کے ساتھ ہے. ہم نے شرح میں بارز کی قید اس واسطے بڑھائی ہے کہ ضمیر مرفوع متصل مستتر اسم بھی ہوتی ہے جیسے ضَارِبٌ میں ھُوَ قولہ یا تائے ساکن الخ یعنی یا تائے تانیث ساکنہ اس کے آخر میں لاحق ہو جیسے ضَرَبَتْ میں تائے تانیث ساکنہ ہے ماضی واحد مونث غائب کا صیغہ ہے ساکنہ کی قید اس واسطے ہے کہ تائے متحرکہ اسم کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ گزر چکا۔

سوالات:۔ ان الفاظ میں علامت سے پہچانو کہ کون اسم ہے اور کون فعل اور کون حرف اور اس علامت کو بھی بتاؤ جس سے تم نے اس کو پہچانا ہے. اَلْكِتَابَةُ. زَيْدٌ ضَرَبَ، اَلْقِرَاطُ. وَرَقُ الشَّجَرِ. لَكَعْنُوْيٌّ. نَصَرْتَ دِهْلَوِيٌّ. اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ. قَدْ جَاءَ زَيْدٌ. رُجَيْلٌ (چھوٹا مرد) سَامِعَةٌ. اُنْصُرْ. لَا تَقُمْ. سَمِعَتْ، فَتَحُوْا مَسَاجِدُ. سَوْفَ يَكُوْنُ. شَجَرَانِ. مُحَمَّدٌ۔

فصل بدانکہ جملہ کلماتِ عرب بر دو قسم ست معرب و مبنی معرب آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف شود چوں زَیْدٌ در جَاءَنِیْ زَیْدٌ و رَأَیْتُ زَیْدًا و مَرَرْتُ بِزَیْدٍ جاء عامل ست و زید معرب ست وضمہ اعراب ست و دال محل اعراب و مبنی آنست کہ آخرش باختلافِ عوامل مختلف نشود چوں هٰؤُلَاءِ کہ در حالتِ رفع و نصب و جر یکسان ست **فصل** بدانکہ جملہ حروف مبنی ست و از افعال فعل ماضی و امر حاضر معروف و فعل مضارع با نون ہائے جمع مؤنث و با نونہائے تاکید نیز مبنی است۔ بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی ست امّا اسم متمکن معرب ست بشرط در ترکیب واقع شود۔ و فعل مضارع معرب ست بشرط آنکہ از نونہائے جمع مؤنث و نون تاکید خالی باشد۔ پس در کلام عرب ازیں دو قسم معرب نیست۔ باقی ہمہ مبنی ست واسم غیر متمکن اسمی ست کہ با مبنی اصل مشابہت دارد۔ و مبنی اصل سہ چیز ست فعل ماضی و امر حاضر معروف و جملہ حروف۔ و اسم متمکن اسمی ست کہ با مبنی اصل مشابہ نباشد۔

(حواشی بین السطور: وہمچنیں رأیت — وہمچنیں نصب ۱۲ — وباء جارہ ست ۱۲ — بہ بنائے اصلی ۱۲ — ثقیلہ وخفیفہ ۱۲)

قولہ بر دو قسم ست الخ مصنف رح شروع میں کلمہ کی تین قسمیں اسم فعل و حرف بتلا چکے ہیں۔ وہ تقسیم اوّلی تھی۔ اب کلمہ کی تقسیم ثانوی بتلاتے ہیں کہ کلمہ دو حال سے خالی نہیں یا تو معرب ہوگا یا مبنی۔

قولہ معرب آنست الخ معرب وہ ہے جس کا آخر اختلاف عامل سے بدل جائے یعنی کبھی کسی عامل کے آنے سے اس کے آخر میں رفع ہو جائے اور کبھی عامل کے آنے سے اس کے آخر میں نصب آجائے اور کبھی کسی عامل کے آنے سے اس کے آخر میں جر آجائے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ میں زَیْدٌ معرب ہے اور جَاءَ اس کا عامل جس نے زَیْدٌ کو فاعلیت کی بناء پر رفع دیا (زید میرے پاس آیا) ترکیب. جَاءَ فعل ماضی، نونِ وقایہ کا، ی ضمیر متکلم کی مفعول بہ، زید اس کا فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا. نونِ وقایہ اس نون کو کہتے ہیں جو اپنے ماقبل کی حرکت کی حفاظت کرے جیسے ضَرَبَنِیْ وَیَضْرِبُنِیْ وَاِنَّنِیْ وَیَضْرِبَانِنِیْ وَیَضْرِبُوْنَنِیْ میں. اور وقایہ مصدر ہے بمعنی محفوظ رکھنا پس ان مثالوں میں اگر ی سے پیشتر نون نہ آتا تو سب کا آخر مکسور ہو جاتا. اس لئے کہ ی اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے لیکن نونِ وقایہ نے ان سب کے آخر کو مکسور ہونے سے بچالیا.

اسی طرح رَاَیْتُ زَیْدًا میں زَیْدًا معرب ہے اور رَاَیْتُ اس کا عامل جس نے زَیْدًا کو بنا بر مفعولیت کے نصب دیا (میں نے زید کو دیکھا) ترکیب: رَاَیْتُ فعل، اس میں ضمیر تُ اس کا فاعل، زَیْدًا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا. اسی طرح مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں زَیْدٍ معرب ہے اور با جارہ اس کا عامل جس نے زید کو جر دیا (میں زید کے پاس سے گذرا) ان مثالوں میں زید معرب ہے جس کے آخر میں تین مختلف حرکتیں ہیں، مختلف عوامل کے آنے سے پیدا ہوگئیں اور مُعْرَبٌ بروزن مُکْرَمٌ بفتح رائے مہملہ ماعراب بمعنی ظاہر کرنے سے ظرف مکان ہے بمعنی محل اظہار یعنی ظاہر کرنے کی جگہ اور چونکہ وہ محل اظہار معانی یعنی معانی کے ظاہر کرنے کی جگہ ہے لہٰذا اس کا نام معرب رکھا گیا.

فائدہ: مصنفؒ نے معرب کی جو تعریف کی ہے وہ حقیقۃً اس کی تعریف نہیں ہے بلکہ معرب کا حکم اور اثر ہے. یہ محض مبتدیوں کی آسانی کے لئے کیا ہے اور اس کی حقیقی تعریف جیسا کہ شیخ ابن حاجبؒ نے کافیہ میں ذکر کیا ہے یہ ہے کہ معرب وہ ہے جو اپنے عامل کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو جیسے جَاءَ زَیْدٌ میں زَیْدٌ اپنے عامل جَاءَ کے ساتھ ہے اور مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہیں ہے اور اس کے بعد شیخ فرماتے ہیں کہ معرب کا حکم اور اثر یہ ہے کہ اس کا آخر اختلاف عوامل کی وجہ سے لفظاً یا تقدیراً بدلتا رہے لیکن جمہور نحاۃ نے معرب کی وہ ہی تعریف کی ہے جس کو شیخ نے معرب کا حکم اور اثر قرار دیا ہے جیسا کہ شرح جامی میں مذکور ہے.

قولہ عامل، اسم فاعل ہے بمعنی عمل کرنے والا اصطلاح میں اسے کہتے ہیں جس کی وجہ سے کلمہ کا آخر بدلتا رہے. قولہ اعراب الخ. اعراب وہ شئی ہے جس سے معرب کا آخر بدلتا رہے اسم کے اعراب رفع و نصب و جر ہیں اور فعل کے رفع و نصب و جزم. اعراب کے لغوی معنی ظاہر کرنا چونکہ معرب پر رفع و نصب و جر کے آنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فاعل ہے یا مفعول یا مضاف الیہ لہٰذا ان کو اعراب کہتے ہیں. قولہ مبنی آن الخ مبنی بروزن مَرْمِیٌّ بِنَاءٌ مصدر بمعنی برقرار رہنا اور متغیر نہ ہونا سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور

مبنی کا آخر بھی ایک ہی حالت پر رہتا ہے اور متغیر نہیں ہوتا اور اصطلاح میں وہ ہے کہ جس کا آخر اختلاف عوامل کی وجہ سے نہ بدلے جیسے ہٰٓؤُلَاۤءِ کہ اس کا آخر تینوں حالتوں جَآءَنِیْ ہٰٓؤُلَاۤءِ (وہ سب مرد میرے پاس آئے) اور رَاَیْتُ ہٰٓؤُلَاۤءِ (میں نے ان سب مردوں کو دیکھا) اور مَرَرْتُ بِہٰٓؤُلَاۤءِ (میں ان سب مردوں کے پاس سے گذرا) میں ایک ہی حالت (کسرہ) پر ہے۔

مبنی آں باشد کہ ماند بر قرار ؛ معرب آں باشد کہ گردد بار بار

فائدہ مبنی کی بھی یہ تعریف حقیقتہً اس کی تعریف نہیں ہے بلکہ اس کا حکم اور اثر ہے یہاں پر بھی مصنفؒ نے مبتدیوں کی آسانی کے لئے ایسا کیا ہے اور اس کی حقیقی تعریف جیسا کہ کافیہ میں مذکور ہے اس طرح ہے کہ مبنی وہ ہے جو یا تو مبنی اصل کے مناسب اور مشابہ ہو یا عامل کے ساتھ ترکیب میں نہ واقع ہو

قولہ جملہ حرف مبنی ست الخ حروف اس واسطے مبنی ہیں کہ ان میں فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت کے معنی جو اعراب کو چاہتے ہیں ان میں نہیں پائے جاتے۔ قولہ باذہاب جمع مؤنث الخ فعل مضارع کی دو حالتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کے آخر میں نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ نہ ہو۔ پس اس وقت مضارع کے تمام صیغے مبنی نہیں ہیں۔ بلکہ صرف وہ صیغے مبنی ہیں جن کے آخر میں جمع مؤنث کا نون ہے اور وہ صرف دو صیغے ہیں۔ ایک جمع مؤنث غائب کا یَفْعَلْنَ، دوسرے جمع مؤنث حاضر کا تَفْعَلْنَ جیسے لَنْ یَفْعَلْنَ اور لَنْ تَفْعَلْنَ، لَمْ یَفْعَلْنَ اور لَمْ تَفْعَلْنَ۔ یہ اس لئے مبنی ہیں کہ جمع مؤنث کا نون مضارع میں ماضی کے نون جمع مؤنث کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے اپنے ماقبل سکون کو چاہتا ہے لہٰذا وہ اعراب کو قبول نہیں کرے گا۔ دوسری یہ کہ اس کے آخر میں نون تاکید ہو اور اس کی چار صورتیں ہیں۔ مضارع معروف بالنون تاکید ثقیلہ وخفیفہ۔ مضارع مجہول بالنون تاکید ثقیلہ وخفیفہ۔ پس ان چار صورتوں میں مضارع کے سب صیغے مبنی ہیں خواہ ان پر لام امر داخل ہو یا لائے نہی، ہر حالت میں یکساں رہیں گے لفظوں میں کوئی تغیر نہیں ہوگا۔ جیسے لَیَفْعَلَنَّ اور لَا تَفْعَلَنَّ اور اس وقت اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نون تاکید اپنے ماقبل کے ساتھ شدت اتصال کی وجہ سے بمنزلہ جزء کلمہ ہے پس اس وقت اگر اعراب نون سے پیشتر داخل ہو تو اعراب کا وسط کلمہ میں ہونا لازم آئے گا اور اعراب وسط کلمہ پر نہیں آتا بلکہ آخر کلمہ پر آتا ہے اور اگر وہ نون پر جو خود مبنی ہے داخل ہو تو اعراب کا اس کلمہ پر جو حقیقۃً دوسرا کلمہ ہے داخل ہونا لازم آئے گا اور نیز اس کا مبنی پر داخل ہونا لازم آئیگا لہٰذا اعراب کا آنا ممتنع ہوگیا۔ قولہ اسم متمکن الخ باب تفعّل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے لغت میں بمعنی جگہ پکڑنے والا ہے یعنی قوی۔ چونکہ یہ اسم اعراب کو قبول کرتا ہے اس لئے قوی ہے۔ بعضوں نے متمکن کے معنی جگہ دینے والا کئے ہیں اور اسکو تمکن بمعنی جائے دادن سے لیا ہے۔ حالانکہ لغت معتبرہ تاج المصادر، منتہی الارب وغیرہ میں جائے دادن معنی تمکین

کے لکھے ہیں جو متعدی ہے نہ کہ تمکن کے جو لازم ہے۔
قولہ در ترکیب واقع شود الخ یعنی اسم متمکن معرب ہے بشرطیکہ وہ ترکیب میں اپنے عامل کے ساتھ واقع ہو۔ مصنف نے اسم متمکن کے معرب ہونے کے لئے ترکیب میں واقع ہونے کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اسمائے متمکنہ جیسے زید وعمرو وبکر وخالد وغیرہ ترکیب میں واقع ہونے سے پیشتر مبنی بر سکون ہیں۔ اس لئے کہ ترکیب میں واقع ہونے سے پہلے ان میں فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت کے معنی جو اعراب کو چاہتے ہیں نہیں پائے جاتے۔ لہذا یہ ترکیب میں واقع ہونے سے پیشتر مبنی ہیں لیکن یہ اگر ایسی ترکیب میں پائے جائیں جس میں ان کا عامل ہو تو اس وقت یہ معرب ہوں گے اس وجہ سے کہ اس صورت میں ان میں وہ معنی جو اعراب کو چاہتے ہیں پائے جائیں گے جیسے جَاءَ زَیْدٌ میں اپنے عامل جَاءَ کے ساتھ مرکب ہے اور اس وقت اس میں فاعلیت کے معنی جو رفع کو چاہتے ہیں پائے جا رہے ہیں۔ لہذا اس وقت وہ معرب ہے اور ترکیب میں واقع ہونے سے پیشتر مبنی۔ اسی طرح رَأَیْتُ زَیْدًا میں زید اپنے عامل رَأَیْتُ کے ساتھ مرکب ہے اور اس وقت اس میں مفعولیت کے معنی جو نصب کو چاہتے ہیں پائے جا رہے ہیں لہذا وہ اس وقت معرب ہے اسی طرح وہ اسم متمکن بھی مبنی ہے جو ایسی ترکیب میں واقع ہیں جس میں اس کا عامل نہیں ہے جیسے غُلَامُ زَیْدٍ میں غلام اگرچہ اپنے غیر یعنی زید کے ساتھ مرکب ہو کر آ رہا ہے لیکن یہ ایسی ترکیب میں واقع ہے جس میں اس کا عامل نہیں ہے لہذا یہ مبنی ہے اور زَیْدٍ مضاف الیہ معرب ہے اس لئے کہ وہ اپنے عامل غلام مضاف کے ساتھ ہے یہ ابن حاجب وغیرہ کا مذہب ہے، لیکن علامہ زمخشری کے نزدیک اسم متمکن ترکیب میں واقع ہونے سے پیشتر بھی معرب ہے ان کے نزدیک اسم متمکن میں اس کے معرب ہونے کے لئے صرف صلاحیت اعراب کا ہونا کافی ہے خواہ وہ بالفعل ترکیب میں پایا جائے یا نہ پایا جائے پس زید مثلاً ترکیب سے پیشتر ان کے نزدیک معرب ہے اس لئے کہ اس میں اس امر کی صلاحیت ہے کہ اگر وہ ترکیب میں واقع ہو تو اس پر اعراب آ جائے گا بخلاف مصنف رح اور ابن حاجب رح وغیرہ کے کہ ان کے نزدیک وہ ترکیب کے بعد معرب ہے اور اس سے پیشتر مبنی۔
قولہ بیش ازیں دو قسم معرب نیست الخ خلاصہ یہ کہ کلام عرب میں صرف دو چیزیں معرب ہیں اوّل اسموں میں سے صرف اسم متمکن بشرطیکہ وہ ترکیب میں واقع ہو۔ دوم فعلوں میں سے فعل مضارع جب کہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو اور مبنی افعال میں سے فعل ماضی ہے خواہ معروف ہو یا مجہول۔ اور مضارع کے صیغوں میں سے جبکہ اس کے آخر میں نون تاکید نہ ہو صرف دو صیغے مبنی ہیں جمع مؤنث غائب کا اور جمع مؤنث حاضر کا اور مضارع تاکید ثقیلہ وخفیفہ اور امر حاضر معروف اور اسماء سے اسم غیر متمکن اور حروف سب مبنی ہیں قولہ اسم غیر متمکن اسمی است الخ۔ اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو اور مبنی اصل اسے کہتے ہیں جو اصل وضع

میں بنی ہو کسی کی مشابہت کی وجہ سے بنی نہ ہوا ہو۔ اور وہ تین چیزیں ہیں۔ فعل ماضی اور امر حاضر معروف اور جملہ حروف۔ صاحب مفصل کے نزدیک جملہ حروف ہی بنی اصل ہے۔ اور اسم غیر متمکن کا بنی ہونا اس واسطے ہے کہ وہ بنی اصل کی کسی نہ کسی قسم کے ساتھ مشابہت اور مناسبت بنی اصل کے ساتھ پائی گئی لہٰذا وہ بنی ہو گیا اور مشابہت و مناسبت صاحب مفصل نے چھ قسم کی تبلائی ہے۔ اوّل یہ کہ اسم بنی اصل کے معنی کو متضمن ہو جیسے اَیْنَ اسم ظرف بمعنی کس جگہ۔ ہمزۂ استفہام کے معنی کو متضمن ہے جیسے اَیْنَ تَجْلِسُ (تو کس جگہ بیٹھے گا) اور دوسرے یہ کہ اسم بنی اصل کے مشابہ ہو جیسے مبہمات یعنی اسمائے اشارہ اور اسمائے موصولہ کہ اشارہ حسیہ یا صفت اصلیہ کے محتاج ہیں جیسے کہ حروف دلالت میں اپنے متعلق کے محتاج ہیں۔ تیسرے یہ کہ اسم بنی اصل کے موقع میں واقع ہو۔ جیسے نَزَالِ کہ اسم فعل ہے اُنْزُلْ امر حاضر معروف کی جگہ میں واقع ہوتا ہے بمعنی اُتر تو۔ چوتھے یہ کہ کوئی اسم ہم شکل اس اسم کے ہو جو بنی اصل کی جگہ میں واقع ہوتا ہے جیسے فَجَارِ۔ بمعنی زناکار۔ کہ نَزَالِ کے ہم شکل اور ہم وزن ہے۔ نَزَالِ جگہ میں اُنْزُلْ و بنی اصل کے واقع ہوتا ہے جیسا کہ گذر چکا۔ پانچویں یہ کہ کوئی اسم جگہ میں اس اسم کے واقع ہو جو بنی اصل کے مشابہ ہے جیسے منادیٰ مضموم یا زَیْدُ میں زید۔ کہ وہ کاف خطابیہ اسمیہ کی جگہ میں واقع ہے اس لئے کہ یا زَیْدُ معنی میں اَدْعُوْکَ کے ہے اور کاف خطابیہ اسمیہ مشابہ کاف خطابیہ حرفیہ کے ہے چھٹے یہ کہ کوئی اسم مضاف بنی اصل کیطرف بلا واسطہ ہو جیسے آیت هٰذَا یَوْمَ یَنْفَعُ الصَّادِقِیْنَ صِدْقُهُمْ میں یوم بالفتح میم بنابر قرأت نافع اس میں یوم بلا واسطہ جملہ کیطرف مضاف ہے اور جملہ صاحب مفصل کے نزدیک مبنی اصل ہے اور اس وقت یوم بنی بر فتح ہے اور فتح پر بنی ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ تمام حرکتوں میں ہلکا ہے اور بروایت حفص هٰذَا یَوْمُ بالضم میم ہے اور اس وقت یَوْمُ معرب بر فتح ہو گا اس لئے کہ وہ ہذا مبتدا کی خبر ہے یا بواسطہ جیسے آیت مِنْ عَذَابِ یَوْمَئِذٍ میں یوم بفتح میم بنابر قرأت نافع۔ یہ اصل میں یَوْمَ اِذْ کَانَ کَذَا تھا یَوْمَ بواسطہ اِذْ جملہ کیطرف مضاف ہے اور بروایت حفص مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍ بکسر میم ہے اور اس وقت معرب مجرور ہو گا اس واسطے کہ وہ عذاب کا مضاف الیہ ہے۔ قولہ اسم متمکن اسمی بہت الخ اسم متمکن وہ اسم ہے جو بنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو جیسے زَیْدٌ و رَجُلٌ و ضَارِبٌ و مَضْرُوْبٌ و حَسَنٌ کہ یہ بنی اصل کے ساتھ مشابہت مذکورہ میں سے کسی قسم کی مشابہت نہیں رکھتے۔

سوالات۔ ان الفاظ میں بتاؤ کہ کون معرب ہے اور کون مبنی اور بنی اصل بھی بتاؤ۔ اُنْصُرُوْا، لَنْ یَّفْعَلَ، ضَرَبَ، کَتَبَ، اُنْصُرْنَانِّ، لَمْ یَضْرِبْ، یَسْمَعْنَ، اُنْصُرْنَ۔

فصل بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم ست اول مضمرات چوں اَنَا من مرد و زن و ضَرَبْتُ زدم من و اِیَّایَ خاص مرا و ضَرَبَنِیْ بزد مرا او لی. و ایں ہفتاد ضمیر ست چہاردہ مرفوع متصل ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا ضَرَبْتَ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتِ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُنَّ ضَرَبَ ضَرَبَا ضَرَبُوْا ضَرَبَتْ ضَرَبَتَا ضَرَبْنَ و چہاردہ مرفوع منفصل اَنَا نَحْنُ اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُمْ اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ هُوَ هُمَا هُمْ هِيَ هُمَا هُنَّ و چہاردہ منصوب متصل ضَرَبَنِیْ ضَرَبَنَا ضَرَبَكَ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُمْ ضَرَبَكِ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُنَّ ضَرَبَهٗ ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُمْ ضَرَبَهَا ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُنَّ. و چہاردہ منصوب منفصل اِیَّایَ اِیَّانَا اِیَّاكَ اِیَّاكُمَا اِیَّاكُمْ اِیَّاكِ اِیَّاكُمَا اِیَّاكُنَّ اِیَّاهُ اِیَّاهُمَا اِیَّاهُمْ اِیَّاهَا اِیَّاهُمَا اِیَّاهُنَّ و چہاردہ مجرور متصل لِیْ لَنَا لَكَ لَكُمَا لَكُمْ لَكِ لَكُمَا لَكُنَّ لَهٗ لَهُمَا لَهُمْ لَهَا لَهُمَا لَهُنَّ۔

قولہ مضمرات الخ یہ مُضْمَرٌ بفتح میم ثانی بمعنی پوشیدہ کی جمع ہے مصدر اضمار جس کے معنی پوشیدہ رکھنا اصطلاح میں وہ اسم ہے جو متکلم یا مخاطب یا غائب مذکور پر دلالت کرے جیسے قولہ انا واحد متکلم کی ضمیر ہے بمعنی میں ایک مرد یا ایک عورت۔ یہ ضمیر مرفوع منفصل کی مثال ہے۔ قولہ ضربت اس میں تُ واحد متکلم کی ضمیر ہے بمعنی میں ایک مرد یا ایک عورت نے مارا۔ یعنی میں نے مارا۔ یہ ضمیر مرفوع

متصل کی مثال ہے۔ قولہ اِیَّایَ واحد متکلم کی ضمیر ہے بمعنی خاص مجھ ایک مرد یا ایک عورت کو یعنی خاص مجھ کو۔ یہ ضمیر منصوب منفصل کی مثال ہے۔ قولہ ضَرَبَنِیْ اسمیں یِ واحد متکلم کی ضمیر ہے بمعنی اس ایک مرد نے مجھ ایک مرد یا ایک عورت کو مارا یعنی اس نے مجھ کو مارا۔ یہ ضمیر منصوب متصل کی مثال ہے۔

قولہ لِیْ اسمیں یِ واحد متکلم کی ضمیر ہے بمعنی مجھ ایک مرد یا ایک عورت کے لئے یعنی میرے لئے۔ یہ ضمیر مجرور متصل کی مثال ہے۔ ضمائر کی ان متعدد مثالوں سے مصنفؒ نے ان کی اقسام کی طرف اشارہ فرمایا ہے یعنی ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں اوّل ضمیر مرفوع منفصل، دوم ضمیر مرفوع متصل، سوم ضمیر منصوب منفصل چہارم ضمیر منصوب متصل پنجم ضمیر مجرور متصل۔ اور ان میں سے ہر ایک کی چودہ چودہ ضمیریں ہیں۔ چودہ کو پانچ میں ضرب دینے سے ستر ضمیریں ہو گئیں جن کو اب مصنفؒ فرماتے ہیں۔

قولہ مرفوع الخ لغت میں بمعنی پیش دیا ہوا۔ اصطلاح میں وہ ضمیر ہے جو مبتدا یا خبر یا فاعل واقع ہو چونکہ یہ تینوں مرفوع ہوتے ہیں لہٰذا اس کو مرفوع کہتے ہیں جیسے اَنْتَ غُلَامُ زَیْدٍ میں اَنْتَ ضمیر مرفوع مبتدا ہے اور جیسے اَنْتَ اَنْتَ میں دوسرا اَنْتَ ضمیر مرفوع خبر ہے اور جیسے ضَرَبَا میں الف ضمیر مرفوع فاعل فعل ہے قولہ متصل بمعنی ملنے والا باب افتعال سے اسم فاعل ہے مادہ وُصُلٌ ہے (بمعنی ملنا) اصطلاح میں وہ ضمیر ہے جو تنہا مستعمل نہ ہو بلکہ اپنے عامل سے ملی ہوئی مستعمل ہو۔ پس مرفوع متصل وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل فعل سے ملی ہوئی ہو۔ اور ہمیشہ فاعل ہوتی ہو جیسے ضَرَبْتُ میں تُ ضمیر مرفوع متصل ہے۔

ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں اوّل بارز بمعنی (ظاہر) اصطلاح میں وہ ضمیر ہے جس کا تلفظ کر سکیں اور ظاہر ہے کہ تلفظ میں وہ ہی ضمیر آئیگی جو لفظوں میں ہوگی اور جو لفظوں میں ہوتی ہے وہ ظاہر ہوتی ہے نہ کہ پوشیدہ ولہٰذا اس کو بارز کہتے ہیں وہ تعداد میں گیارہ ہیں ا۔ وْ۔ نَ۔ تَ۔ تُمَا۔ تُمْ۔ تِ۔ تُنَّ۔ تُ۔ نَا۔ یْ۔ دوم مستتر بمعنی چھپنے والا اصطلاح میں وہ ضمیر ہو جس کا تلفظ نہ ہو سکتا ہو اور ظاہر ہے کہ تلفظ میں وہ ہی ضمیر نہیں آتی جو لفظوں میں مذکور نہیں ہوتی اور پوشیدہ ہوتی ہے لہٰذا اس کو مستتر کہتے ہیں یہ ماضی کے صیغوں میں ہوتی ہے ضَرَبَ (صیغہ واحد مذکر غائب) میں ھُوَ اور ضَرَبَتْ (صیغہ واحد مؤنث غائب میں ھِیَ اور مضارع کے پانچ صیغوں میں یَضْرِبُ (صیغہ واحد مذکر غائب) میں ھُوَ پوشیدہ ہے اور تَضْرِبُ (واحد مؤنث غائب) میں ھِیَ اور تَضْرِبُ (واحد مذکر مخاطب) میں اَنْتَ اور اَضْرِبُ (واحد متکلم) میں اَنَا اور نَضْرِبُ (متکلم مع الغیر) میں نَحْنُ۔

فائدہ:۔ ضَرَبَ اور ضَرَبَتْ کا فاعل کبھی ان کے بعد مذکور ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) میں زید اس کا فاعل ہے اور ضَرَبَتْ ہِنْدٌ (ہند نے مارا) میں ہند اس کی فاعل ہے اور اس وقت چونکہ ان کا فاعل اسم ظاہر موجود ہے لہٰذا ان میں ضمیر پوشیدہ نہیں ہوگی اور کبھی پوشیدہ ہوتا ہے جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ میں ھُوَ اور ہِنْدٌ ضَرَبَتْ میں ھِیَ۔ اور چونکہ اس وقت ان کا فاعل اسم ظاہر نہیں ہے لہٰذا ان میں وہ ضمیر جو ان کا فاعل ہے پوشیدہ ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ضَرَبُوْا کے آخر میں جو الف لکھا جاتا ہے

وہ واو جمع اور واو عطف کے درمیان فرق کرنے کی علامت ہے اور ضَرَبَتْ صیغہ واحد مؤنث غائب میں تائے ساکن علامت تانیث فاعل ہے اسی طرح ضَرَبَتَا میں تا علامت تانیث فاعل ہے۔

ضمیر مرفوع متصل

ضَرَبْتُ	تُ ضمیر بارز واحد متکلم مذکر و مؤنث کی	میں ایک مرد یا ایک عورت نے مارا
ضَرَبْنَا	نَا ضمیر بارز تثنیہ و جمع متکلم مذکر و مؤنث کی	ہم دو مرد یا دو عورتوں یا سب مرد یا سب عورتوں نے مارا
ضَرَبْتَ	تَ ضمیر بارز واحد مذکر مخاطب کی	تو ایک مرد نے مارا
ضَرَبْتُمَا	تُمَا ضمیر بارز تثنیہ مذکر مخاطب کی	تم دو مردوں نے مارا
ضَرَبْتُمْ	تُمْ ضمیر بارز جمع مذکر مخاطب کی	تم سب مردوں نے مارا
ضَرَبْتِ	تِ ضمیر بارز واحد مؤنث مخاطب کی	تو ایک عورت نے مارا
ضَرَبْتُمَا	تُمَا ضمیر بارز تثنیہ مؤنث مخاطب کی	تم دو عورتوں نے مارا
ضَرَبْتُنَّ	تُنَّ ضمیر بارز جمع مؤنث مخاطب کی	تم سب عورتوں نے مارا
ضَرَبَ	اس میں ھُوَ ضمیر مستتر واحد مذکر غائب کی ہے	اس ایک مرد نے مارا
ضَرَبَا	ا ضمیر بارز تثنیہ مذکر غائب کی	ان دو مردوں نے مارا
ضَرَبُوْا	و ضمیر بارز جمع مذکر غائب کی	ان سب مردوں نے مارا
ضَرَبَتْ	ھی ضمیر مستتر واحد مؤنث غائب کی	اس ایک عورت نے مارا
ضَرَبَتَا	ا ضمیر بارز تثنیہ مؤنث غائب کی	ان دو عورتوں نے مارا
ضَرَبْنَ	ن ضمیر بارز جمع مؤنث غائب کی۔	ان سب عورتوں نے مارا

قولہ منفصل بمعنی جدا ہونے والا۔ باب انفعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور فصل سے ہے بمعنی جدا ہونا۔ اصطلاح میں وہ ضمیر ہے جو تنہا مستقل طور پر مستعمل ہو۔ یعنی اپنے عامل سے ملی ہوئی مستعمل نہ ہو۔ پس ضمیر مرفوع منفصل وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل سے علیحدہ آتی ہو اور ترکیب میں فاعل یا مبتدا یا خبر ہوتی ہو۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

ضمیر مرفوع منفصل

أَنَا	واحد متکلم مذکر و مؤنث کی	میں ایک مرد یا ایک عورت
نَحْنُ	تثنیہ و جمع متکلم مذکر و مؤنث کی	ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں
أَنْتَ	واحد مذکر حاضر کی	تو ایک مرد
أَنْتُمَا	تثنیہ مذکر حاضر کی	تم دو مرد
أَنْتُمْ	جمع مذکر حاضر کی	تم سب مرد
أَنْتِ	واحد مؤنث حاضر کی	تو ایک عورت
أَنْتُمَا	تثنیہ مؤنث حاضر کی	تم دو عورتیں
أَنْتُنَّ	جمع مؤنث حاضر کی	تم سب عورتیں
هُوَ	واحد مذکر غائب کی	وہ ایک مرد
هُمَا	تثنیہ مذکر غائب کی	وہ دو مرد
هُمْ	جمع مذکر غائب کی	وہ سب مرد
هِيَ	واحد مؤنث غائب کی	وہ ایک عورت
هُمَا	تثنیہ مؤنث غائب کی	وہ دو عورتیں
هُنَّ	جمع مؤنث غائب کی	وہ سب عورتیں

قولہ منصوب معنی نصب دیا ہوا اصطلاح میں وہ ضمیر ہے جو مفعول بہ واقع ہو یا کوئی عامل ناصب اِنَّ وغیرہ اسکے اول آوے چونکہ مفعول اور عامل ناصب کے معمول کو نصب ہوتا ہے لہٰذا اسکو منصوب کہتے ہیں پس منصوب متصل وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل سے ملی ہوئی آوے اور ترکیب میں مفعول بہ یا کسی عامل ناصب اِنَّ وغیرہ کا معمول واقع ہو۔ قولہ منصوب منفصل وہ ضمیر ہے جو فعل سے علیحدہ آوے اور مفعول بہ واقع ہو۔ قولہ مجرور متصل وہ ضمیر ہے جو حرف جر یا اسم مضاف سے ملی ہوئی آوے اور ترکیب میں مجرور یا مضاف الیہ واقع ہو۔ چونکہ مضاف الیہ اور حرف جر کا معمول مجرور ہوتا ہے لہٰذا اسکو مجرور کہتے ہیں۔

ضمیر منصوب متصل

ضَرَبَنِي	اس میں ی ضمیر واحد مذکر و مؤنث متکلم کی ہے	مارا اس ایک مرد نے مجھ ایک مرد یا ایک عورت کو
ضَرَبَنَا	نا ضمیر تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث متکلم کی ہے	مارا اس ایک مرد نے ہم دو مرد یا دو عورتوں یا سب مرد یا سب عورتوں کو
ضَرَبَكَ	کَ ضمیر واحد مذکر حاضر کی	مارا اس ایک مرد نے تجھ ایک مرد کو
ضَرَبَكُمَا	کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر کی	مارا اس ایک مرد نے تم دو مردوں کو
ضَرَبَكُمْ	کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر کی	مارا اس ایک مرد نے تم سب مردوں کو
ضَرَبَكِ	کِ ضمیر واحد مؤنث حاضر کی	مارا اس ایک مرد نے تجھ ایک عورت کو
ضَرَبَكُمَا	کُمَا ضمیر تثنیہ مؤنث حاضر کی	مارا اس ایک مرد نے تم دو عورتوں کو
ضَرَبَكُنَّ	کُنَّ ضمیر جمع مؤنث حاضر کی	مارا اس ایک مرد نے تم سب عورتوں کو
ضَرَبَهُ	ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب کی	مارا اس ایک مرد نے اس ایک مرد کو
ضَرَبَهُمَا	هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب کی	مارا اس ایک مرد نے ان دو مردوں کو
ضَرَبَهُمْ	هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کی	مارا اس ایک مرد نے ان سب مردوں کو
ضَرَبَهَا	ہَا ضمیر واحد مؤنث حاضر کی	مارا اس ایک مرد نے اس ایک عورت کو
ضَرَبَهُمَا	هُمَا ضمیر تثنیہ مؤنث غائب کی	مارا اس ایک مرد نے ان دو عورتوں کو
ضَرَبَهُنَّ	هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب کی	مارا اس ایک مرد نے ان سب عورتوں کو

ضمیر منصوب منفصل

اِیّایَ	واحد متکلم مذکر و مؤنث کی	خاص مجھ ایک مرد یا ایک عورت کو
اِیّانا	تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث متکلم کی	خاص ہم دو مرد یا دو عورتوں یا سب مرد یا سب عورتوں کو
اِیّاکَ	واحد مذکر حاضر کی	خاص تجھ ایک مرد کو
اِیّاکُمَا	تثنیہ مذکر حاضر کی	خاص تم دو مردوں کو
اِیّاکُمْ	جمع مذکر حاضر کی	خاص تم سب مردوں کو
اِیّاکِ	واحد مؤنث حاضر کی	خاص تجھ ایک عورت کو
اِیّاکُمَا	تثنیہ مؤنث حاضر کی	خاص تم دو عورتوں کو
اِیّاکُنَّ	جمع مؤنث حاضر کی	خاص تم سب عورتوں کو
اِیّاہُ	واحد مذکر غائب کی	خاص اس ایک مرد کو
اِیّاہُمَا	تثنیہ مذکر غائب کی	خاص ان دو مردوں کو
اِیّاہُمْ	جمع مذکر غائب کی	خاص ان سب مردوں کو
اِیّاہَا	واحد مؤنث غائب کی	خاص اس ایک عورت کو
اِیّاہُمَا	تثنیہ مؤنث غائب کی	خاص ان دو عورتوں کو
اِیّاہُنَّ	جمع مؤنث غائب کی	خاص ان سب عورتوں کو

ضمیر مجرور متصل بحرف جر

لِیْ	ی ضمیر واحد متکلم مذکر و مؤنث کی	مجھ ایک مرد یا ایک عورت کے واسطے
لَنَا	نا ضمیر تثنیہ و جمع متکلم مذکر و مؤنث کی	ہم دو مرد یا دو عورتوں یا سب مرد یا سب عورتوں کے واسطے
لَکَ	کَ واحد مذکر حاضر کی	تجھ ایک مرد کے واسطے
لَکُمَا	کُمَا تثنیہ مذکر حاضر کی	تم دو مردوں کے واسطے
لَکُمْ	کُمْ جمع مذکر حاضر کی	تم سب مردوں کے واسطے
لَکِ	کِ واحد مؤنث حاضر کی	تجھ ایک عورت کے واسطے
لَکُمَا	کُمَا تثنیہ مؤنث حاضر کی	تم دو عورتوں کے واسطے
لَکُنَّ	کُنَّ جمع مؤنث حاضر کی	تم سب عورتوں کے واسطے
لَہٗ	ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب کی	اس ایک مرد کے واسطے
لَہُمَا	ہُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب کی	ان دو مردوں کے واسطے
لَہُمْ	ہُمْ جمع مذکر غائب کی	ان سب مردوں کے واسطے
لَہَا	ہَا واحد مؤنث غائب کی	اس ایک عورت کے واسطے
لَہُمَا	ہُمَا تثنیہ مؤنث غائب کی	ان دو عورتوں کے واسطے
لَہُنَّ	ہُنَّ جمع مؤنث غائب کی	ان سب عورتوں کے واسطے

ضمیر مجرور متصل باسم مضاف

غُلَامِیْ	مجھ ایک مرد یا ایک عورت کا غلام
غُلَامُنَا	ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتوں کا غلام
غُلَامُكَ	تجھ ایک مرد کا غلام
غُلَامُكُمَا	تم دو مردوں کا غلام
غُلَامُكُمْ	تم سب مردوں کا غلام
غُلَامُكِ	تجھ ایک عورت کا غلام
غُلَامُكُمَا	تم دو عورتوں کا غلام
غُلَامُكُنَّ	تم سب عورتوں کا غلام
غُلَامُهٗ	اس ایک مرد کا غلام
غُلَامُهُمَا	ان دو مردوں کا غلام
غُلَامُهُمْ	ان سب مردوں کا غلام
غُلَامُهَا	اس ایک عورت کا غلام
غُلَامُهُمَا	ان دو عورتوں کا غلام
غُلَامُهُنَّ	ان سب عورتوں کا غلام

فائدہ:۔ ضمیر مرفوع متصل حقیقت میں کوئی علیحدہ ضمیر نہیں ہے بلکہ ہر ایک مرفوع منفصل سے ایک ایک یا دو دو حرف لیکر فعل کے آخر میں لگا دیئے ہیں جیسے ضَرَبْتَ میں اَنْتَ سے تَ لی ہے اور ضَرَبْتُمَا میں اَنْتُمَا سے تُمَا۔ صرف ضَرَبْتُ میں اَنَا میں سے کوئی حرف نہیں لیا کیونکہ اگر الف لیتے تو ضَرَبَا سے التباس ہوتا اور اگر نون لیتے تو ضَرَبْنَ سے۔ لہٰذا تَ ضَرَبْتَ اور ضَرَبْتِ کی مناسبت کی وجہ سے لگا دی اور پھر ضمہ دیدیا تاکہ ضَرَبْتَ اور ضَرَبْتِ سے ملتبس نہ ہو۔ اور ضَرَبْنَا جمع متکلم میں نَحْنُ کا نون لگا دیا اور پھر الف زیادہ کیا تاکہ ضَرَبْنَ سے ملتبس نہ ہو۔ اور ضَرَبُوْا میں هُمُوْا جو هُمْ کا ہے اصل ہیں کا واو لگا دیا۔ اسی طرح ضمیر منصوب متصل بھی کوئی علیحدہ ضمیر نہیں ہے بلکہ ہر ایک منفصل سے ایک ایک یا دو دو حرف لے کر فعل کے آخر میں لگا دیئے جیسے ضَرَبَكَ میں اِیَّاكَ کا كَ لگا دیا اور ضمیر مجرور منفصل نہیں ہوتی اس لئے کہ اگر ہوتی تو جار سے پہلے آتی اور مجرور جار سے کبھی مقدم نہیں ہوتا۔ لہٰذا ضمیر مجرور منفصل بے فائدہ رہتی ہے اور نیز ضمیر مجرور متصل کوئی علیحدہ ضمیر نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک منصوب منفصل سے ایک ایک یا دو دو حرف لے کر حرف جر یا اسم مضاف کے آخر میں لگا دیئے ہیں جیسے لَكُمَا اور غُلَامُكُمَا اور اِیَّاكُمَا سے كُمَا لگا دیا ضمائر کا مبنی ہونا حروف کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ یعنی جیسے کہ حروف اکثر ایک ہی حرف پر موضوع ہیں جیسے ب، و، ل، وغیرہ۔ اسی طرح ضمیر میں بھی جیسے كَ۔ كِ وغیرہ۔ بعضوں نے ان کی وجہ بناء یہ بیان کی ہے کہ یہ حرف کے ساتھ احتیاج میں مشابہ ہیں۔ حروف دلالت میں متعلق کی طرف محتاج ہیں اور ضمیر میں اگر غائب کی ہیں تو تقدم ذکر کیطرف محتاج ہیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ غُلَامَهٗ۔ اور اگر متکلم یا مخاطب کی ہیں تو حضور یا خطاب کسی معنٰی کی طرف محتاج ہیں۔

سوالات:۔ ان مثالوں میں ضمیروں کی قسمیں بتاؤ نَصَرْتُ۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ۔ هُنَّ جَمِیْلَاتٌ۔ هٰذَا غُلَامِیْ۔ هُمَا عَالِمَانِ۔ لَهَا كِتَابٌ۔ ضَرَبْتُكُمْ۔ اَنْتَ غُلَامُ بَكْرٍ۔ ضَرَبُوْنِیْ۔ هٰذَا اِبْنُكَ۔ ضَرَبْتُكَ۔ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔

دوم اسمائے اشارات ذا و ذان و ذین وتا وتی وتہ وذہ وذی
آں یکمرد ، آں دو مرد ۱۲ ، ہر شش بمعنی یک زن ۱۲

وذہی وتہی وتان وتین واولاء بمد واولی بقصر سوم اسمائے موصولہ
آن دو زن ۱۲ آن دو زن

الذی والذان والذین والذین والتی واللتان واللتین واللاتی
بمعنی الذی برائے غیر عاقل و من برائے عاقل وگاہے یکے بجائے دیگرے مستعمل می شود ۱۲

واللواتی وما ومن وای وایۃ والف ولام بمعنی الذی در اسم فاعل و اسم

مفعول چوں القارب والمضروب. وذو بمعنی الذی در لغت بنی طی نحو
بمعنی الذی ضرب ۱۲ بمعنی الذی ضُرب ۱۲

جاءنی ذو ضرب بک بدانکہ ای وایۃ معرب ست. چہارم اسمائے افعال وآں
بمعنی الذی ضربک ۱۲

بر دو قسم ست اول بمعنی امر حاضر چوں رُوَیدَ وبلہ وحیہل وھلم دوم

بمعنی فعل ماضی چوں ہیہات وشتان پنجم اسمائے اصوات چوں اُح
بمعنی بَعُدَ ۱۲ بمعنی افترق ۱۲

اُح واُف وبخ ونخ وغاق. ششم اسمائے ظروف ظرف زمان چوں إذ
آواز زاغ ۱۲ ، ہنگام فرحت وشادی

وإذا ومتی وکیف وایان وامس ومذ ومنذ وقط وقط وعوض و

قبل وبعد وقتیکہ مضاف باشد ومضاف الیہ محذوف معنوی باشد

وظرف مکان چوں حیث وقدام وتحت وفوق وقتیکہ مضاف باشد ومضاف

الیہ محذوف معنوی باشد ہفتم اسمائے کنایات چوں کم وکذا کنایت از عدد وکیت وذیت

کنایت از حدیث ہشتم مرکب بنائی چوں اَحَدَ عَشَرَ۔

قولہ اسمائے اشارات الخ مرکب اضافی ہے۔ اسماء جمع اسم کی ہے اور اشارات جمع اشارۃ کی ہے لغوی معنی اشارہ کرنے کے اسماء۔ اصطلاح میں اسم اشارہ وہ ہے جو تعیین مشار الیہ کے واسطے وضع کیا گیا ہو۔ جس اسم سے اشارہ کرتے ہیں اُسے اسم اشارہ کہتے ہیں اور جس شی کی طرف اشارہ کیا جائے اسے مشار الیہ کہتے ہیں۔ لغوی معنی اس کی طرف اشارہ کیا گیا

ذَا	ذَانِ	ذَيْنِ	تَا وتِي وتِهِ وذِهٖ وذِهِي وتِهِي	تَانِ	تَيْنِ	اُولَاءِ	اُولٰى
یہ ایک مرد	یہ دو مرد (بحالت رفعی میں)	یہ دو مرد (بحالت نصبی و جری میں)	ان سب کے معنی یہ ایک عورت	یہ دو عورتیں (بحالت رفعی میں)	یہ دو عورتیں (بحالت نصبی و جری میں)	یہ سب مرد یا یہ سب عورتیں	یہ سب مرد یا یہ سب عورتیں
واحد مذکر	تثنیہ مذکر	تثنیہ مذکر	واحد مؤنث	تثنیہ مؤنث	تثنیہ مؤنث	جمع مذکر و مؤنث	جمع مذکر و مؤنث

فائدہ:۔ اسم اشارہ کے پہلے کبھی لفظ ھا لگا دیتے ہیں۔ اس سے مخاطب کو مشار الیہ پر تنبیہ کرنی مقصود ہوتی ہے۔ جیسے ھٰؤُلَاءِ وھٰذَا وھٰذِہٖ وھٰذَانِ۔ اور کبھی اسم اشارہ کے آخر میں حروف خطاب کَ وکُمَا وکُمْ وکِ وکُمَا وکُنَّ لگا دیتے ہیں۔ تاکہ مخاطب کے مفرد و تثنیہ و جمع و مذکر و مؤنث ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے حسب ذیل نقشہ سے ظاہر ہے۔

(نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

جبکہ مخاطب	جبکہ مشارالیہ واحد مذکر ہو	جبکہ مشارالیہ تثنیہ مذکر ہو	جبکہ مشارالیہ جمع مذکر ہو	جبکہ مشارالیہ واحد مؤنث ہو	جبکہ مشارالیہ تثنیہ مؤنث ہو	جبکہ مشارالیہ جمع مؤنث ہو
واحد مذکر ہو	ذَالِكَ	ذَانِكَ ذَيْنِكَ	أُولٰئِكَ	تَالِكَ	تَانِكَ تَيْنِكَ	أُولَالِكَ
تثنیہ مذکر ہو	ذَاكُمَا	ذَانِكُمَا ذَيْنِكُمَا	أُولَائِكُمَا	تَاكُمَا	تَانِكُمَا تَيْنِكُمَا	أُولَاكُمَا
جمع مذکر ہو	ذَاكُمْ	ذَانِكُمْ ذَيْنِكُمْ	أُولٰئِكُمْ	تَاكُمْ	تَانِكُمْ تَيْنِكُمْ	أُولَاكُمْ
واحد مؤنث ہو	ذَالِكِ	ذَانِكِ ذَيْنِكِ	أُولٰئِكِ	تَالِكِ	تَانِكِ تَيْنِكِ	أُولَالِكِ
تثنیہ مؤنث ہو	ذَاكُمَا	ذَانِكُمَا ذَيْنِكُمَا	أُولٰئِكُمَا	تَاكُمَا	تَانِكُمَا تَيْنِكُمَا	أُولَاكُمَا
جمع مؤنث ہو	ذَاكُنَّ	ذَانِكُنَّ ذَيْنِكُنَّ	أُولٰئِكُنَّ	تَاكُنَّ	تَانِكُنَّ تَيْنِكُنَّ	أُولَاكُنَّ

قولہ اسمائے موصولہ۔ اسم موصول وہ اسم ہے جو جملہ کا کامل جزو بغیر صلہ کے نہ ہو سکے اور جملہ کا کامل جزو ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ مبتدا یا خبر یا فاعل یا مفعول وغیرہ ہو۔ کما فی شرح الجامی کامل جزو اس واسطے کہا کہ موصول بغیر صلہ کے جملہ کا جزو تو ہو جاتا ہے لیکن کامل جزو بغیر صلہ کے نہیں ہوتا جیسے جَاءَنِي الَّذِي ضَرَبَكَ (میرے پاس وہ شخص آیا جس نے تجھ کو مارا) جاء فعل ماضی، ن وقایہ کا، ی ضمیر متکلم مفعول بہ، الذی اسم موصول، ضرب فعل ماضی اس میں ضمیر مستتر اس کا فاعل جو الذی کی طرف لوٹتی ہے اور ک ضمیر مفعول بہ۔ ضرب اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ہوا جاء کا۔ جاء اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس میں الذی موصول اپنے صلہ ضربک سے مل کر جملہ کا کامل جزو یعنی فاعل ہے۔ لیکن صرف الذی بغیر صلہ کے جملہ کا جزو تو ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ جب موصول اور صلہ مجموعہ جملہ کا جزو ہے تو صرف موصول لامحالہ جملہ کا جزو ہوگا لیکن کامل جزو نہیں ہے۔ صلہ کے لغوی معنی ملنا، ملانا، عطا دینا۔ اصطلاح لغت میں وہ جملہ ہے جو ایسی شئی کے بعد مذکور ہو کہ وہ شئی اس جملہ کے بغیر پوری نہ ہو سکتی ہو لیکن اصطلاح نحاۃ میں وہ جملہ ہے جو موصول کے بعد ذکر کیا جائے اور اس میں ایک ضمیر ہو جو موصول کی طرف لوٹتی ہے اور اس ضمیر کو عائد کہتے ہیں۔ عائد اسم فاعل ہے بمعنی لوٹنے والا۔

اَلَّذِیْ	وہ مرد	واحد مذکر کے لئے
اَللَّذَانِ	وہ دو مرد	تثنیہ مذکر کے لئے حالت رفعی میں
اَللَّذَیْنِ	وہ دو مرد	تثنیہ مذکر کے لئے حالت نصبی و جری میں
اَلَّذِیْنَ	وہ سب مرد	جمع مذکر کے لئے
اَلَّتِیْ	وہ عورت	واحد مؤنث کے لئے
اَللَّتَانِ	وہ دو عورتیں	تثنیہ مؤنث کے لئے حالت رفعی میں
اَللَّتَیْنِ	وہ دو عورتیں	تثنیہ مؤنث کے لئے حالت نصبی و جری میں
اَللَّاتِیْ اَللَّوَاتِیْ	وہ سب عورتیں	جمع مؤنث کے لئے
مَا	وہ چیز	غیر عاقل کے واسطے
مَنْ	وہ شخص	عاقل کے واسطے
اَیٌّ	وہ مرد	واحد مذکر کے لئے
اَیَّۃٌ	وہ عورت	واحد مؤنث کے لئے
اَلْ	وہ مرد وہ دو مرد وہ سب مرد	وہ عورت وہ دو عورتیں وہ سب عورتیں
ذُوْ	بمعنی الذی	اور التی

قولہ ذو بمعنی الذی الخ. لفظ ذُو دو معنی میں آتا ہے. ایک تو بمعنی صاحب اور یہ معرب ہے. جیسا کہ عنقریب اسمائے ستہ میں آئیگا. دوسرے خاص لغت بنی طئی میں بمعنی اَلَّذِیْ آتا ہے اور اس جگہ یہی مراد ہے اور یہ مبنی ہے اور کبھی متمیز نہیں ہوتا ہے. جیسے جَاءَنِیْ ذُوْ قَامَ. رَاَیْتُ ذُوْ قَامَ. مَرَرْتُ بِذُوْ قَامَ. اور اس ذو کو ذو طائیہ کہتے ہیں.

فائدہ:- مَا اور مَنْ اور اَلْ اور ذو طائیہ واحد تثنیہ و جمع و مذکر و مؤنث کی حالت میں یکساں رہتے ہیں. قولہ الضارب یہ معنی میں اَلَّذِیْ ضَرَبَ کے ہے (وہ مرد جس نے مارا). قولہ المضروب یہ معنی میں اَلَّذِیْ ضُرِبَ کے ہے (وہ مرد جو مارا گیا). قولہ جَاءَنِیْ ذُوْ ضَرَبَکَ ای جاءنی الذی ضربک (آیا میرے پاس وہ مرد جس نے تجھ کو مارا). ترکیب:- جَاءَ فعل ماضی، ن وقایہ کا، ی ضمیر متکلم مفعول بہ، ذو موصول بمعنی الذی، ضَرَبَ فعل ماضی، اس میں ضمیر ہُوَ مستتر فاعل راجع طرف ذو موصول کی، کَ ضمیر منصوب متصل مفعول بہ. فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا. موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ہوا جَاءَ فعل کا. فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا. قولہ اَیٌّ وَ اَیَّۃٌ معرب الخ. اَیٌّ وَ اَیَّۃٌ کے دو حال ہیں یا تو مضاف ہوں گے یا نہیں. اگر مضاف نہ ہوں گے تو پھر دو حال ہیں یا تو صدر صلہ مذکور ہوگا یا نہیں. اسی طرح اگر مضاف ہوں گے تو بھی دو حال ہیں یا تو صدر صلہ مذکور ہوگا یا نہیں. پس یہ کل چار حال ہوئے. اول کے تین معرب ہیں اور چوتھا مبنی.

لہ جیسے الضارب بمعنی الذی ضرب، الضاربان بمعنی اللذان ضربا، الضاربون بمعنی الذین ضربوا، الضاربۃ بمعنی التی ضربت، الضاربتان بمعنی اللتان ضربتا، الضاربات بمعنی اللاتی ضَرَبْنَ ۱۲

معرب یا مبنی	مرفوع	منصوب	مجرور
معرب	جَاءَنِیْ اَیٌّ هُوَ قَائِمٌ	رَأَیْتُ اَیًّا هُوَ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِاَیٍّ هُوَ قَائِمٌ
معرب	جَاءَنِیْ اَیٌّ قَائِمٌ	رَأَیْتُ اَیًّا قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِاَیٍّ قَائِمٌ
معرب	جَاءَنِیْ اَیُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ	رَأَیْتُ اَیَّهُمْ هُوَ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِاَیِّهِمْ هُوَ قَائِمٌ
مبنی	جَاءَنِیْ اَیُّهُمْ قَائِمٌ	رَأَیْتُ اَیُّهُمْ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِاَیُّهُمْ قَائِمٌ
معرب	جَاءَتْنِیْ اَیَّةٌ هِیَ قَائِمَةٌ	رَأَیْتُ اَیَّةً هِیَ قَائِمَةٌ	مَرَرْتُ بِاَیَّةٍ هِیَ قَائِمَةٌ
معرب	جَاءَتْنِیْ اَیَّةٌ قَائِمَةٌ	رَأَیْتُ اَیَّةً قَائِمَةٌ	مَرَرْتُ بِاَیَّةٍ قَائِمَةٌ
معرب	جَاءَتْنِیْ اَیَّتُهُنَّ هِیَ قَائِمَةٌ	رَأَیْتُ اَیَّتَهُنَّ هِیَ قَائِمَةٌ	مَرَرْتُ بِاَیَّتِهِنَّ هِیَ قَائِمَةٌ
مبنی	جَاءَتْنِیْ اَیَّتُهُنَّ قَائِمَةٌ	رَأَیْتُ اَیَّتُهُنَّ قَائِمَةٌ	مَرَرْتُ بِاَیَّتُهُنَّ قَائِمَةٌ

قولہ اسمائے افعال الخ اضافت فارسی کے ساتھ مرکب اضافی ہے اور اصطلاح میں اسم فعل وہ اسم ہے جو باعتبار وضع امر یا ماضی کے معنی میں ہو۔ ان اسماء کا نام اسمائے افعال اسی واسطے رکھا گیا کہ یہ معنی میں فعل کے ہوتے ہیں قولہ بمعنی امر حاضر جیسے قولہ رُوَیْدَ بمعنی اَمْهِلْ (تو مہلت دے) جیسے رُوَیْدَ زَیْدًا (تو زید کو مہلت دے) رُوَیْدَ اسم فعل بمعنی امر حاضر اس میں اَنْتَ مستتر اس کا فاعل زَیْدًا مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ بَلْهَ بمعنی دَعْ (چھوڑ تو) جیسے بَلْهَ زَیْدًا (چھوڑ دے تو زید کو) حَیَّهَلْ بمعنی اِئْتِ (آ تو) جیسے حَیَّهَلِ الصَّلٰوۃَ (آ تو نماز کو) هَلُمَّ بمعنی اِئْتِ (آ تو) جیسے اللہ تعالیٰ کا قول هَلُمَّ اِلَیْنَا (آ تو ہماری طرف) ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اسمائے افعال بمعنی امر حاضر ہیں جیسے دُوْنَكَ بمعنی خُذْ (پکڑ تو) جیسے دُوْنَكَ زَیْدًا (پکڑ تو زید کو) اور هَا بمعنی خُذْ (پکڑ تو) جیسے هَا زَیْدًا (پکڑ تو زید کو) اور اٰمِیْنَ بمعنی اِسْتَجِبْ (قبول کر تو) اور قَطْ بمعنی یَكْفِیْ (کافی ہے) یا بمعنی اِنْتَهِ (رک جا تو) اور عَلَیْكَ بمعنی اِلْزَمْ (لازم پکڑ تو) صَهْ بمعنی اُسْكُتْ (خاموش رہ) مَهْ بمعنی اُكْفُفْ (رک جا تو)

قولہ بمعنی فعل ماضی جیسے قولہ هَیْهَاتَ بمعنی بَعُدَ (دور ہو) جیسے هَیْهَاتَ زَیْدٌ (دور ہوا زید) شَتَّانَ بمعنی اِفْتَرَقَ بمعنی تَفَارَقَ ہے جس کی خاصیت تشارک ہے۔ لہذا شتان کے بعد دو اسم آتے ہیں اور ان کے درمیان حرف عطف ہوتا ہے جیسے شَتَّانَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمر جدا ہوئے) تعریف میں اسم کی قید سے امر اور ماضی خارج ہوگئے اس لئے کہ یہ اسم نہیں ہیں اور وضعاً کی قید سے زَیْدٌ ضَارِبٌ اَمْسِ میں ضارب امس خارج ہوگیا اس لئے کہ یہ ماضی پر بغیر وضع دلالت

کرتا ہے نہ کہ وضعًا اسمائے افعال امر حاضر اور ماضی (جو اقسام مبنی اصل سے ہیں) کے معنی میں ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں. قولہ اسمائے اصوات الخ مرکب اضافی ہے اور اصوات جمع صوت کی ہے بمعنی آوازیں اور اسم صوت اصطلاح میں ہر وہ لفظ ہے جس سے کسی آواز کو نقل کیا جائے یا کسی چوپائے وغیرہ کو اس سے آواز دی جائے. قولہ اُح اُح (وہ آواز جو کھانسی کے وقت نکلتی ہے) اُفْ (وہ آواز جو درد کے وقت نکلتی ہے) بَخْ (وہ آواز جو خوشی کے وقت نکلتی ہے) نَخْ (اونٹ کے سُلانے یا بٹھانے کے وقت کی آواز) غَاقْ (کوّے کی آواز کی نقل کو کہتے ہیں) وَیْ (تعجب یا ندامت کے وقت کی آواز)

اسمائے اصوات اس وجہ سے مبنی ہیں کہ ان میں ترکیب نہیں ہے جیسے زید و عمرو و بکر ترکیب میں واقع نہ ہوں تو مبنی ہے. اگر کوئی کہے کہ جب اسمائے اصوات کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ترکیب نہیں ہے تو جب یہ ترکیب میں واقع ہوں تو معرب ہونے چاہئیں جیسے کہ تم کہو کہ قَالَ زَیْدٌ غَاقَ (زید نے غاق کہا) یا قَالَ زَیْدٌ عِنْدَ التَّعَجُّبِ وَیْ (زید نے تعجب کے وقت وی کہا) ان میں غاق اور وی ترکیب میں ہیں جواب یہ ہے کہ اس وقت بھی مبنی ہیں کیونکہ یہ حکایۃً کہے گئے ہیں۔

قولہ اسمائے ظروف الخ: اضافت فارسی کے ساتھ مرکب اضافی ہے اور ظروف جمع ظرف کی ہے۔ بمعنی برتن اور وہ چیز کہ جس میں کوئی شئ رکھی جائے اسمائے ظروف دو قسم پر ہیں اوّل ظرف زمان اور ظرف زمان سے یہاں مراد معنی اصطلاحی نہیں ہیں بلکہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی جس میں وقت کے معنی مراد ہوں جیسے قولہ اِذْ یہ زمانہ ماضی کے لئے آتا ہے بمعنی جس وقت جیسے جِئْتُكَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ (میں تیرے پاس آیا جبکہ سورج نکلا) وجہ بنا یہ ہے کہ اس کی وضع حرف جیسی ہے یعنی جیسے حروف کی وضع دو حروف پر ہے (جیسے مِنْ) اسی طرح اس کی بھی ہے. اِذَا زمانہ مستقبل کے لئے آتا ہے اور اگر ماضی پر داخل ہو تو وہ مستقبل کے معنی میں ہو جاتی ہے اور اس میں شرط کے معنی ہوتے ہیں اور وہ مضمون جملہ کا دوسرے پر مرتب ہوتا ہے بمعنی جس وقت جیسے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ (جس وقت کہ اللہ کی مدد آوے) یہ معنی حرف شرط کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے اور یہ کبھی بمعنی ناگاہ بھی آتا ہے اور اس وقت اس میں شرط کے معنی نہیں ہوتے جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ (میں نکلا کہ ناگاہ درندہ کھڑا ہوا ہے) مَتٰی زمانہ ماضی اور مستقبل دونوں کے لئے آتا ہے. کبھی استفہامیہ ہوتا ہے بمعنی کس وقت جیسے مَتٰی تُسَافِرُ (تو کس وقت سفر کرے گا) اور کبھی شرطیہ بمعنی جس وقت جیسے مَتٰی تَصُمْ اَصُمْ (جس وقت تو روزہ رکھے گا میں روزہ رکھوں گا. یہ حرف استفہام اور حرف شرط کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے. کَیْفَ حالت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے بمعنی کیسا حال یا کیسی حالت جیسے کَیْفَ حَالُكَ (تمہارا حال کیسا ہے) کَیْفَ اَنْتَ (تمہاری کیسی حالت ہے۔

فائدہ:۔ چاہیے کہ کَیْفَ کے ظرف ہونے میں اختلاف ہے شیخ رضی فرماتے ہیں کہ کَیْفَ کو ظروف سے شمار کرنا مذہب اخفش کی بنا پر ہے اس لئے کہ وہ کَیْفَ کو بمعنی علیٰ جارہ لیتے ہیں اور جار مجرور ظرف مستقار بالمعنی ہوتے ہیں پس کَیْفَ زَیْدٌ عَلٰی حَالِ الصِّحَّةِ اَمْ عَلٰی حَالِ السُّقْمِ (کیا زید حالت تندرستی یا بیماری پر ہے) اور سیبویہ کے نزدیک وہ اسم ہے نہ کہ ظرف اور صاحب المفصل کے نزدیک وہ قائم مقام ظرف کے ہے۔ اَیَّانَ زمانہ مستقبل کے لئے آتا ہے اور استفہام کے معنی دیتا ہے بمعنی کس وقت جیسے اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ (کس وقت جزا کا دن ہے) یہ حرف استفہام کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے اَمْسِ (کل گذشتہ) جیسے جَاءَ زَیْدٌ اَمْسِ (زید کل آیا) مُذْ و مُنْذُ یہ کبھی بمعنی اول مدت ہوتے ہیں جیسے مَا رَاَیْتُهُ مُذْ یَوْمُ الْجُمُعَةِ (برفع میم یوم) یہ دونوں اسم ظرف ہیں۔ ان کی تقدیر عبارت اس طرح ہوگی اَوَّلُ مُدَّةِ عَدَمِ رُؤْیَتِیْ اِیَّاهُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ (میرے اس کو نہ دیکھنے کی اول مدت جمعہ کا دن ہے۔ ترکیب:۔ اول مدۃ عدم رویتی ایاہ مبتدا، یوم الجمعۃ خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اور کبھی بمعنی تمام مدت جیسے مَا رَاَیْتُهُ مُذْ یَوْمَانِ یا مُنْذُ یَوْمَانِ یعنی جَمِیْعُ اَجْزَاءِ مُدَّةِ زَمَانِ عَدَمِ رُؤْیَتِیْ اِیَّاهُ یَوْمَانِ (میرے اس کو نہ دیکھنے کی تمام مدت دو دن ہیں۔ یعنی میں نے اس کو پورے دو دن نہیں دیکھا) یہ دونوں مُذْ اور مُنْذُ حروف جارہ کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں۔ اور مُذْ اور مُنْذُ حروف جارہ میں سے بھی ہیں جیسے مَا رَاَیْتُهُ مُذْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ (میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا) مُذْ حرف جار، یَوْمِ الْجُمُعَةِ مرکب اضافی مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر رَاَیْتُ فعل کے متعلق ہوا۔ قَطُّ بفتح قاف وتشدید طا مضمومہ۔ یہ استغراق زمانہ ماضی منفی کے لئے آتا ہے بمعنی کبھی۔ جیسے مَا رَاَیْتُهُ قَطُّ (میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا) یہ لام استغراقیہ کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے۔ عَوْضُ بفتح عین وضم ضاد معجمہ۔ یہ استغراق زمانہ مستقبل منفی کے لئے آتا ہے۔ بمعنی کبھی (ہرگز) جیسے لَا اَضْرِبُهُ عَوْضُ (میں کبھی اس کو نہیں ماروں گا) قَبْلُ (پہلے) بَعْدُ (پیچھے) یہ دونوں مبنی بر ضم ہیں۔ لیکن ان دونوں کے مبنی بر ضم ہونے کی شرط یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ لفظ سے محذوف ہو مگر ذہن میں موجود و مقصود ہو جیسے لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ یعنی مِنْ قَبْلِ کُلِّ شَیْءٍ اس میں مضاف الیہ کل شئی حذف کر دیا لیکن ذہن میں موجود و مقصود ہے (اللہ ہی کے لئے ہے حکم ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد) یہ مضاف الیہ کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے حروف کے ساتھ مشابہ ہیں حروف دلالت میں متعلق کی طرف محتاج ہیں اور یہ مضاف الیہ کی طرف۔ اور اگر ان کا مضاف الیہ لفظ سے محذوف ہو اور ذہن میں بھی بالکل موجود نہ ہو جیسے رُبَّ بَعْدٍ کَانَ خَیْرًا مِنْ قَبْلٍ (بہت سے بعد پہلے سے بہتر ہوتے ہیں) یا ان کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو جیسے جِئْتُ قَبْلَ زَیْدٍ وَبَعْدَ عَمْرٍو (میں زید سے پہلے اور عمرو کے بعد آیا) اور جیسے جِئْتُ مِنْ قَبْلِ زَیْدٍ وَمِنْ بَعْدِ عَمْرٍو تو ان دونوں

صورتوں میں دونوں معرب ہیں. قولہ وقتیکہ مضاف باشند الخ یہ صرف قبلُ اور بعدُ سے تعلق رکھتا ہے
قولہ مَنْوِیٌّ بروزن مَرْمِیٌّ. یہ نَوَی یَنْوِی نِیَّۃً بمعنی قصد کرنا سے اسم مفعول ہے (بمعنی قصد کیا گیا)
اور نِیَّۃً اصل میں نِیْوَۃً تھا.

دوم ظرف مکان. اور ظرف سے بھی مراد یہاں معنی لغوی ہیں یعنی جس میں جگہ کے معنی ہوں۔
جیسے قولہ حَیْثُ یہ مکان کے لئے آتا ہے اور ہمیشہ مضاف ہوتا ہے اور اکثر جملہ کیطرف مضاف ہوتا ہے۔
بمعنی جس جگہ جیسے (اِجْلِسْ حَیْثُ زَیْدٌ جَالِسٌ (بیٹھ تو جس جگہ زید بیٹھنے والا ہے) وجہ بنا یہ ہے کہ یہ
جملہ کیطرف محتاج ہونے کی وجہ سے حروف کے ساتھ مشابہ ہے۔ قولہ قُدَّامُ (آگے) تَحْتُ (نیچے) فَوْقُ
(اوپر) یہاں تینوں کے مبنی ہونے کے لئے بھی وہی شرط ہے جو قبلُ اور بعدُ کی ہے. یعنی ان کا مضاف الیہ لفظوں
سے محذوف ہو لیکن ذہن میں موجود و مقصود ہو اس وقت یہ مبنی برضم ہوگا۔ اور اگر ان کا مضاف
الیہ لفظوں سے محذوف ہو اور ذہن میں بھی بالکل موجود نہ ہو یا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو تو ان دونوں
صورتوں میں یہ معرب ہونگے. قولہ وقتیکہ مضاف باشد الخ یہ صرف قدّامُ اور تحتُ اور فوقُ سے تعلق
رکھتا ہے۔

قولہ اسمائے کنایات الخ کنایات جمع کنایۃ کی ہے وہ ہیں جو عدد مبہم یا بات مبہم پر دلالت کریں اور
کنایات سے یہاں مراد کنایات مبنیہ ہیں نہ کہ کنایات معربہ. جیسے فلان اور فلانۃ. اس لئے کہ بحث مبنیات
میں ہے قولہ کَمْ وکذا. یہ دونوں عدد مبہم کے لئے ہیں. کم کی دو قسمیں ہیں اول استفہامیہ یعنی عدد
مبہم سے استفہام کے لئے جیسے کَمْ دِرْہَماً عِنْدَکَ (تیرے پاس کتنے درہم ہیں) دوم خبریہ. یعنی عدد
مبہم سے خبر دینے کے لئے جیسے کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُہٗ (بہت سا مال میں نے خرچ کیا) کذا یہ صرف خبریہ آتا ہے
جیسے عِنْدِیْ کَذَا رَجُلاً (میرے پاس اتنے آدمی ہیں) قولہ کَیْتَ وذَیْتَ یہ دونوں حدیث مبہم کے لئے
آتے ہیں (بمعنی ایسا اور ایسا) جیسے سَمِعْتُ کَیْتَ وَکَیْتَ (میں نے ایسا اور ایسا سنا) قُلْتُ ذَیْتَ وَذَیْتَ
(میں نے ایسا اور ایسا کہا) وجہ بنا یہ ہے کہ کم استفہامیہ معنی میں ہمزۂ استفہام کے ہے اور کم خبریہ کو اس پر
محمول کرلیا اور کذا کاف تشبیہ اور ذا اسم اشارہ سے مرکب ہے اور یہ دونوں مبنی ہیں. ترکیب
کے بعد مجموعہ بمنزلہ ایک کلمہ کے (بمعنی کم) ہوگیا۔ اور ترکیبی معنی جاتے رہے اور ذا اپنی اصل پر
جو بنا ہے باقی ہے. قولہ مرکب بنائی الخ اس کا بیان گذر چکا۔

فصل بدانکہ اسم بر دو ضرب است[1] معرفہ ونکرہ[2] معرفہ آنست کہ موضوع باشد
یعنی قسم ۱۲

برائے چیزی معین و آں بر ہفت نوع ست اوّل مضمرات دوم اعلام چوں
زیدٌ و عمرٌو سوم اسمائے اشارات چہارم اسمائے موصولہ و ایں دو قسم را مبہمات
چوں ذا وغیرہ ۱۲ چوں الذی وغیرہ ۱۲
گویند پنجم معرفہ بہ ندا چوں یا رَجُلُ ششم معرفہ بالف ولام چوں اَلرَّجُلُ
ہفتم مضاف بیکی ازینہا چوں غُلَامُہٗ و غُلَامُ زَیْدٍ و غُلَامُ ھٰذَا و غُلَامُ الَّذِی
مضاف بسوئے مضمر ۱۲ مضاف بسوئے علم ۱۲ مضاف بسوئے اسم اشارہ ۱۲
عِنْدِیْ و غُلَامُ الرَّجُلِ۔ و نکرہ آنست کہ موضوع باشد برائے چیزی غیر
مضاف بذی اللام ۱۲
معین چوں رَجُلٌ و فَرَسٌ۔
مرد ۱۲ اسپ ۱۲
بدانکہ اسم بر دو صنف ست مذکر و مؤنث، مذکر آنست کہ درو علامت
قسم ۱۲
تانیث نباشد چوں رَجُلٌ و مؤنث آنست کہ درو علامت تانیث باشد
مرد ۱۲
چوں اِمْرَأَۃٌ و علامت تانیث چہار ست تا چوں طَلْحَۃُ والف مقصورہ چوں
زن ۱۲
حُبْلٰی والف ممدودہ چوں حَمْرَاءُ و تائے مقدرہ چوں اَرْضٌ کہ در اصل اَرْضَۃٌ
زن باردار ۱۲ زن سرخ ۱۲ زمین ۱۲
بودہ است بدلیل اُرَیْضَۃٌ زیرا کہ تصغیر اسما را باصل خود برد۔ و ایں را مؤنث
سماعی گویند۔
ازانکہ تانیث موقوف بر موارد سماع ست ۱۲
بدانکہ مؤنث بر دو قسم ست حقیقی و لفظی۔ حقیقی آنست کہ بازائے
مقابلہ ۱۲

او حیوانے مذکر باشد چوں اِمْرَأَةٌ که بازائے او رَجُلٌ است و نَاقَةٌ (اونٹنی ۱۲) که بازائے او جَمَلٌ است. و لفظی آنست که بازائے او حیوانے مذکر نباشد چوں ظُلْمَةٌ (تاریکی ۱۲) و قُوَّةٌ (توانائی)

قولہ بدانکہ اسم بر دو ضرب است الخ ضرب اس جگہ بمعنی قسم ہے۔ مَعْرِفَةٌ مصدر ہے لغت میں بمعنی پہچاننا۔ اصطلاح میں وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کیلئے بنایا گیا ہو مثلاً زید کہ یہ ذات زید کیلئے جو معین متشخص ہے بنایا گیا ہے مصنف کا قول "موضوع باشد برائے چیزے" معرفہ اور نکرہ کو شامل ہے اور قولہ معین سے نکرہ خارج ہو گیا اس لئے کہ اسکی وضع کسی معین چیز کیلئے نہیں ہوتی اور اسکی سات قسمیں ہیں۔ اول مضمرات جیسے هُوَ وغیرہ۔ جیسا کہ گذر چکا، دوم اعلام یہ عَلَمٌ کی جمع ہے لغت میں بمعنی علامت اصطلاح میں وہ اسم ہے جو ایک معین چیز کے لئے بنایا گیا ہو۔ اور ایک وضع سے اس کے غیر کو شامل نہ ہو جیسے زَيْدٌ وعَمْرٌو وغیرہ۔ تعریف میں ایک وضع کی قید اس واسطے بڑھائی ہے تاکہ اس پر یہ اعتراض نہ وارد ہو کہ مثلاً زید جبکہ دو شخصوں کا نام ہے تو اس وقت یہ غیر کو بھی شامل ہے لہذا یہ علم سے خارج ہو گیا لیکن ایک وضع کی قید سے ایسے اعلام جو مشترک ہیں تعریف علم میں داخل رہیں گے اس لئے کہ مثلاً زید جبکہ ایک شخص کا نام رکھا گیا اور پھر دوسرے شخص کا پس زید ایک وضع سے دونوں کو شامل نہیں ہے بلکہ اس کا دوسرے شخص کو شامل ہونا دوسری وضع سے ہے جو پہلی وضع کے غیر ہے۔ اور ایسے عَلَم کو علم اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ ایک علامت ہے جو شخص معین پر دلالت کرتی ہے، سوم اسمائے اشارہ جیسے ذَا وغیرہ۔ چہارم اسمائے موصولہ جیسے الذی وغیرہ۔ ان کا بیان گذر چکا۔ قولہ مبہمات گویند الخ مبہمات یہ مُبْهَمَةٌ کی جمع ہے بمعنی پوشیدہ باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے مصدر اِبْهَامٌ ہے (پوشیدہ رکھنا) مطلب یہ کہ اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ کو مبہمات بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اسم اشارہ بغیر مشار الیہ کے اور اسم موصول بغیر صلہ کے مخاطب کے نزدیک مبہم رہتا ہے پنجم معرفہ بہ ندا یعنی وہ اسم جس کے شروع میں حرف ندا ہو جیسے يَا رَجُلُ (اے مرد) حرف ندا کے آنے سے پیشتر رَجُلٌ عام تھا ہر ایک مرد پر صادق آتا تھا لیکن جب آواز دینے والا اس سے پہلے حرف ندا یا لا کر يَا رَجُلُ کہکر کسی خاص مرد کو آواز دے رہا ہے تو اس وقت وہ معرفہ ہو گیا۔ ششم معرفہ بالف لام یعنی وہ اسم جس کے شروع میں الف ولام تعریف کا ہو جیسے اَلرَّجُلُ (وہ مرد) الف ولام کے ساتھ تعریف کی قید اس واسطے ہے کہ الف ولام زائد بھی ہوتا ہے جو محض تحسین کلمات کے لئے آتا ہے اور تعریف کا فائدہ نہیں دیتا مصنف رح اعلام اور معرفہ ندا اور معرفہ بالف لام کی مثالیں لائیں اور مضمرات اور اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ کی مثالیں نہیں لائیں۔ اس لئے کہ ان تینوں کی تفصیل گذر چکی ہے۔ ہفتم قولہ مضاف بیکی از اینہا یعنی وہ اسم نکرہ جو معرفہ بہ ندا کے سوا معرفہ کی پانچ قسموں میں سے کسی ایک کیطرف (اضافت معنویہ کے ساتھ) مضاف ہو

تو وہ بھی معرفہ ہے معرفہ بہ ہذا کو اس واسطے مستثنے کیا کہ اس کیطرف اسم مضاف نہیں ہوتا اسی واسطے مصنف رح اس کی مثال نہیں لائی۔ غُلَامُہٗ اس اسم نکرہ کی مثال ہے جو ضمیر کیطرف مضاف ہے غلام مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ بمعنی اس کا غلام۔ اضافت سے پہلے ہر ایک شخص کے غلام کو غلام کہہ سکتے تھے مگر جب وہ ضمیر کیطرف مضاف ہو گیا تو اب خاص شخص کا غلام ہو گیا۔ غُلَامُ زَیْدٍ یہ علم کیطرف مضاف ہونے کی مثال ہے (زید کا غلام) غلام مضاف زید مضاف الیہ۔ غُلَامُ ہٰذَا اسم اشارہ کیطرف مضاف ہونے کی مثال ہے (اس کا غلام) مضاف ــــ ہذا مضاف الیہ۔ غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ اسم موصول کیطرف مضاف ہونے کی مثال ہے (غلام اس شخص کا جو میرے نزدیک ہے) غلام مضاف الذی موصول عندی مرکب اضافی، یہ ثَابِتٌ مقدر کے متعلق ہو کر صلہ ہوا موصول اپنے صلہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا۔ غُلَامُ الرَّجُلِ معرفہ بالف لام کیطرف مضاف ہونے کی مثال ہے (مرد کا غلام) غلام مضاف الرجل مضاف الیہ۔ قولہ و نکرہ آنست الخ نکرہ لغت میں بمعنی نہ پہچاننا۔ اصطلاح میں وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لئے بنایا گیا ہو جیسے رَجُلٌ (مرد) فَرَسٌ (گھوڑا) پس رَجُلٌ نکرہ ہے ہر ایک مرد کو کہہ سکتے ہیں اسی طرح ہر گھوڑے کو فَرَسٌ کہہ سکتے ہیں۔ مصنف رح کا قول "موضوع باشد برائے چیزے" معرفہ اور نکرہ دونوں کو شامل ہے۔ قولہ غیر معین اس سے معرفہ خارج ہو گیا۔

سَوَالات:۔ ان مثالوں میں معرفہ کے اقسام پہچانو۔ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، اَنْتَ عَبْدِیْ، ھٰذَا کَلَامُ اللّٰہِ، ھٰذِہٖ اُخْتِیْ جَاءَ خَالِدٌ، ھٰٓؤُلَاءِ عَبِیْدٌ یُوْسُفَ رَیْنُ الْکَلَامِ قَدُّ الْقُلُوْبِ۔

قولہ اسم بر دو صنف است الخ قاعدہ ہے کہ جب ایک شئی کی متعدد بار تقسیم کرتے ہیں تو ہر ایک تقسیم میں خاص حیثیت ملحوظ ہوتی ہے جو اس تقسیم کے مناسب ہوتی ہے اور دوسری تقسیم میں وہ معتبر نہیں ہوتی جیسا کہ اس جگہ کیا گیا ہے کہ پہلے اسکی تقسیم باعتبار تعریف و تنکیر کے تھی اور اب اس کی تقسیم باعتبار تذکیر و تانیث کے ہے اور پھر آگے چل کر اسم کی ایک اور تقسیم ہوگی اور وہ اسم کی تقسیم باعتبار وحدت و تثنیہ و جمع کے ہے۔ و علیٰ ہذا القیاس۔ قولہ صنف بمعنی قسم۔ جمع اَصْنَافٌ اور صُنُوْفٌ ہے۔ قولہ مذکر آنست الخ مذکر باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ مصدر تذکیر ہے۔ منتہی الارب اور تاج المصادر میں اس کے یہ معنی لکھے ہیں نصیحت کرنا اور نر کی طرف منسوب کرنا بخلاف تانیث اور حرف کو مذکر کرنا۔ اس جگہ مراد دوسرے یا تیسرے معنی ہیں۔ اور اصطلاح میں وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ ہو جیسے رَجُلٌ (مرد)۔ قولہ و مؤنث آنست الخ۔ مؤنث باب تفعیل سے اسم مفعول ہے مصدر تانیث ہے بمعنی مؤنث کرنا۔ کذا فی تاج المصادر اور اصطلاح میں وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث ہو جیسے اِمْرَاَۃٌ (عورت) اس میں علامت تانیث ۃ ہے۔ قولہ تا چوں طَلْحَۃُ الخ یعنی وہ تا جو لفظوں میں ہو جیسے طَلْحَۃُ میں تا لفظوں میں ہے ایک درخت یا ایک مرد کا نام ہے۔ قولہ الف مقصورہ یعنی وہ الف جو کوتاہ کیا گیا ہو۔ یہ قَصَرَ یَقْصُرُ قَصْرًا (بمعنی روکنا اور کوتاہ کرنا) سے اسم مفعول ہے چونکہ یہ الف کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا ہے لہٰذا اس کو مقصورہ کہتے ہیں جیسے حُبْلٰی میں

الف مقصورہ ہے بمعنی حاملہ عورت قولہ الف ممدودہ بمعنی وہ الف جو دراز کیا گیا ہو یہ مَدَّ یَمُدُّ مَدًّا (بمعنی کھینچنا اور دراز کرنا) سے اسم مفعول ہے چونکہ یہ الف دراز کرکے پڑھا جاتا ہے لہٰذا اس کو ممدودہ کہتے ہیں۔ جیسے حَمْرَاءُ میں ہمزہ سے پیشتر الف ہے (بمعنی سرخ عورت) ان دونوں الفوں میں لفظی فرق یہ ہے کہ الف ممدودہ کے بعد ہمزہ ہوتا ہے اور الف مقصورہ کے بعد نہیں ہوتا اور ایسے اسم مؤنث کو جس میں علامت تانیث لفظوں میں ہو مؤنث قیاسی کہتے ہیں۔

قولہ وتائے مقدرہ الخ یعنی وہ تا جو مقدر اور پوشیدہ ہو لفظوں میں نہ ہو جیسے اَرْضٌ (زمین) میں تائے تانیث مقدر ہے اس لئے کہ یہ اصل میں اَرْضَۃٌ تھا اور اس امر کی دلیل کہ اس کی اصل یہی ہے یہ ہے کہ اس کی تصغیر اُرَیْضَۃٌ آتی ہے اور اس میں تا موجود ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ اصل میں اس میں تا ہے۔ رہا تصغیر کو اس کی اس اصل کے لئے دلیل قرار دینا اس وجہ سے ہے کہ تصغیر اسماء کو اپنی اصل کی طرف لیجاتی ہے یعنی اسماء کی تصغیر میں تمام وہ حروف آجاتے ہیں جو باعتبار اصل ان میں موجود ہوتے ہیں اور ایسے اسم مؤنث کو جس میں تاء تانیث مقدر ہو مؤنث سماعی کہتے ہیں۔ سَمَاعِیٌّ یہ سَمَاعٌ کیطرف نسبت ہے۔ بمعنی سماع والا۔ چونکہ ایسے اسم مؤنث پڑھنے میں قیاس کو کوئی دخل نہیں بلکہ محض اہل زبان سے اس کا مؤنث پڑھنا سنا گیا ہے۔ لہٰذا اس کو سماعی کہتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ علامت تانیث میں سے ملفوظ اور مقدر صرف تا ہوتی ہے اور باقی صرف ملفوظ ہوتی ہیں۔ بطور سہولت چند مؤنثات سماعیہ کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ عَیْنٌ (آنکھ) اُذُنٌ (کان) نَفْسٌ (ذات) دَارٌ (گھر) دَلْوٌ (ڈول) سِنٌّ (دانت) کَفٌّ (ہتھیلی) جَہَنَّمُ (دوزخ) سَعِیْرٌ (دوزخ) عَقْرَبٌ (بچھو) اَرْضٌ (زمین) اِسْتٌ (حلقہ دُبُر) عَضُدٌ (بازو) جَحِیْمٌ (دوزخ) نَارٌ (آگ) عَصًا (لاٹھی) رِیْحٌ (ہوا) لَظٰی (شعلہ) یَدٌ (ہاتھ) فِرْدَوْسٌ (جنت) فُلْکٌ (ناؤ) عَرُوْضٌ (میزان شعر) غَوْلٌ (بھوت) ذِرَاعٌ (کہنی سے انگلیوں تک کے حصے کو کہتے ہیں) ثَعْلَبٌ (لومڑی) مِلْحٌ (نمک) فَاسٌ (کلہاڑا) وَرِکٌ (کولہا) قَوْسٌ (کمان) مَنْجَنِیْقٌ (ڈھینکلی) اَرْنَبٌ (خرگوش) خَمْرٌ (شراب) بِئْرٌ (کنواں) عَیْنٌ (چشمہ) ذَہَبٌ (سونا) تِبْرٌ (سونا) ضَرَبٌ (جو شہد کہ گاڑھا ہو اور سفید ہو) یَنْبُوْعٌ (چشمہ) دِرْعٌ (زرہ) قَدَمٌ (پاؤں) کَبِدٌ (جگر) کَرِشٌ (اوجھڑی) اَفْعٰی (سانپ) شَمْسٌ (سورج) عَقِبٌ (ایڑی) فَرَسٌ (گھوڑا) کَاسٌ (شراب کا پیالہ) سَقَرٌ (دوزخ) حَرْبٌ (لڑائی) ثَدْیٌ (پستان) عَنْکَبُوْتٌ (مکڑی) مُوْسٰی (استرہ) یَمِیْنٌ (داہنا ہاتھ) اِصْبَعٌ (انگلی) رِجْلٌ (پاؤں) سَرَاوِیْلُ (پاجامہ) شِمَالٌ (بایاں ہاتھ) ضَبُعٌ (کفتار) کَتِفٌ (کندھا) سَاقٌ (پنڈلی)۔ یہ سب واجب التانیث[1] ہیں۔ سِلْمٌ (صلح) قِدْرٌ (ہانڈی) مِسْکٌ (مشک)۔۔۔

[1] واجب التانیث سے مراد یہ ہے کہ وہ صرف مؤنث ہی مستعمل ہوتے ہیں۔ ۱۲

حالٌ (کیفیت)، بَیتٌ (گھر)، طریقٌ (راستہ)، فِردَوسٌ (خاک نمناک)، عُنُقٌ (گردن)، لِسانٌ (زبان)، سَماءٌ (آسمان)، سَبِیلٌ (راستہ)، ضُحًی (چاشت)، صَلاحٌ (نیک بختی)، اِنسانٌ (گدھی)، رِحمٌ (بچہ دان)، سِکِّینٌ (چھری)، سِرْوَالٌ (کپڑا)، یہ سب[1] جائز التانیث ہیں۔ مؤنث سماعی کیواسطے کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ صرف سماع اور تتبع محاورات پر منحصر ہے۔ اس جگہ ضوابط نافعہ لکھے جاتے ہیں۔ اعضائے جسمانی جو جفت ہیں مؤنث ہیں مگر خدٌّ (رخسارہ) اور حاجبٌ (ابرو) مذکر ہیں۔ شراب کے تمام نام مؤنث ہیں۔ دوزخ کے تمام نام مؤنث ہیں۔ ہوا کے تمام نام مؤنث ہیں۔ وہ الفاظ جن میں تذکیر وتانیث دونوں جائز ہیں یہ ہیں شہروں کے نام بتاویل موضع مذکر اور بتاویل بُقعَۃٌ مؤنث ہیں حروف تہجی مثلاً ا، ب، ت وغیرہ، حروف عاملہ جیسے مِنْ، اِلٰی وغیرہ۔

قولہ حقیقی آنست الخ حقیقی میں یا نسبتی ہے بمعنی حقیقت والا۔ اصطلاح میں وہ مؤنث ہے جس کے مقابلہ میں نر جاندار ہو جیسے اِمرَأَۃٌ بمعنی عورت کہ اس کے مقابلہ میں رَجُلٌ (مرد) جاندار ہے اسی طرح نَاقَۃٌ بمعنی اونٹنی اس کے مقابلہ میں نر جاندار جَمَلٌ بمعنی اونٹ ہے۔ مؤنث کا حقیقی نام رکھنے کی وجہ اس کی تعریف سے معلوم ہو جاتی ہے اس لئے کہ حقیقۃً مؤنث وہی چیز ہوتی ہے جس کے مقابلہ میں نر جاندار ہو۔

قولہ لفظی آنست الخ لفظی میں یا نسبتی ہے بمعنی لفظ والا۔ اصطلاح میں وہ مؤنث ہے جس کے مقابلہ میں نر جاندار نہ ہو جیسے ظُلْمَۃٌ بمعنی تاریکی کہ اس کے مقابلہ میں اگرچہ نُورٌ ہے لیکن وہ جاندار نہیں ہے اسی طرح قُوَّۃٌ بمعنی طاقت کہ اس کے مقابلہ میں ضُعفٌ ہے لیکن جاندار نہیں ہے چونکہ ان کے مقابلے میں نر جاندار نہ ہونے کی وجہ سے اس میں معنی تانیث نہیں ہوتے بلکہ صرف باعتبار لفظ ہوتے ہیں اس لئے کہ لفظ میں علامت تانیث ہوتی ہے لہٰذا اس کو مؤنث لفظی کہتے ہیں۔

بدانکہ اسم بر سہ صنف ست واحد و مثنی و مجموع۔ واحد آنست کہ دلالت کند

در حالت رفع ۱۲ شرح

بر یکی چوں رَجُلٌ و مثنی آنست کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یا یای ماقبل

ہمچو لا مسلمین ... ۱۲

مفتوح و نون مکسورہ بآخرش بپیوند چوں رَجُلَانِ رَجُلَیْنِ و مجموع آنست کہ دلالت

در ہر سہ حالت ۱۲

کند بر بیش از دو بسبب آنکہ تغیری در واحدش کردہ باشد لفظاً چوں رِجَالٌ

[1] جائز التانیث سے مراد ہے کہ وہ مذکر و مؤنث دونوں مستعمل ہوتے ہیں ۱۲

یا تقدیراً چوں فُلْکٌ کہ واحدش نیز فُلْکٌ است بر وزن قُفْلٌ و جمعش ہم فُلْکٌ
کشتیہا ۱۲

بر وزن اُسْدٌ
جمع اسد یعنی شیر ۱۲

بدانکہ جمع باعتبار لفظ بر دو قسم است جمع تکسیر و جمع تصحیح۔ جمع تکسیر
آنست کہ بنائے واحد درو سلامت نباشد چوں رِجَالٌ و مَسَاجِدُ و ابنیہ جمع تکسیر
در ثلاثی بسماع تعلق دارد و قیاس را درو مجالی نیست اما در رباعی و خماسی
بر وزن فَعَالِلُ آید چوں جَعْفَرٌ و جَعَافِرُ و جَحْمَرِشٌ جَحَامِرُ بحذف حرف خامس۔ و جمع تصحیح
آنست کہ بنائے واحد درو سلامت ماند و آں بر دو قسم ست جمع مذکر و جمع مؤنث
جمع مذکر آنست کہ واو ماقبل مضموم یا یائے ماقبل مکسور و نون مفتوح در آخرش
پیوندد چوں مُسْلِمُوْنَ و مُسْلِمِیْنَ۔ و جمع مؤنث آنست کہ الفی با تائے بآخرش پیوندد
چوں مُسْلِمَاتٌ و بدانکہ جمع باعتبار معنی بر دو نوع ست جمع قلت و جمع کثرت۔
جمع قلت آنست کہ بر کم از دہ اطلاق کنند و او را چہار بنا ست اَفْعُلٌ مثل اَکْلُبٌ و اَفْعَالٌ
چوں اَقْوَالٌ و اَفْعِلَةٌ مثل اَعْوِنَةٌ و فِعْلَةٌ چوں غِلْمَةٌ و دو جمع تصحیح بے الف و لام یعنی
مُسْلِمُوْنَ و مُسْلِمَاتٌ و جمع کثرت آنست کہ بر دہ و بیشتر از دہ اطلاق کنند و ابنیہ
آں ہر چہ غیر ازیں شش بناست۔

قولہ واحداً آنست الخ واحد بمعنی ایک. اصطلاح میں وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ (ایک مرد)
قولہ ومثنّٰی آنست الخ مثنی باب تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی دو کیا ہوا مصدر تَثْنِیَۃٌ ہے بمعنی دو کرنا۔ اصطلاح میں وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے اس سبب سے کہ مفرد کے آخر میں الف اور نون مکسورہ (بحالت رفعی) یا یائے ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ (بحالت نصبی و جری) لاحق ہے جیسے رَجُلَانِ (دو مرد) حالت رفعی کی مثال ہے رَجُلَیْنِ (دو مرد) حالت نصبی و جری کی مثال ہے. قولہ بسبب آنکہ الخ یہ کِلَا و کِلْتَا سے احتراز ہے. کیونکہ یہ دونوں اگرچہ تثنیہ پر دلالت کرتے ہیں لیکن ان کے آخر میں الف و نون اور یا، و نون نہیں ہے لہذا ان کو مثنی نہیں کہیں گے. کِلَا بمعنی ہر دو اور کِلْتَا اس کی مؤنث ہے. قولہ یا یائے ماقبل مفتوح الخ یعنی یا جس کا ماقبل مفتوح ہو اس یا، کا ماقبل اس وجہ سے مفتوح ہوتا ہے تاکہ یہ جمع مذکر سالم حالت نصبی و جری سے ممتاز ہو جائے اس لئے کہ اس وقت اس میں یا، کا ماقبل مکسور ہوتا ہے جیسے مُسْلِمِیْنَ (بکسر میم ثانی) قولہ بآخرش الخ ضمیر شین سے جو مفرد کی طرف لوٹتی ہے اِثْنَانِ (دو عورت) سے احتراز ہے اس لئے کہ یہ اگرچہ تثنیہ پر دلالت کرتے ہیں لیکن ان میں الف و نون ان کے مفرد کے آخر میں لاحق نہیں ہوا۔ اس وجہ سے کہ ان کا مفرد نہیں آتا. قولہ ومجموع آنست الخ مَجْمُوْعٌ اسم مفعول کا صیغہ ہے بروزن مَفْعُوْلٌ بمعنی جمع کیا ہوا. اصطلاح میں وہ اسم ہے جو دو سے زائد پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے واحد میں یا تو لفظاً تغیر کیا گیا ہے جیسے رِجَالٌ (بہت مرد) جمع رَجُلٌ کی ہے. یا تقدیراً جیسے فُلْکٌ بمعنی بہت کشتیاں کہ اس کا مفرد بھی فُلْکٌ ہے. پس جمع اور مفرد کی شکل میں لفظوں میں کچھ فرق نہیں ہے صرف فرق اعتباری ہے وہ یہ کہ جمع کی صورت میں اس کا وزن اُسُدٌ ہوگا. یہ جمع اَسَدٌ بفتحتین کی ہے بمعنی شیر. اور مفرد کی صورت میں اس کا وزن قُفْلٌ ہوگا بمعنی تالا. بخلاف رِجَالٌ کے کہ اس کا واحد رَجُلٌ میں لفظوں میں تغیر کیا گیا ہے بایں طور کہ را، کو کسرہ دیا اور جیم کو فتحہ اور اس کے بعد ایک الف زائد کیا رِجَالٌ ہو گیا۔

جمع کے متعلق چند قواعد:۔ ۱؎ کبھی جمع بناتے وقت مفرد کے الفاظ پر زیادتی کرتے ہیں جس کی وجہ سے حرکتوں میں بھی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے. جیسے رِجَالٌ میں کہ جمع رَجُلٌ کی ہے ۲؎ کبھی جمع کے حرف اور ہوتے ہیں اور واحد کے اور جیسے اِمْرَاَۃٌ کی جمع نِسَاءٌ. اور ذُوْ کی جمع اُولُوْ. اور ایسی جمع کو اصطلاح میں جَمْعٌ مِنْ غَیْرِ لَفْظِہٖ کہتے ہیں. ۳؎ بعض جمع اور واحد کی شکل میں کچھ فرق نہیں ہوتا صرف فرق اعتباری ہوتا ہے جیسے فُلْکٌ کہ اس کا مفرد بھی فُلْکٌ ہے. مفرد کی حالت میں فُلْکٌ کا وزن قُفْلٌ ہوگا اور جمع کی حالت میں اس کا وزن اُسُدٌ ہوگا. (جس کو مصنف نے بھی ذکر کیا ہے) ۴؎ کبھی جمع کی جمع کی جاتی ہے جیسے کَلْبٌ (بمعنی کتا) کی جمع اَکْلُبٌ اَکْلُبٌ کی جمع اَکَالِبُ. اور ایسی جمع کو جمع الجمع کہتے ہیں (بمعنی جمع کی جمع) بعض الفاظ حقیقۃً جمع نہیں ہوتے بلکہ جمع کے معنی میں ہوتے ہیں. اس کی دو قسمیں ہیں ۱؎ اول اسم جنس کہ اس کا اطلاق

ایک پر بھی دو پر بھی اور اس سے زائد پر بھی آتا ہے۔ زائد پر اطلاق ہونے کے اعتبار سے اس کو معنی میں جمع کے کہا گیا ہے۔ اسم جنس کبھی مفرد کے پہلے ۃ لگانے سے بن جاتا ہے جیسے کَمْأَۃٌ اسم جنس کَمْأٌ کا ہے (بمعنی سانپ کی چھتری) اور کبھی مفرد کے آخر ۃ یا یٰ کو حذف کرنے سے بن جاتا ہے جیسے تَمْرٌ اسم جنس تَمْرَۃٌ کا ہے اور رُوْمٌ اسم جنس رُوْمِیٌّ کا ہے۔ دوم اسم جمع اس میں جمعیت کے معنی کا لحاظ ہوتا ہے اور اس کا اطلاق ایک یا دو پر نہیں آتا۔ اسم جمع کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ اس کا واحد نہیں ہوگا جیسے قَوْمٌ وَرَہْطٌ (تین سے زائد آدمیوں کی جماعت کو کہتے ہیں) دوم یہ کہ اس کا واحد اس کی ترکیب سے ہوگا لیکن وہ تو اس کی جمع ہوگی اور وہ نہ اس کا مفرد ہوگا اور اس کا وزن جمع کے اوزان سے خارج ہوگا جیسے رَکْبٌ بمعنی سواروں کی جماعت اسم جمع رَاکِبٌ کا ہے پس وہ نہ تو رَاکِبٌ کی جمع ہے اور نہ راکب اس کا مفرد۔ لیکن اخفش کے نزدیک ایسا اسم جمع جس کا واحد اس کی ترکیب اور اس کے مادہ سے ہے جمع ہے نہ کہ اسم جمع۔ جیسے رکب کہ اس کا واحد راکبٌ اس کے مادہ سے ہے۔

قولہ باعتبار اللفظ الخ اور جمع باعتبار اللفظ یعنی اس اعتبار سے کہ واحد کا وزن جمع میں باقی نہیں۔ دو قسم ہے جمع تکسیر اور جمع تصحیح قولہ جمع تکسیر آنست الخ بر وزن تفعیل (بمعنی توڑنا) اصطلاح میں وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے جیسے رِجَالٌ جمع رَجُلٌ کی ہے پس رِجَالٌ میں را پر کسرہ اور جیم پر فتح اور اس کے بعد الف جمع آجانے سے واحد کا وزن باقی نہیں رہا اور جیسے مَسَاجِدُ جمع مَسْجِدٌ کی ہے پس مَسَاجِدُ میں سین پر فتح اور اس کے بعد الف آجانے سے واحد کا وزن سلامت نہیں۔ بالجملہ اس جمع میں واحد کا وزن ٹوٹ جاتا ہے لہٰذا اس کو جمع تکسیر کہتے ہیں۔ قولہ وابنیۃ تکسیر الخ اَبْنِیَۃٌ بر وزن اَفْعِلَۃٌ جمع بِنَاءٌ کی ہے بمعنی اوزان قولہ چوں جعفر الخ جعفر نام ایک مرد کا (ندی یا نالہ کا) جمع جَعَافِرُ ہے رباعی کی مثال ہے جَحْمَرِشٌ (بمعنی بہت بڑھیا عورت یا بد شکل عورت) جمع جَحَامِرُ ہے پانچویں حرف یعنی شین کے حذف کے ساتھ خماسی کی مثال ہے اس میں پانچویں حرف کو حذف کرنا مشہور مذہب کی بنا پر ہے۔ بعضے اس حرف کو حذف کرتے ہیں جو حرف زوائد (اَلْیَوْمَ تَنْسَاہُ) میں سے ہو۔ جیسے جَحْمَرِشٌ میں سے میم کو حذف کرکے جَحَارِشُ یا اس حرف کو حذف کرتے ہیں جو شبیہ بزائد ہو جیسے فَرَزْدَقٌ سے فَرَازِقُ دال کو حذف کر دیا جو تا کے مشابہ ہے اور تا حروف زوائد میں سے ہے۔ قولہ جمع تصحیح آنست الخ تصحیح بر وزن تفعیل بمعنی درست کرنا اصطلاح میں وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت رہے چونکہ اس میں واحد کا وزن درست اور سلامت رہتا ہے لہٰذا اس کو جمع تصحیح کہتے ہیں اور اس کو جمع سالم بھی کہتے ہیں۔ سالم بصیغۂ اسم فاعل بر وزن فَاعِلٌ لغت میں بمعنی سلامت رہنے والا اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ اول قولہ جمع مذکر آنست الخ جمع مذکر وہ ہے جس کے مفرد کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوح ہو (یہ حالت رفع میں ہے) یا اس کے مفرد کے آخر میں یٰ ماقبل مکسور اور نون مفتوح ملے (یہ حالت نصبی اور جری میں ہے) جیسے

مُسْلِمُوْنَ حالت رفعی کی مثال ہے۔ جمع مُسْلِمٌ کی ہے اور مُسْلِمِیْنَ یہ حالت نصبی وجری کی مثال ہے ان میں مفرد کا وزن سلامت ہے دوم جمع مؤنث وہ ہے جس کے مفرد کے آخر میں الف مع ت کے ملے جیسے مُسْلِمَاتٌ جمع مُسْلِمَۃٌ کی ہے اور جیسے طَلْحَاتٌ جمع طَلْحَۃٌ کی ہے اور زَیْنَبَاتٌ جمع زَیْنَبُ کی ہے۔ قولہ بدانکہ جمع باعتبار معنی الخ۔ جمع کی تقسیم مذکور باعتبار لفظ تھی۔ اب مصنف جمع کی تقسیم باعتبار معنی کے کرتے ہیں پس جمع باعتبار معنی یعنی اس اعتبار سے کہ جمع کسی خاص تعداد پر بولی جاتی ہے یا بغیر کسی تعین عدد کے دو قسم پر ہے۔ جمع قلت اور جمع کثرت قولہ جمع قلت آنست الخ۔ قلت مصدر ہے لغت میں بمعنی کم ہونا اصطلاح میں وہ ہے جس کا اطلاق دس سے کم پر کریں یعنی تین سے لیکر نو تک۔ لیکن شرح جامی اور رضی وغیرہ میں جمع قلت کا اطلاق تین سے دس تک بتلایا ہے چونکہ اس کا اطلاق قلیل تعداد پر آتا ہے لہٰذا اس کو جمع قلت کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں اول جمع مکسر۔ اس کے چار وزن ہیں اول اَفْعُلٌ جیسے اَکْلُبٌ جمع کَلْبٌ کی ہے (کتا) دوم اَفْعَالٌ جیسے اَقْوَالٌ جمع قَوْلٌ کی ہے بمعنی سخن) سوم اَفْعِلَۃٌ جیسے اَحْوِنَۃٌ جمع خِوَانٌ کی ہے (بمعنی میانہ سال ہر چیزے) چہارم فِعْلَۃٌ جیسے غِلْمَۃٌ جمع غُلَامٌ کی ہے ؎ جمع قلت را چہار ست امثلہ ؛ اَفْعُلٌ، اَفْعَالٌ، فِعْلَۃٌ، اَفْعِلَۃٌ

دوم جمع تصحیح۔ یہ اپنی دونوں قسموں مذکر اور مؤنث کے جبکہ اس پر الف ولام نہ ہو تو جمع قلت کے معنی میں آتی ہے جیسے مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمَاتٌ لیکن جب ان پر الف ولام جنس کا داخل ہوگا تو جنس مراد ہوگی اور اگر استغراق کا داخل ہو تو تمام افراد مقصود ہوں گے جیسے آیت اَلْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ الخ پس جمع قلت کے کل چھ وزن ہوئے۔ قولہ جمع کثرت آنست الخ۔ کثرت مصدر ہے بمعنی زیادہ ہونا۔ اصطلاح میں وہ ہے جس کا دس پر یا دس سے زائد پر اطلاق کریں۔ لیکن شرح جامی اور رضی وغیرہ میں ہے کہ جمع کثرت کا اطلاق گیارہ یا گیارہ سے زائد پر آتا ہے اس کا اطلاق چونکہ کثیر تعداد پر آتا ہے لہٰذا اس کو جمع کثرت کہتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ کبھی بطریق مجاز ایک کو دوسرے کی جگہ (باوجود دوسرے پائے جانے کے) استعمال کر لیتے ہیں۔ جیسے آیت ثَلٰثَۃَ قُرُوْءٍ (تین حیض یا تین طہر) اس قُرُوْءٌ جمع کثرت ہے مفرد قُرْءٌ ہے یعنی حیض اور طہر، یہ لغت اضداد میں سے ہے اور جمع قلت کی جگہ مستعمل ہوا ہے۔ حالانکہ اس کی جمع قلت اَقْرَاءٌ موجود ہے۔

سوالات:۔ ان مثالوں میں بتاؤ کہ کونسی جمع تکسیر ہے اور کونسی جمع تصحیح اور پھر جمع تصحیح کی کونسی قسم ہے جمع مذکر یا جمع مؤنث اور یہ بھی بتاؤ کہ کونسی جمع قلت ہے اور کونسی جمع کثرت؟

رُسُلٌ، زَیْدُوْنَ، قَانِتَاتٌ، مُصْطَفَوْنَ، عُلَمَاءُ، اَصَابِعُ، اَبْیَاتٌ، مُصْطَفَیْنَ، اَلصّٰلِحَاتُ، مُتَّقُوْنَ، دَرَاهِمُ، اَغْرِبَۃٌ، غِزْلَۃٌ، کُمُوْتٌ، اَعْلَوْنَ، اَفْطَارٌ، اَغْنِیَاءُ۔

فصل بدانکہ اعراب اسم سہ است رفعؔ ونصبؔ وجرؔ اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب بر شانزدہ قسم ست اول مفرد منصرف صحیح چوں زَیْدٌ دوم مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح چوں دَلْوٌ سوم جمع مکسر منصرف چوں رِجَالٌ رفع شاں بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجر بکسرہ چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ و رَأَیْتُ زَیْدًا وَدَلْوًا وَرِجَالًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَدَلْوٍ وَرِجَالٍ چہارم جمع مؤنث سالم رفعش بضمہ باشد ونصب وجر بکسرہ چوں ھُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

حرکت باشد یا حرف ۱۲ قائم مقام ۱۲ در قبول اعراب ۱۲

قولہ اعراب اسم الخ۔ اسم کے تین اعراب ہیں رفعؔ اور نصبؔ اور جرؔ پس رفع اس امر کی علامت ہے کہ شئے مرفوع یا تو فاعل ہے یا ملحق بفاعل ہے اور وہ نائب فاعل ہے اور مبتدا اور خبر اور اسم کان اور خبر لائے نفی جنس اور اسم ما ولا مشبہ بلیس، اور نصب اس امر کی علامت ہے کہ شئے منصوب مفعول ہے یا ملحق بمفعول اور وہ تمیز ہے اور حال اور خبر کان اور ان کے امثال جو منصوب ہوتے ہیں اور جر اس امر کی علامت ہے کہ شئے مجرور مضاف الیہ ہے اور مجرور بحرف جر بھی حقیقت میں مضاف الیہ ہے لیکن مجرور بحرف جر کو عرف میں مضاف الیہ نہیں کہتے بلکہ مجرور کہتے ہیں۔ اور رفع وہ حرکت اور وہ حرف ہے جو فاعل یا ملحق بفاعل کے آخر میں ان کے معمول ہونے کے وقت ہو۔ اور نصب وہ حرکت اور وہ حرف ہے جو مفعول یا ملحق بمفعول کے آخر میں ان کے معمول ہونے کے وقت ہو۔ اور جر وہ حرکت اور وہ حرف ہے جو مضاف الیہ کے آخر میں ان کے معمول ہونے کے وقت ہو۔

اسم متمکن کی باعتبار وجوہ اعراب سولہ قسمیں ہیں جن کے اعراب نو قسم کے ہوتے ہیں جاننا چاہیئے کہ اعراب کبھی لفظی ہوتا ہے اور کبھی تقدیری چونکہ ان دونوں میں اصل اعراب لفظی ہے لہذا مصنف پہلے اس کے عمل کا بیان فرماتے ہیں اور اعراب لفظی کبھی بحرکت ہوتا ہے یعنی پیش اور زبر اور زیر سے کبھی بحرف یعنی واؤ، الف اور یا سے۔ اور

پھر ان دونوں میں اصل اعراب بحرکت ہے لہٰذا مصنفؒ پہلے اعراب لفظی بحرکت کا محل بتلاتے ہیں۔ قولہ مفرد منصرف صحیح الخ یعنی وہ اسم جو مفرد ہو تثنیہ اور جمع نہ ہو منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو (ان دونوں کی تعریفیں آگے آتی ہیں)، صحیح ہو غیر صحیح نہ ہو، اور صحیح اصطلاح نحات میں وہ لفظ ہے جس کے لام کلمہ میں حرف علت نہ ہو، فا یا عین کلمہ میں ہو یا نہ ہو جیسے قولہ زَیْدٌ کہ یہ مفرد بھی ہے اور منصرف بھی اور صحیح بھی۔ قید صحیح سے اسمائے ستہ مکبرہ میں سے سوائے فَمٌ کے سب خارج ہو گئے اس لئے کہ یہ اگرچہ مفرد منصرف ہیں لیکن صحیح نہیں ہیں اور ان کا اعراب جبکہ یہ یائے متکلم کی طرف مضاف نہ ہوں بحرف ہوتا ہے جیسا کہ آگے آتا ہے۔ رہا فَمٌ کہ اس کا اعراب بھی اگرچہ بحرف ہوتا ہے لیکن چونکہ یہ باصطلاح نحات صحیح ہے لہٰذا وہ اس قید سے خارج نہیں ہوگا اور یہ اصل میں فَوْہٌ تھا۔ قولہ جاری مجرائے صحیح الخ جاری اسم فاعل ہے جَرٰی یَجْرِیْ جَرْیًا بمعنی چلنا اور مجریٰ اسی سے اسم ظرف ہے معنی یہ ہیں کہ چلنے والا جگہ میں چلنے صحیح کے یعنی قائم مقام صحیح کے۔ اور اصطلاح نحات میں اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے لام کلمہ میں واو یا یا ہو اور اس کا ماقبل ساکن جیسے قولہ دَلْوٌ (ڈول) اور ظَبْیٌ (ہرن) اور یہ قائم مقام صحیح کے اس وجہ سے ہیں کہ یہ صحیح کی طرح تعلیل کو قبول نہیں کرتے۔ اس لئے کہ اس حرف علت پر جس کا ماقبل ساکن ہو حرکت ثقیل نہیں ہوتی۔ قولہ جمع مکسر منصرف الخ یعنی وہ جمع جو مکسر ہو صحیح نہ ہو (اس لئے کہ جمع دو قسم کی ہوتی ہے مکسر صحیح اور صحیح کا اعراب اور ہے جیسا کہ آگے آتا ہے) اور منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو کیونکہ جمع مکسر دو قسم پر ہوتی ہے اول منصرف جیسے رِجَالٌ۔ دوم غیر منصرف جیسے مَسَاجِدُ۔ اور جمع مکسر غیر منصرف کا اعراب اور ہے جیسا کہ عنقریب آئیگا جیسے قولہ رِجَالٌ جمع رَجُلٌ کی ہے جمع مکسر بھی ہے اور منصرف بھی۔

قولہ رفع شان بضمہ بانسما الخ پس ان تینوں قسموں کے اسماء کا رفع یعنی اس حالت میں جبکہ رفع دینے والا عامل ان کو رفع دے ضمہ کے ساتھ ہوگا اور ان کا نصب یعنی اس حالت میں کہ نصب دینے والا ان کو نصب دے فتحہ کے ساتھ ہوگا اور ان کا جر یعنی اس حالت میں جب کہ جر دینے والا عامل ان کو جر دے کسرہ کے ساتھ ہوگا جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ میں زَیْدٌ اور دَلْوٌ اور رِجَالٌ کو جاء فعل نے بنا بر فاعلیت رفع دیا پس اس وقت یہ حالت رفع میں ہیں لہٰذا ان کا اعراب ضمہ کے ساتھ ہے۔

ترکیب:۔ جاء فعل، ن وقایہ کا، ی متکلم مفعول بہ، زید اس کا فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (زید میرے پاس آیا) اسی طرح جَاءَنِیْ دَلْوٌ اور جَاءَنِیْ رِجَالٌ کی بھی ترکیب ہے اور رَأَیْتُ زَیْدًا وَدَلْوًا وَرِجَالًا میں زَیْدًا اور دَلْوًا اور رِجَالًا کو رَأَیْتُ فعل نے بنا بر مفعولیت نصب دیا پس یہ اس وقت حالت نصب میں ہیں لہٰذا ان کا اعراب فتحہ کے ساتھ ہے۔

ترکیب۔ رَأَیْتُ فعل، تُ ضمیر اس کا فاعل زَیْدًا اس کا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے

مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (میں نے زید کو دیکھا) اسی طرح رَأَیْتُ دَلْوَا اور رَأَیْتُ رِجَالًا کی ترکیب ہے اور مَرَرْتُ بِزَیْدٍ دَلْوٍ وَرِجَالٍ میں زیدا اور دلوا اور رجال کو با حرف جر نے جر دیا پس اس وقت یہ حالت جر میں ہیں۔ لہذا ان کا اعراب کسرہ کے ساتھ ہے۔ ترکیب: مَرَرْتُ فعل، تُ ضمیر مرفوع متصل اس کا فاعل، ب حرف جار، زید مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر فعل کے متعلق ہوا، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (میں زید کے پاس سے گذرا) اسی طرح مَرَرْتُ بِدَلْوٍ اور مَرَرْتُ بِرِجَالٍ کی بھی ترکیب ہے۔

قولہ جمع مؤنث سالم الخ یعنی وہ جمع جو مؤنث سالم ہو نہ کہ مذکر سالم۔ اس لئے کہ اس کا اعراب اور ہے جیسا کہ آگے آتا ہے پس اس کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ ہوگی اور حالت نصبی وجری کسرہ کے ساتھ ان میں نصب تابع جر کے ہے کیونکہ جمع مؤنث سالم فرع جمع مذکر سالم کی ہے اور جمع مذکر سالم میں نصب تابع جر ہے لہذا اس کی فرع میں بھی ایسا ہی کیا۔ قولہ هُنَّ مُسْلِمَاتٌ (وہ مسلمان عورتیں ہیں) مُسْلِمَاتٌ جمع مُسْلِمَةٌ کی ہے حالت رفع کی مثال ہے ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب کی مبتدا، مُسْلِمَاتٌ خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اس میں مُسْلِمَاتٌ مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے اس لئے کہ مبتدا کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے۔ رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ (میں نے مسلمان عورتوں کو دیکھا) حالت نصب کی مثال ہے مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ (میں مسلمان عورتوں کے پاس سے گذرا) حالت جر کی مثال ہے۔

پنجم غیر منصرف و آں اسمی ست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد۔ اسباب منع صرف نہ است عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل و الف و نون زائدتان چوں عُمَرُ و اَحْمَرُ و طَلْحَۃُ و زَیْنَبُ و اِبْرَاهِیْمُ و مَسَاجِدُ و مَعْدِیْ کَرِبُ (نام شخصی ۱۲) و اَحْمَدُ و عِمْرَانُ (نام شخصی ۱۲) رفعش بضمہ باشد و نصب و جر بفتحہ چوں جَاءَ عُمَرُ و رَأَیْتُ عُمَرَ و مَرَرْتُ بِعُمَرَ۔

قولہ غیر منصرف الخ بمعنی نہ پھرنے والا اور لفظ منصرف اسم فاعل ہے مصدر اِنْصِرَاف ہے بمعنی پھرنا اصطلاح میں وہ اسم معرب ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے (یعنی ان اسباب میں سے جو اسم کو منصرف ہونے سے روکتے ہیں) دو سبب ہوں۔ یا ایک سبب جو دو سبب کے قائم مقام ہو اور منع صرف کے لغوی معنی پھرنے اور متغیر ہونے سے روکنا اور اصطلاحی معنی اسم کو منصرف ہونے سے روکنا اور غیر منصرف کا حکم اور اثر یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین

نہیں آتی پس بحالت جر وہ مفتوح ہوتا ہے جیسے جَاءَنِیْ اَحْمَدُ وَرَاَیْتُ اَحْمَدَ (دونوں بغیر تنوین) وَمَرَرْتُ بِاَحْمَدَ (بفتح دال بغیر تنوین) اور منصرف وہ اسم معرب ہے جس میں نہ تو اسباب منع صرف میں سے دو سبب ہوں اور نہ ایک جو دو کے قائم مقام ہو اور اس کا حکم اور اثر یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین آتی ہے جیسے زَیْدٌ اور متقدمین نے ان دونوں کی تعریف اس طرح کی ہے کہ غیر منصرف وہ اسم معرب ہے جس پر کسرہ اور تنوین نہ آتے ہوں اور منصرف وہ اسم معرب ہے جس پر کسرہ اور تنوین آتے ہوں۔ منصرف اسم فاعل ہے لغت میں بمعنی پھرنے والا۔ چونکہ یہ تینوں حرکتوں اور تنوین کی طرف پھر جاتا ہے لہٰذا اس کو منصرف کہتے ہیں۔ اور پہلا چونکہ تینوں حرکتوں اور تنوین کی طرف نہیں پھرتا بلکہ صرف ضمہ اور فتحہ کی طرف پھرتا ہے لہٰذا اس کو غیر منصرف کہتے ہیں

اور اسباب منع صرف (یعنی وہ اسباب جو اسم کو منصرف ہونے سے روکتے ہیں) نو ہیں۔ اول عدل لغت میں بمعنی پھیرنا لیکن یہاں عدل مصدر مجہول ہے یعنی معدولیت اسم بمعنی اسم کا معدول ہونا اور معدولیت اصطلاح میں اسم کے اس کے اصلی صیغہ سے بغیر کسی قاعدۂ صرفی کے نکلنے کو کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں اول عدل تحقیقی وہ ہے جس میں غیر منصرف ہونے کے علاوہ دوسری اور بھی دلیل اس کے اصلی صیغہ سے نکلنے کی موجود ہو جیسے ثُلٰثُ وَمَثْلَثُ۔ ہر ایک کے معنی تین تین کے ہیں اور قیاس یہ تھا کہ ان کے معنی صرف تین ہوتے اس لئے کہ لفظ مکرر نہیں لیکن چونکہ معنی کا تکرار لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ معنی کا تکرار بدون تکرار لفظ نہیں ہوتا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ اصل میں ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ تھے اور اس سے ثُلٰثُ وَمَثْلَثُ بنائے گئے ہیں ان میں پہلا سبب عدل ہے اور دوسرا سبب وصف۔ دوم عدل تقدیری وہ ہے جس میں سوائے غیر منصرف استعمال ہونے کے کوئی اور دلیل اس کے اصلی صیغہ سے نکلنے کی موجود نہ ہو۔ جیسے عُمَرُ سو کہ یہ عرب میں غیر منصرف استعمال ہوتا تھا اور سوائے علمیت کے کوئی اور دوسرا سبب منع صرف کا اس میں نہ تھا لہٰذا انہوں نے اس کو فرضاً عامر سے معدول مان لیا اس میں ایک سبب عدل ہے اور دوسرا سبب علم۔

دوم وصف، اسم کا کسی ایسی ذات پر دلالت کرنے والا ہونا جس میں کسی صفت کا لحاظ ہو لیکن منع صرف کے سبب بننے کے لئے اس میں وصف کا اصل وضع میں ہونا شرط ہے جیسے اَحْمَرُ، بمعنی وہ ذات مرد جس میں صفت حمرت ہو۔ یعنی سرخ رنگ کا مرد۔ اس میں ایک سبب وصف ہے اور دوسرا سبب وزن فعل اور چونکہ اس میں وصف اصلی معتبر ہے نہ کہ وصف عارضی لہٰذا مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ میں اَرْبَعٍ منصرف ہوگا (گو اس وقت اس میں وصف اور وزن فعل پائے جا رہے ہیں) اس لئے کہ اَرْبَعٌ اصل میں عدد کے لئے وضع کیا گیا ہے نہ کہ وصفیت کے لئے۔ اور اس ترکیب میں اگرچہ وہ نِسْوَةٌ کی صفت واقع ہے لیکن یہ صفت عارضی ہے نہ کہ اصلی۔

سوم تانیث، اسم کا مؤنث ہونا، پس اگر تانیث تائے لفظی کے ساتھ ہے تو اس وقت اس کا منع صرف کے سبب بننے کے لئے اسم مؤنث کا علم ہونا شرط ہے جیسے طَلْحَةُ (ایک مرد کا نام ہے) اس میں دوسرا سبب علمیت

اور اگر تانیث معنوی ہے تو اس میں اسم مؤنث کا عَلَم ہونا اور پھر بایں معنی اس کا یا تو تین حروف سے زائد ہونا جیسے زَیْنَبُ (ایک عورت کا نام ہے) یا اسکے درمیانی حرف کا متحرک ہونا اگر وہ سہ حرفی ہے جیسے سَقَرُ (دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے) یا اس کا عجمہ ہونا جیسے مَاہُ اور جُوْرُ (دو شہروں کے نام ہیں) شرط ہے۔ دوسرا سبب علمیت ہے۔ اور اگر تانیث الف ممدودہ یا الف مقصورہ کے ساتھ ہے تو اس وقت اس کے لئے منع صرف کے سبب بننے کیلئے کوئی شرط نہیں ہے اور یہ دونوں تانیث دو سبب کے قائمقام ہوتی ہیں جیسے حَمْرَاءُ (سرخ رنگ کی عورت) اور حُبْلٰی (حاملہ عورت)

چہارم معرفہ یعنی اسم کا معرفہ ہونا بشرطیکہ وہ عَلَم کے ضمن میں پایا جاوے جیسے زَیْنَبُ اس میں ایک سبب معرفہ مع اپنی شرط علمیت کے ہے اور دوسرا سبب تانیث معنوی ہے۔

پنجم عجمہ، لفظ کا ان الفاظ میں سے ہونا جن کو غیر عرب نے وضع کیا ہو لیکن اس میں اسم عجمی کا لغت عجم میں ہونا اور بایں طور اس کا یا تو تین حرف سے زائد ہونا جیسے اِبْرَاہِیْمُ یا درمیانی حرف کا متحرک ہونا اگر وہ سہ حرفی ہے جیسے شَتَرُ (ایک قلعہ کا نام ہے) شرط ہے پس ابراہیم میں ایک سبب عجمہ مع اپنی شرط علمیت کے اور زیادت بر سہ حرف کے پایا جاتا ہے اور اس میں دوسرا سبب علمیت ہے۔

ششم جمع، یہ سبب دو سبب کے قائمقام ہوتا ہے لیکن اس کے دو سبب قائمقام ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ منتہی الجموع کا صیغہ ہو۔ اور اس کے آخر میں تائے تانیث نہ ہو جو حالت وقف میں ہا ہو جاتی ہے اور صیغہ منتہی الجموع وہ ہے جس کا پہلا اور دوسرا حرف مفتوح ہو اور تیسرا الف اور چوتھا حرف مکسور ہو اور اس کے بعد پانچواں حرف آخری ہو جیسے مَسَاجِدُ اور اَمَاعِزُ اور دَوَابُّ یا پانچواں حرف یائے ساکن ہو اور اس کے بعد چھٹا حرف آخری ہو جیسے مَصَابِیْحُ اور قَنَادِیْلُ ملیس فَرَازِنَۃٌ جو جمع فرزان بکسر فا کی ہے (بمعنی شطرنج میں جو وزیر ہوتا ہے) اور اَشَاعِرَۃٌ منصرف ہیں۔ اس لئے کہ ان کے آخر میں تائے مذکور ہے۔

ہفتم ترکیب، دو یا دو سے زائد کلموں کا بغیر کسی حرف کے جز ہونے کے ایک ہونا ہے لیکن منع صرف کے سبب بننے کے لئے اس کا عَلَم ہونا اور اس کا ترکیب اضافی اور اسنادی نہ ہونا شرط ہے جیسے مَعْدِیْ کَرِبُ (ایک مرد کا نام ہے) معدی اور کرب دو اسم ہیں ان کو ایک کر لیا گیا ہے اس میں دوسرا سبب علمیت ہے۔ بغیر کسی حرف کے جز ہونے کی قید سے بَصْرِیٌّ جیسا کہ جب کسی کا علم ہو خارج ہو گیا اس لئے کہ یہ بصرہ اسم اور یٰ حرف سے مرکب ہے اور یٰ اس کا جز ہے ورنہ اگر قید مذکور نہ ہوتی تو ترکیب کی تعریف مع اپنی شرطوں کے اس پر صادق آتی اور غیر منصرف ہو جاتا حالانکہ یہ منصرف ہے۔

ہشتم وزن فعل، اسم کا فعل کے وزن پر ہونا لیکن منع صرف کے سبب بننے کے لئے اس میں دو شرطوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔ یا تو وہ وزن لغت عربیہ میں فعل کے ساتھ خاص ہو اور اسم میں نہ پایا جاتا ہو مگر اس وقت کہ وہ فعل سے اسم کی طرف نقل کیا گیا ہو جیسے شَمَّرَ یہ باب تفعیل سے ماضی کا صیغہ ہے اور یہ

وزن فعل کے ساتھ ہے مصدر تَشْمِیر ہے (بمعنی دامن اٹھانا) اس کو فعل سے اسم کی طرف نقل کرکے گھوڑے کا نام رکھدیا۔ اس میں ایک سبب وزن فعل ہے اور دوسرا علمیت۔ یا وہ اگر وزن فعل کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اسم اور فعل مشترک ہے تو اس کے اول میں حروف مضارع یعنی اَتَیْنَ میں سے کوئی ایک حرف ضرور رہو۔ اور نیز وہ وزن فعل آخر میں تا کو نہ قبول کرتا ہو جیسے اَحْمَدُ (ایک مرد کا نام ہے) اور تَغْلِبُ (ایک قبیلے کا نام ہے) اور یَشْکُرُ (ایک قبیلے کا نام ہے) اور نَرْجِسُ (ایک قسم گھاس کا نام ہے) ان میں دوسرا سبب علمیت ہے اور یَعْمَلٌ میں اگرچہ ایک سبب وصف اور دوسرا سبب وزن فعل بھی ہے اس لئے کہ اس کے اول میں حرف اَتَیْنَ میں سے یا ہے لیکن چونکہ وہ تائے تانیث کو قبول کرتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ نَاقَةٌ یَعْمَلَةٌ (اونٹنی جو بار برداری اور چلنے میں قوی ہو) لہٰذا وہ منصرف ہے۔

نہم قولہ الف ونون زائدتان (الف اور نون زائد ہونے والے) اگر یہ اسم کے آخر میں ہوں (اور اسم سے یہاں مراد وہ ہے جو صفت کے مقابلہ میں واقع ہوتا ہے نہ وہ جو فعل اور حرف کے مقابلہ میں آتا ہے) تو اس وقت ان کا منع صرف کے سبب بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ علم کے آخر میں ہوں جیسے عُمْرَانُ اس میں دوسرا سبب علمیت ہے اور اگر یہ صفت کے آخر میں ہوں تو اس وقت شرط یہ ہے کہ اس صفت کے مؤنث میں ت نہ آتی ہو جیسے سَکْرَانُ (نشے والا مرد) اس میں دوسرا سبب وصف ہے اس کا مؤنث سَکْرٰی آتا ہے اور نَدْمَانٌ (بمعنی مصاحب اور ہم نشین) منصرف ہے لیکن اس کا مؤنث نَدْمَانَةٌ آتا ہے لیکن نَدْمَانُ (بمعنی پشیمان) غیر منصرف ہے اس لئے کہ اس کا مؤنث نَدْمٰی آتا ہے اور اس میں ت نہیں ہے۔ قولہ رفعش بضمہ باشد الخ اسم غیر منصرف کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ ہوگی جیسے جَاءَ عُمَرُ (عمر بضمہ را بغیر تنوین) جا فعل ماضی عُمَرُ اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا قولہ ونصب وجر بفتحہ الخ اور حالت نصبی وجری فتحہ کے ساتھ اس میں جر تابع نصب ہے جیسے رَأَیْتُ عُمَرَ (بفتح را) حالت نصبی کی مثال ہے۔ رأیت فعل با فاعل، عمر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ و مَرَرْتُ بِعُمَرَ (بفتح را) حالت جری کی مثال ہے مررت فعل با فاعل، ب حرف جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: غیر منصرف پر جب الف ولام آوے یا مضاف واقع ہو تو اس وقت اس پر کسرہ آجاتا ہے جیسے ذَہَبْتُ اِلٰی مَسَاجِدِکُمْ اور ذَہَبْتُ اِلَی الْمَسَاجِدِ۔

ششم اسمائے ستہ مکبرہ وقتیکہ مضاف باشند بغیر یائے متکلم چوں اَبٌ و اَخٌ و حَمٌ و ھَنٌ و فَمٌ و ذُو مَالٍ رفع شاں بواو باشد ونصب بالف وجر بیا چوں جَاءَ اَبُوْکَ و رَأَیْتُ اَبَاکَ و

مَرَرْتُ بِأَبِيْكَ ہفتم مثنیٰ چوں رَجُلَانِ ہشتم کِلَا و کِلْتَا مضاف بمضمر نہم اِثْنَانِ و اِثْنَتَانِ
رفع شاں بالف باشد و نصب و جر بیای ما قبل مفتوح چوں جَاءَ رَجُلَانِ وَ کِلَاهُمَا و اِثْنَانِ
وَ رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَ كِلَيْهِمَا و اِثْنَيْنِ وَ مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَ كِلَيْهِمَا و اِثْنَيْنِ دہم جمع مذکر سالم
چوں مُسْلِمُوْنَ یازدہم اُولُوْ وازدہم عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ رفع شاں بواو ما قبل مضموم
باشد و نصب و جر بیای ما قبل مکسور چوں جَاءَ مُسْلِمُوْنَ وَ اُولُوْ مَالٍ وَ عِشْرُوْنَ رَجُلًا وَ رَأَيْتُ
مُسْلِمِيْنَ وَ اُولِيْ مَالٍ وَ عِشْرِيْنَ رَجُلًا وَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَ اُولِيْ مَالٍ وَ عِشْرِيْنَ رَجُلًا۔ سیزدہم
اسم مقصور و آں اسمی ست کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چوں مُوْسٰی چہاردہم غیر
جمع مذکر سالم مضاف بیای متکلم چوں غُلَامِيْ رفع شاں بتقدیر ضمہ باشد و نصب
بتقدیر فتحہ و جر بتقدیر کسرہ و در لفظ ہمیشہ یکساں باشد چوں جَاءَ مُوْسٰی وَ غُلَامِيْ
وَ رَأَيْتُ مُوْسٰی وَ غُلَامِيْ وَ مَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَ غُلَامِيْ۔ پانزدہم اسم منقوص و آں اسمی
کہ آخرش یای ما قبل مکسور باشد چوں قَاضِيْ رفعش بتقدیر ضمہ باشد و نصبش بفتحہ
لفظی و جرش بتقدیر کسرہ چوں جَاءَ الْقَاضِيْ وَ رَأَيْتُ الْقَاضِيَ وَ مَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ شانزدہم
جمع مذکر سالم مضاف بیای متکلم چوں مُسْلِمِيَّ رفعش بتقدیر واو باشد و نصب و جرش
بیای ما قبل مکسور چوں هٰؤُلَاءِ مُسْلِمِيَّ کہ در اصل مُسْلِمُوْنَ بود نون باضافت ساقط شد
مثال حالت رفعی ۱۲
واو با جمع شدہ بودند و سابق ساکن بود واو را بیا بدل کردند و یا را در یا ادغام کردند
مُسْلِمِيَّ شد ضمہ میم را بکسرہ بدل کردند۔ وَ رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ۔ وَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ۔
مثال حالت نصب ۱۲ مثال حالت جر ۱۲

قولہ اسمائے ستۃ مکبرۃ الخ: یہاں سے مصنف رحمہ اعراب لفظی بحرف کا محل تبلاتے ہیں۔ اسماء جمع اسم کی ہے ستۃ بمعنی چھ، مکبرۃ، یہ مصغرۃ کی ضد ہے باب تفعیل سے اسم مفعول ہے۔ بمصدر تکبیر ہے بمعنی کسی چیز کو بڑا کرنا یعنی ایسے چھ اسم جن کی تصغیر نہ ہوئی ہو۔ اور یائے متکلم کے علاوہ کسی اور کی طرف مضاف ہوں۔ اس وقت ان کا رفع واؤ سے ہوگا اور نصب الف سے اور جر یاء سے جیسے جَاءَ اَبُوْكَ حالت رفعی کی مثال ہے (تیرا باپ آیا) جاء فعل ابو مضاف، ک ضمیر مجرور مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا فعل کا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ رَاَیْتُ اَبَاكَ حالت نصبی کی مثال ہے (میں نے تیرے باپ کو دیکھا) رأیت فعل با فاعل، ابا مضاف، ک ضمیر مجرور مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول ہوا فعل کا۔ مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ حالت جری کی مثال ہے (میں تیرے باپ کے پاس سے گذرا) مررت فعل با فاعل با حرف جار ابی مضاف ک ضمیر مجرور مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا جار کا، جار اپنے مجرور سے متعلق ہوا فعل کا اور اگر یہ مکبرۃ ہوں یا مصغر اور کسی کی طرف مضاف نہ ہوں تو اس وقت ان کا اعراب بحرکت ہوگا جیسے جَاءَ اَبٌ وَرَاَیْتُ اَبًا وَمَرَرْتُ بِاَبٍ اور جیسے جَاءَ اُبَیٌّ وَرَاَیْتُ اُبَیًّا وَمَرَرْتُ بِاُبَیٍّ اور اُبَیٌّ تصغیر اَبٌ کی ہے اصل میں اُبَیْوٌ بروزن فُعَیْلٌ تھا۔ واؤ کو یاء کر کے یاء کو یاء میں ادغام کر دیا۔ اُبَیٌّ ہوا اور اگر مصغر ہوں اور یائے متکلم کے علاوہ کسی اور کی طرف مضاف ہوں تو اس وقت بھی ان کا اعراب بحرکت ہوگا جیسے جَاءَ اُبَیُّكَ وَرَاَیْتُ اُبَیَّكَ وَمَرَرْتُ بِاُبَیِّكَ۔ اور یہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو خواہ مکبرۃ ہوں خواہ مصغر ہر حالت میں اعراب بحرکت تقدیری ہوگا جیسے جَاءَ اَبِیْ وَرَاَیْتُ اَبِیْ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْ وجاء اُبَیَّ وَرَاَیْتُ اُبَیَّ وَمَرَرْتُ بِاُبَیَّ اور اسمائے ستہ مکبرۃ یہ ہیں۔ اَبٌ (باپ) اَخٌ (بھائی) حَمٌ (عورت کے رشتہ دار خاوند کے خاندان کے دیور وسسر وغیرہ) هَنٌ (عورت یا مرد کی شرمگاہ) یہ سب ناقص واوی ہیں۔ اصل میں اَبَوٌ اور اَخَوٌ اور حَمَوٌ اور هَنَوٌ تھے۔ واؤ کو خلاف قیاس حذف کر دیا۔ فَمٌ (دہن) یہ اجوف واوی ہے۔ اصل میں فَوْهٌ تھا۔ ہ کو خلاف قیاس حذف کر دیا۔ اس کے واؤ غیر حالت اضافت میں میم سے بدل جاتا ہے جیسے فَمٌ۔ اور حالت اضافت میں بدستور رہتا ہے جیسے فُوْكَ ذُوْ (صاحب) یہ لفیف مقرون ہے اصل میں ذَوَوٌ تھا آخری واؤ کو حذف کر دیا اور بعض کے نزدیک یہ اصل میں ذَوَیٌ تھا۔ بدلیل ذَوَیَانِ وذَوَیَاتٌ۔ یہ ہمیشہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ اسی واسطے مصنف رحمہ اس کو اسم جنس کی طرف مضاف کر کے لائے ہیں۔ اور کبھی بطریق شذوذ ضمیر کی طرف بھی مضاف ہو جاتا ہے لیکن بغیر اضافت کبھی مستعمل نہیں۔

قولہ کلا وکلتا الخ ان کا اعراب بحرف (جس کو مصنف رحمہ آگے بیان فرما رہے ہیں) اس وقت ہوگا جبکہ یہ ضمیر کی طرف مضاف ہوں، لیکن جب کہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو اس وقت ان کا اعراب بحرکت تقدیری ہوگا جیسے جَاءَ كِلَا الرَّجُلَيْنِ وَرَاَیْتُ كِلَا الرَّجُلَيْنِ وَمَرَرْتُ بِكِلَا الرَّجُلَيْنِ، كِلَا بمعنی ہر دو۔ اصل میں كِلَوٌ تھا واؤ متحرک ما قبل اس کا مفتوح، واؤ کو الف سے بدل لیا اور كِلْتَا جو اس کا مؤنث ہے اصل میں كِلْوَا تھا واؤ کو تاء سے بدل لیا۔ اور الف اس میں تانیث کا ہے۔ قولہ اِثْنَانِ بمعنی دو مرد۔ اور اِثْنَتَانِ اور اسی طرح ثِنْتَانِ دونوں بمعنی دو عورتیں

مؤنث کے لئے وضع کئے گئے ہیں اور ان میں تاء تانیث کی جنس ہے اس لئے کہ تاء تانیث وسط کلمہ میں نہیں آتی۔

قولہ رفع مثناں بالف باشد الخ یعنی تثنیٰ اور کلا اور کلتا مضاف بمضمر اور اثنان اور اثنتان کا رفع الف کے ساتھ ہوگا جیسے جَاءَ رَجُلَانِ وکِلَاهُمَا واثْنَانِ، اور نصب وجر یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وكِلَيْهِمَا واثْنَيْنِ۔ ومَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وكِلَيْهِمَا واثْنَيْنِ۔ قولہ اُولُوْ، یہ ذو کی جمع بغیر لفظہ ہے۔ قولہ رفع مثناں بواؤ الخ جاننا چاہیئے کہ اعراب کے حروف تین ہیں واؤ الف اور یائے تثنیہ اور اس کے ملحقات کلا وکلتا اور اثنان اور اثنتان۔ اور جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات اولو اور عشرون تا تسعون کے اعراب تین ہیں۔ رفع ونصب وجر۔ اگر واؤ رفعی حالت میں دونوں کو دیتے یا الف نصبی حالت میں دونوں کو دیتے تو التباس ہوتا۔ لہٰذا دونوں پر حرف اعراب تقسیم کر دیئے گئے۔ واؤ رفعی حالت میں جمع اور اس کے ملحقات کو دیئے اور الف رفعی حالت میں تثنیہ اور اس کے ملحقات کو دیدیا اور جری حالت میں دونوں کو یاء دیدی اور التباس دور کرنے کے لئے تثنیہ کی ی سے پہلے فتحہ دیدیا اور جمع میں کسرہ اور دونوں میں نصب کو جر پر رکھا نہ رفع پر کیونکہ نصب اور جر دونوں فضلہ ہیں۔

قولہ سیزدہم اسم مقصور الخ یہاں سے مصنفؒ اعراب تقدیری کا محل تبلاتے ہیں اور یہ بھی کبھی بحرکت ہوتا ہے اور کبھی بحرف اور چونکہ اعراب بحرکت اصل ہے لہٰذا مصنفؒ پہلے اعراب تقدیری بحرکت کا محل تبلاتے ہیں۔ اسم مقصورہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ برابر ہے کہ وہ لفظ میں موجود ہو جیسے مُوسیٰ اور اَلْعَصَا (بلام تعریف) یا التقائے ساکنین کی وجہ سے محذوف ہو گیا ہو جیسے عَصًا (بتنوین)۔ قولہ چہاردہم غیر جمع مذکر سالم الخ یہ جمع مذکر سالم سے جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو احتراز ہے۔ کیونکہ اس کا اعراب آگے آئے گا۔ قولہ بتقدیر ضمہ الخ تقدیر کے یہ معنی ہیں کہ اعراب کی علامت لفظوں میں نہ ہو اور اعراب کا تقدیری ہونا بوجہ تعذر لفظی کے ہے۔ کیونکہ الف حرکت کو قبول نہیں کرتا۔ اور یاء اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے۔

قولہ پانزدہم اسم منقوص الخ منقوص ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ لغت میں معنی آنکہ دراں نقصان واقع شود۔ اصطلاح میں وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ہو اور اس کا ماقبل مکسور خواہ وہ یاء ثابت ہو۔ جیسے اَلْقَاضِیْ (بلام تعریف) ہیں۔ یا التقائے ساکنین کی وجہ سے محذوف ہو گئی ہو جیسے قَاضٍ (بغیر لام تعریف) حالت رفع وجر میں) قولہ رفعش بتقدیر ضمہ باشد الخ چونکہ اس یاء پر ضمہ اور کسرہ ثقیل ہوتے ہیں نہ کہ فتحہ۔ لہٰذا یہ دونوں اعراب تقدیری ہوں گے جیسے قولہ جَاءَ الْقَاضِیْ (بسکون یاء) جاء فعل القاضی فاعل اور رَأَيْتُ الْقَاضِيَ (بفتح یاء) رأیت فعل بافاعل القاضی مفعول بہ اور مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ (بسکون یاء) مررت فعل بافاعل بِ جار القاضی مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل مررت کا اور جیسے جَاءَ قَاضٍ اور رَأَيْتُ قَاضِيًا اور مَرَرْتُ بِقَاضٍ۔

قولہ ثانزدہم جمع مذکر سالم مضاف الخ۔ یہاں سے مصنفؒ اعراب تقدیری بحرف کا محل تبلاتے ہیں۔ یعنی مذکر سالم جو یائے متکلم کیطرف مضاف ہو اس کی حالت رفعی تقدیر واؤ کے ساتھ ہوگی اور حالت نصبی وجری یائے ماقبل مکسور کے ساتھ پس اس میں تقدیر اعراب بحالت رفع ہوگی نہ کہ بحالت نصب و جر جیسے قولہ ہٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ۔ یہ حالت رفع کی مثال ہے ہٰؤُلَاءِ مبتدا، مُسْلِمِیَّ خبر۔ یہ اصل میں مُسْلِمُوْنَ یْ تھا۔ نون بوجہ اضافت گر گیا مُسْلِمُوْیَ ہوا، واو اور یا، ایک کلمہ میں جمع ہوئے پہلا ساکن تھا واو کو ی کرکے ی میں ادغام کردیا مُسْلِمُیَّ ہوا۔ پھر میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل کیا مُسْلِمِیَّ ہوا۔ پس اس میں علامت رفع جو واؤ تھی باقی نہیں رہی لہٰذا اس کا اعراب بحالت رفع بتقدیر واؤ ہوگا۔ قولہ رَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ حالت نصب کی مثال ہے مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ حالت جر کی مثال ہے۔ یہ دونوں اصل میں مُسْلِمِیْنَ یْ تھے۔ نون بوجہ اضافت گر گیا مُسْلِمِیْیَ ہوا اور یا، ایک کلمہ میں جمع ہوئیں۔ ی کو ی میں ادغام کردیا مُسْلِمِیَّ ہوا پس ان میں علامت نصب و جر جو یائے ساکن ہے باقی ہے اس کی صورت گو تینوں حالتوں میں ایک سی ہے۔ لیکن واؤ رفع میں اپنی حقیقت سے خارج ہوگیا۔ لہٰذا اس حالت میں اعراب تقدیری ہوا، بخلاف حالت نصب و جر کے کہ ان میں یا، جو علامت نصب و جر ہے اگرچہ ی میں مدغم ہوگئی ہے لیکن وہ اپنے حال پہ باقی ہے اور اپنی حقیقت سے خارج نہیں ہوئی لہٰذا ان دونوں حالتوں میں اعراب لفظی ہوگا۔

سوالات ذیل کی مثالوں میں سے ہر اسم کو تبلاؤ کہ وہ اسم معرب کی سولہ قسموں میں سے کونسی قسم ہے؟ اور رفع و نصب و جر میں سے کونسی حالت میں ہے؟ اور اگر وہ غیر منصرف ہے تو نو اسباب میں سے کون کون سے دو سبب اس میں پائے جاتے ہیں؟

اِنْكِحُوا الْمُسْلِمَاتِ، رَأَيْتُ عُثْمَانَ، هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ، ذَهَبَ اَحْمَدُ، سَيِّدَةُ النِّسَاءِ فَاطِمَةُ، اَبُوْنَا اٰدَمُ، اَخُوْنَا زَيْدٌ، هٰذَا الطَّعَامُ ذُوْ مِلْحٍ، ضَرَبْتُ رَجُلَيْنِ، اَرْسَلْتُ اِلَيْهِمْ رَجُلَيْنِ اثْنَيْنِ، هٰذَانِ سَاحِرَانِ، زَيْدٌ ذُوْ فَهْمٍ، هُوَ عَبْدِيْ، اَللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ، هٰذَا كِتَابِيْ۔ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ، هُوَ رَاضٍ عَنْكَ، هُمْ اُولُوْ فَهْمٍ، ضَرَبَ يَحْيٰى۔

فصل بدانکہ اعراب مضارع سہ است رفع و نصب و جزم فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب بر چہار قسم ست اوّل صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائے تثنیہ و جمع مذکر و برائے واحد مؤنث مخاطبہ رفعش بضمہ باشد و نصب بفتحہ و جزم بسکون چوں هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ يَّضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ دوم اسم مفرد معتل واوی چوں يَغْزُوْ و یائی چوں يَرْمِيْ رفعش بتقدیر ضمہ باشد و نصب بفتحہ لفظی و جزم بحذف لام چوں هُوَ يَغْزُوْ وَيَرْمِيْ وَلَنْ يَّغْزُوَ وَلَنْ يَّرْمِيَ

وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يَرْمِ بسوم مفرد معتل لفی چوں يَرْضىٰ رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجزم بحذف لام چوں هُوَ يَرْضىٰ وَلَنْ يَرْضىٰ وَلَمْ يَرْضَ چہارم صحیح یا معتل یا ضمائر و نونہائے مذکورہ رفع شاں باثبات نون باشد چنانکہ در تثنیہ گوئی هُمَا يَضْرِبَانِ وَيَغْزُوَانِ وَيَرْمِيَانِ وَيَرْضَيَانِ و در جمع مذکر گوئی هُمْ يَضْرِبُوْنَ وَيَغْزُوْنَ وَيَرْمُوْنَ وَيَرْضَوْنَ و در مفرد مؤنث حاضر گوئی اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ وَتَغْزِيْنَ وَتَرْمِيْنَ وَتَرْضَيْنَ ونصب وجزم بحذف نون چنانکہ در تثنیہ گوئی لَنْ يَضْرِبَا وَلَنْ يَغْزُوَا وَلَنْ يَرْمِيَا وَلَنْ يَرْضَيَا وَلَمْ يَضْرِبَا وَلَمْ يَغْزُوَا وَلَمْ يَرْمِيَا وَلَمْ يَرْضَيَا. و در جمع مذکر گوئی لَنْ يَضْرِبُوْا وَلَنْ يَغْزُوْا وَلَنْ يَرْمُوْا وَلَنْ يَرْضَوْا وَلَمْ يَضْرِبُوْا وَلَمْ يَغْزُوْا وَلَمْ يَرْمُوْا وَلَمْ يَرْضَوْا و در واحد مؤنث حاضر گوئی لَنْ تَضْرِبِيْ وَلَنْ تَغْزِيْ وَلَنْ تَرْمِيْ وَلَنْ تَرْضَيْ، وَلَمْ تَضْرِبِيْ وَلَمْ تَغْزِيْ وَلَمْ تَرْمِيْ وَلَمْ تَرْضَيْ،

(حاشیہ: کہ نون تثنیہ و جمع و مفرد مخاطبہ است ۱۲ — بحذف نون باشد ۱۲)

قولہ جزم، یعنی وہ سکون جو عامل کے سبب سے پیدا ہوا ہو پس وہ سکون جو وقف کی وجہ سے ہو، خارج ہو جائیگا اس لئے کہ وہ ماضی میں بھی جو مبنی الاصل ہے جائز ہے۔ قولہ صحیح مجرد الخ نحویوں کی اصطلاح میں صحیح وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو لیکن صرفیوں کی اصطلاح میں صحیح وہ ہے جس کے حروف اصلیہ میں سے کوئی حرف علت اور ہمزہ اور تضعیف نہ ہو اور باب تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی خالی کیا ہوا، مصدر تجرید ہے بمعنی خالی کرنا یعنی مضارع صحیح جو تثنیہ غائب حاضر اور جمع مذکر غائب حاضر اور واحد مؤنث حاضر کی ضمیر بارز مرفوع سے خالی ہو، اس کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوگا اور نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ۔

تفصیل یہ ہے کہ مضارع کے کل چودہ صیغے ہیں جن میں سے دو يَضْرِبْنَ اور تَضْرِبْنَ مبنی ہیں، اور بارہ معرب جن میں سے سات میں نون اعرابی ہے اور ضمیر بارز اور پانچ میں ضمیر مستتر ہے پس مصنف فرماتے ہیں کہ پانچ صیغے جو ضمیر بارز سے خالی ہیں یعنی يَضْرِبُ وتَضْرِبُ وتَضْرِبُ واَضْرِبُ ونَضْرِبُ جبکہ یہ صحیح ہوں ان کا رفع ضمہ کے ساتھ ہے اور نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ جیسے هُوَ يَضْرِبُ حالت رفع کی مثال ہے هُوَ مبتدا اور يَضْرِبُ جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ لَنْ يَضْرِبَ (بفتح با) حالت نصب کی مثال ہے اس میں لَنْ حرف ناصب ہے۔ قولہ لَمْ يَضْرِبْ (بسکون با

حالت جزم کی مثال ہے اس میں لم حرف جازم ہے قولہ مفرد معتل واوی الخ یعنی مضارع جو مفرد ہو (نہ کہ تثنیہ اور جمع) اور اس کے آخر میں واو یا یای ہو جیسے یَغْزُوْ یہ غَزَا یَغْزُوْ غَزْوًا بمعنی جنگ کرنا سے ہے باب نَصَرَ اور جیسے یَرْمِیْ، یہ رَمٰی یَرْمِیْ رَمْیًا بمعنی تیر پھینکنا سے ہے باب ضَرَبَ قولہ مفرد معتل الفی الخ یعنی مضارع مفرد جس کے آخر میں الف ہو جیسے یَرْضٰی مصدر رِضْوَان ہے بمعنی خوش ہونا اور راضی ہونا باب سمع یہ اصل میں یَرْضَوُ تھا واو تیسری جگہ میں تھا چوتھی جگہ میں واقع ہوا اور ماقبل کی حرکت واو کے مخالف تھی واو کو ی کیا، بعد میں قاعدہ پایا گیا کہ یائے متحرک اس کا ماقبل مفتوح. اس یا کو الف سے بدل لیا یَرْضٰی بالف ہوا۔

قولہ رفعش بتقدیر ضمہ باشد الخ چونکہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور حرکت کو قبول نہیں کرتا. لہذا اس کا رفع و نصب تقدیری ہوگا. یہاں تک تو مصنفؒ نے مضارع کے پانچ صیغوں مفرد مذکر غائب، مفرد مؤنث غائب، مفرد مذکر حاضر، واحد متکلم اور متکلم مع الغیر کا اعراب بتایا ہے اور اب مضارع کے سات صیغوں چار تثنیہ اور جمع مذکر غائب اور جمع مذکر حاضر اور واحد مؤنث حاضر کا اعراب جبکہ یہ صحیح ہوں یا ان کے لام کلمہ میں واو یا یای یا الف ہو بتلاتے ہیں کہ صحیح یا معتل با ضمائر الخ یعنی مضارع صحیح ہو یا معتل جبکہ وہ ضمیر بارز نون اعرابی کے ساتھ ہو (یعنی وہ کل سات صیغے ہیں جن میں یہ ضمیر اور نون ہوتا ہے (جیسا کہ گذر چکا) تو اس وقت اس کا رفع اثبات نون کے ساتھ ہوگا اس لئے کہ نون اعرابی رفع کے عوض میں ہوتا ہے لہذا اس کو حالت رفع میں ثابت رکھیں گے اور حالت نصب و جزم میں حذف کر دینگے جیسے هُمَا یَضْرِبَانِ تثنیہ صحیح کی مثال ہے ھما مبتدا یضربان جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا. یَغْزُوَانِ تثنیہ معتل واوی کی مثال ہے یَرْمِیَانِ تثنیہ معتل یائی کی مثال ہے یَرْضَیَانِ تثنیہ معتل الفی کی مثال ہے یہ اپنے واحد کے اعتبار سے جو یَرْضٰی (بالف) ہے معتل الفی ہے. قولہ ھم یَضْرِبُوْنَ ھم ضمیر جمع مذکر غائب کی مبتدا، یَضْرِبُوْنَ جملہ فعلیہ ہو کر خبر. قولہ اَنْتِ تَضْرِبِیْنَ الخ اَنْتِ ضمیر واحد مؤنث حاضر کی مبتدا، تضربین جملہ فعلیہ ہو کر خبر. یہ سب بحالت رفعی ہیں اور ان میں نون ثابت ہے قولہ لَنْ یَّضْرِبَا وَلَنْ یَّغْزُوْا الخ. یہ چاروں حالت نصب کی مثالیں ہیں جن میں سے پہلا صحیح ہے دوسرا معتل واوی تیسرا معتل یائی اور چوتھا اپنے واحد یَرْضٰی کے اعتبار سے معتل الفی ہے ان میں لَنْ حرف ناصب ہے جس کی وجہ سے ان میں سے نون تثنیہ گر گیا. قولہ لَمْ یَضْرِبَا الخ. یہ چاروں حالت جزم کی مثالیں ہیں جن میں سے پہلا صحیح ہے دوسرا معتل واوی تیسرا معتل یائی اور چوتھا معتل الفی. ان میں لَمْ جازم ہے جس کی وجہ سے ان میں نون گر گیا جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کی مثالوں کو بھی ان پر قیاس کر لو۔

سوالات. ذیل کی مثالوں میں مضارع کی قسمیں مع اعراب بتاؤ۔

لَا تَضْرِبْ زَیْدًا، هُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ هُوَ یَدْعُوْ، اَنْتِ لَا تَدْعِیْنَ، لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا

اَللّٰهُ یَهْدِیْ، هُمْ لَنْ یَّدْعُوْا زَیْدًا، لَا تَحْزَنِیْ، اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ۔

۵ فصل بدانکہ عوامل اعراب بر دو قسم ست لفظی و معنوی۔ لفظی بر سہ قسم ست

حروف و افعال و اسماء، و ایں را در سہ باب یاد کنیم ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب اول در حروف عاملہ و در وے دو فصل ست

فصل اوّل در حروف عاملہ در اسم، و آں پنج قسم ست اوّل حروفِ جر و آں ہفدہ است با و مِنْ و اِلیٰ و حتیٰ و فی و لام و رُبَّ و واو قسم و تائے قسم و عَنْ و عَلیٰ و کافِ تشبیہ و مُذْ و مُنْذُ و حاشا و خلا و عدا، ایں حروف در اسم روند و آخرش را بجر کنند چوں اَلْمَالُ لِزَیْدٍ۔

قولہ: عوامل جمع عامل کی ہے. قولہ لفظی یہ لفظ کا منسوب ہے بمعنی لفظ والا. جو عامل کہ لفظ میں ہو اسے عامل لفظی کہتے ہیں قولہ معنوی یہ معنی کا منسوب ہے بمعنی معنی والا جو عامل کہ عقل سے پہچانا جائے اور لفظ میں نہ ہو اسے عامل معنوی کہتے ہیں قولہ حروف جر الخ یہ اضافت فارسی کے ساتھ مرکب اضافی ہے اور جر تشدید را مصدر ہے لغت میں بمعنی کھینچنا، باب نصر اصطلاح میں وہ حروف ہیں جو فعل یا شبہ فعل کو اپنے مدخول تک پہنچانے کے لئے وضع کئے گئے ہوں اور ان کو حروف جر یا تو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ فعل یا شبہ فعل کو اپنے مدخول کی طرف کھینچتے ہیں. یا اس وجہ سے کہ یہ اپنے مدخول کو جر دیتے ہیں یہ سترہ حروف ہیں جو ہمیشہ اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے آخر کو جر دیتے ہیں اور وہ یہ ہیں ؎

بادتا و کاف و لام واو مُنذ مُذ خلا ؛ رُبَّ حاشا مِن عدا فی عَن علیٰ حتیٰ اِلیٰ

جیسے اَلْمَالُ لِزَیْدٍ میں لام حرف ہے اور اس نے اپنے مدخول زَیْدٍ کو جر دیا ترکیب. المال مبتدا لام حرف جر زید مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابتٌ مقدر کا، ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، قولہ با یہ فعل لازم کو متعدی کرنے کے لئے آتی ہے جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں (میں نے زید کو کھڑا کیا) اب جارہ داخل ہونے سے پیشتر یہ لازم تھا جیسے قَامَ زَیْدٌ (زید کھڑا ہوا) جب فعل لازم کے فاعل پر ب داخل ہوئی تو اس نے فعل کو متعدی کر دیا اور استعانت کے لئے آتی ہے اور استعانت لغت میں بمعنی مدد چاہنا لیکن یہاں مراد یہ ہے کہ فاعل کا مجرور با سے صدور فعل میں مدد چاہنا. جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ (میں نے قلم سے لکھا یعنی قلم کی مدد سے لکھا) اور مقابلہ کے لئے یعنی اس بات کا فائدہ دینے کے لئے کہ با، کا مجرور کسی دوسری چیز کے مقابلہ میں ہے جیسے اِشْتَرَیْتُ الْفَرَسَ بِمِائَةِ دِیْنَارٍ (میں نے گھوڑے کو سو دینار میں خریدا یعنی سو دینار کے مقابلہ میں خریدا) یہ اور بھی کئی معنوں کے لئے آتی ہے جیسا کہ تم کو آئندہ کتابوں میں معلوم ہو جائے گا قولہ مِنْ یہ ابتدائے فعل کے لئے ہے یعنی اس کا مجرور وہ محل ہوتا ہے جس سے اس فعل کی ابتدا ہوتی ہے کہ جس کے ساتھ

کلمہ مِنْ مع اپنے مجرور کے متعلق ہے جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَۃِ (میں بصرے سے چلا) اس میں مِنْ نے یہ بتلا دیا کہ متکلم کے چلنے کی ابتدا بصرے سے ہوئی ہے اور جیسے صُمْتُ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ (میں نے جمعہ کے دن سے روزہ رکھا) اور تبعیض کے لئے یعنی اس بات کا فائدہ دینے کے لئے فعل مجرور باء کے بعض کے ساتھ متعلق ہے اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاہِمِ (میں نے کچھ درہم لئے) یہ اور معنی کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ آئندہ کتابوں میں تم کو معلوم ہو جائے گا۔ قولہ اِلیٰ یہ انتہائے فعل کے لئے آتا ہے جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَۃِ اِلیٰ بَغْدَادَ (میں بصرے سے بغداد تک چلا) اور جیسے اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ (تم روزوں کو رات تک پورا کرو) قولہ حتّٰی۔ یہ بھی اِلیٰ کی طرح انتہا کے لئے آتا ہے جیسے نِمْتُ الْبَارِحَۃَ حَتَّی الصَّبَاحِ (میں گذشتہ رات صبح تک سویا) لیکن یہ صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے اور اسم مضمر پر داخل نہیں ہوتا بخلاف اِلیٰ کے کہ وہ اسم ظاہر اور اسم مضمر دونوں پر داخل ہوتا ہے پس حتاہ نہیں کہہ سکتے اور الیہ کہہ سکتے ہیں ان دونوں میں اور بھی کئی وجوہ سے فرق ہے جیسا کہ آئندہ تم کو کتابوں میں معلوم ہو جائے گا، جاننا چاہیئے کہ حتّٰی عاطفہ بھی ہوتا ہے اور اس وقت وہ اپنے مدخول کو جر نہیں دیتا جیسا آخر کتاب میں تم کو معلوم ہو جائے گا۔

قولہ وفِیْ۔ یہ ظرفیت کے لئے آتی ہے یعنی اپنے مدخول کو کسی چیز کا ظرف بنانے کے لئے جیسے اَلْمَاءُ فِی الْکُوْزِ (پانی کوزہ میں ہے) قولہ لام یہ اختصاص کے لئے آتا ہے یعنی اپنے مدخول کے لئے کسی چیز کو ثابت کرنے کے لئے، خواہ بطریق ملکیت ہو جیسے اَلْمَالُ لِزَیْدٍ (یہ مال زید کا ہے یعنی زید کی ملکیت ہے) اس میں لام نے مال کو زید کے لئے بطریق ملکیت ثابت کیا ہے خواہ بطریق استحقاق ہو جیسے اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ (جھول گھوڑے کے لئے ہے) اس میں لام نے جھول کو گھوڑے کے لئے بطریق استحقاق ثابت کیا ہے نہ کہ بطریق ملکیت، یعنی جھول خاص گھوڑے کے لئے ہے اور وہی اس کا مستحق ہے اور تعلیل کے لئے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لئے کہ اس کا مجرور کسی چیز کی علت ہے جیسے ضَرَبْتُہٗ لِلتَّادِیْبِ (میں نے اس کو ادب دینے کے لئے مارا) اس میں تادیب علت ضرب کی ہے اور جیسے خَرَجْتُ لِمَخَافَتِکَ (میں تیرے خوف کی وجہ سے نکلا) اس میں خوف علت خروج کی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ لام جارہ جبکہ اسم مظہر پر داخل ہو تو مکسور ہوتا ہے جیسے لِزَیْدٍ میں لیکن منادیٰ میں وہ مفتوح ہوتا ہے جیسے یَا لَزَیْدٍ اور جبکہ اسم مضمر پر داخل ہو تو مفتوح ہوتا ہے جیسے لَہٗ اور لَکَ لیکن جب وہ ضمیر مجرور واحد متکلم پر داخل ہو تو مکسور ہوتا ہے جیسے لِیْ اس لئے کہ یاء اپنے ماقبل پر کسرہ چاہتی ہے قولہ ورُبَّ یہ اصل وضع میں انشائے تقلیل کے لئے آتا ہے اور تقلیل (بمعنی کم کردن وکم نمودن) جیسے رُبَّ رَجُلٍ کَرِیْمٍ لَقِیْتُہٗ (میں نے چند بزرگ آدمیوں سے ملاقات کی) لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ رُبَّ اصل میں معنی تقلیل کے لئے وضع کیا گیا ہے لیکن اب زیادہ تر معنی تکثیر میں مستعمل ہوتا ہے جیسے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (بسا اوقات آرزو کریں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا) اور کبھی کبھی معنی تقلیل میں۔ اور رُبَّ میں آٹھ لغت

ہیں، رُبَّ بضم را وفتح بائے مشددہ اور رُبَ بضم را وفتح بائے مخففہ و رُبُ بضم را وضم بائے مخففہ اور رُبْ بضم را وسکون بائے مخففہ اور رَبَّ بفتح را وفتح بائے مشددہ، رَبَ بفتح را وفتح بائے مخففہ رُبَّتَ بضم را وفتح بائے مشددہ وپس او تائے فوقانیہ مفتوحہ، رُبَتَ بضم را وفتح بائے مخففہ وپس او تائے فوقانیہ مفتوحہ۔

قولہ واؤ قسم، اور واؤ حرف جر قسم کے لئے آتی ہے یہ صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتی ہے جیسے وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا (خدا کی قسم میں زید کو ضرور مارونگا) اور جیسے وَالرَّحْمٰنِ (رحمٰن کی قسم) اور اسم مضمر پر داخل نہیں ہوتی، پس وَکَ (تیری قسم) کہنا ناجائز ہے اور واؤ حروف عاطفہ میں سے بھی ہے اور اس وقت یہ کچھ عمل نہیں کرتا جیسے جَاءَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمرو آئے) قولہ تائے قسم الخ اور تائے حرف جر قسم کے لئے آتی ہے یہ صرف لفظ اللہ ہی پر داخل ہوتی ہے کسی اور اسم ظاہر پر داخل نہیں ہوتی جیسے تَاللّٰہِ (اللہ کی قسم) پس تَالرَّحْمٰنِ نہیں کہا جاتا اور با حرف جر جو گذر چکی قسم کے لئے بھی آتی ہے یہ واؤ قسم اور تائے قسم دونوں سے عام ہے یعنی اسم مظہر اور اسم مضمر دونوں پر داخل ہوتی ہے جیسے بِاللّٰہِ لَاَفْعَلَنَّ کَذَا (اللہ کی قسم میں البتہ ضرور ایسا کرونگا) بِالرَّحْمٰنِ لَاَشْرِبَنَّ اللَّبَنَ (رحمٰن کی قسم میں البتہ دودھ ضرور پیونگا) بِکَ لَاَذْھَبُ (تیری قسم میں البتہ جاؤنگا)

قولہ عَنْ. یہ مجاوزت کے لئے آتا ہے یعنی اپنے مجرور سے کسی چیز کی مجاوزت کے لئے۔ اور یہ مجاوزت تین قسم پر ہے اوّل یہ کہ کوئی چیز مجرور عَنْ سے زائل ہو کر کسی اور چیز کیطرف چلی جائے جیسے رَمَیْتُ السَّھْمَ عَنِ الْقَوْسِ اِلَی الصَّیْدِ (میں نے تیر کو کمان سے شکار کی طرف پھینکا) اس میں تیر مجرور عَنْ یعنی کمان سے زائل ہو کر شکار کی طرف چلا گیا) دوّم یہ کہ کوئی چیز مجرور عن سے بغیر زائل ہوئے کسی اور چیز کیطرف چلی جائے مثلاً کوئی شاگرد کہے کہ اَخَذْتُ عَنْ زَیْدِنِ الْعِلْمَ (میں نے زید سے علم حاصل کیا) اس میں مجرور عَنْ یعنی زید سے بغیر زائل ہوئے متکلم یعنی شاگرد کی طرف چلا گیا، سوّم یہ کہ کوئی چیز مجرور عن سے اس وقت تک بغیر پہنچے ہوئے زائل ہو کر کسی اور چیز کی طرف پہنچ جائے جیسے اَدَّیْتُ عَنْہُ الدَّیْنَ اِلٰی خَالِدٍ (میں نے اس کی طرف سے خالد کو دَیْنَ ادا کر دیا) اس میں دین مجرور عن یعنی مدیون سے اس تک بغیر پہنچے ہوئے زائل ہو کر خالد کی طرف پہنچ گیا۔ قولہ علیٰ یہ استعلاء کے لئے آتا ہے یعنی اپنے مجرور پر کسی چیز کے ہونے پر دلالت کرنے کے لئے خواہ اس چیز کے مجرور پر ہونا حقیقۃً ہو جیسے زَیْدٌ عَلَی السَّطْحِ (زید چھت پر ہے) اس میں زید کا چھت پر ہونا حقیقۃً ہے یا مجازًا ہو۔ جیسے عَلَیْہِ دَیْنٌ (اس پر قرضہ ہے) اردو میں بمعنی اوپر اور پر۔ قولہ کاف تشبیہ اور کاف حرف جر جو اپنے مدخول سے کسی چیز کو تشبیہ دینے کے لئے آتا ہے جیسے زَیْدٌ کَالْاَسَدِ (زید شیر کی مثل ہے) قولہ مُذْ وَمُنْذُ. یہ دونوں جب اسم ہوتے ہیں تو ظروف مبنیہ سے ہوتے ہیں جیسا کہ اسم غیر متمکن کی بحث اقسام میں گذر چکا لیکن یہ دونوں اس مقام میں حرف جر ہیں اور زمانہ کے لئے آتے ہیں۔ پس جب کہ یہ زمانہ ماضی پر داخل ہوں تو ابتدائے فعل کے لئے آتے ہیں یعنی یہ بتلانے کے لئے کہ زمانہ فعل کی ابتداء اس زمانہ ماضی سے ہے جیسے مَارَاَیْتُہٗ مُذْ السَّنَۃِ

المَاضِيَةِ (میں نے اس کو سال گذشتہ سے نہیں دیکھا یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی ابتدا سال گذشتہ ہے اور میرا اس کو نہ دیکھنا اب تک جاری ہے اور جب کہ یہ زمانہ حاضر پر داخل ہوں تو ظرفیت فعل کے لئے آتے ہیں یعنی یہ بتلانے کیلئے کہ فعل کا تمام زمانہ یہی زمانہ حاضر ہے جس کو زمانۂ حاضر اعتبار کیا گیا ہے اگرچہ اس کا بعض حصہ گذر چکا ہے جیسے مَا رَأَيْتُهُ مُذْ شَهْرِنَا (میں نے اس کو اس مہینہ میں نہیں دیکھا یعنی میرا اس کو نہ دیکھنے کا پورا زمانہ یہ موجودہ مہینہ ہے)

قولہ حاشا وخلا وعدا، یہ تینوں استثنا کے لئے آتے ہیں یعنی اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم سے نکالنے کے لئے جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدٍ وَخَلَا زَيْدٍ وَعَدَا زَيْدٍ (میرے پاس زید کے سوا تمام قوم آئی) اور اردو میں یہ اس وقت بمعنی سوا اور علاوہ ہیں جاننا چاہئے کہ یہ تینوں فعل بھی ہوتے ہیں پس جب کہ تم ان حروف سے جر دوگے تو حروف جارہ ہوں گے اور جب کہ نصب دوگے تو افعال ہوں گے اور اس وقت ان میں ضمیر فاعل پوشیدہ ہوگی پس حَاشَا بمعنی استثنا کیا۔ اور تاج المصادر میں ہے کہ اَلْمُحَاشَاةُ بمعنی استثنا کردن، ناقص یائی ہے اور شرح جامی میں ہے کہ حَاشَا بمعنی بری کیا اور خَلَا بمعنی تجاوز کیا خَلَا يَخْلُو خُلُوًّا سے۔ اور عَدَا بمعنی تجاوز کیا عَدَا يَعْدُو عَدْوًا سے۔

سوالات:۔ ان امثلہ میں حرف بتاؤ اور ان کے عمل اور تعلق میں غور کرو۔ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، عَلَيَّ دَيْنٌ، اَلْجَنَّةُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، لَا تَفْعَلْ حَتّٰى تَتَوَضَّأَ، رُبَّ عَالِمٍ لَقِيْتُ، اُدْخُلُوْا اِلَى الدَّارِ، تَاللّٰهِ لَاُكَلِّمَ، زَيْدٌ عَلَى الشَّجَرِ، قَرَأْتُ الْكِتَابَ مِنْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ، مَا رَأَيْتُهُ مُذْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، ضَرَبَ الْقَوْمُ عَمْرًا حَاشَا زَيْدًا۔

دوم حروف مشبہ بفعل و آں شش ست اِنَّ و اَنَّ و كَاَنَّ و لٰكِنَّ و لَيْتَ و لَعَلَّ ایں حروف را اسمی باید منصوب و خبری مرفوع چوں اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ زید را اسم اِنَّ گویند و قائم را خبر اِنَّ، بدانکہ اِنَّ و اَنَّ حروف تحقیق ست و كَاَنَّ حرف تشبیہ و لٰكِنَّ حرف استدراک (یعنی رفع وہم کہ پیدا می شود از کلام سابق ۱۲) و لَيْتَ حرف تمنی (آرزو ۱۲) و لَعَلَّ حرف ترجی (امید ۱۲)۔

سوم مَا و لَا اَلْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ و آں عمل لیس می کند چنانکہ گوئی مَا زَيْدٌ قَائِمًا زید اسم ما ست و قائما خبر او۔

قولہ حروف مشبہ بفعل الخ مُشَبَّهَة باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ در تشبیہ جا ہے بمعنی مانند کرنا پس معنی یہ ہوں گے کہ حروف جو فعل کے ساتھ تشبیہ دیئے گئے ہیں چونکہ یہ حروف چند وجوہ سے فعل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں لہذا ان کا یہ نام رکھا گیا اور ان حروف کی فعل کے ساتھ مشابہت کی چند وجوہ ہیں جیسے

فعل سہ حرفی اور چار حرفی اور پنج حرفی ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی سہ حرفی چہار حرفی اور پنج حرفی ہیں دوم فعل کی طرح یہ بھی مبنی بر فتح ہیں، سوم یہ فعل کے معنی میں آتے ہیں جیسے اِنَّ اور اَنَّ بمعنی حَقَّقْتُ وَاَكَّدْتُ اور كَاَنَّ بمعنی شَبَّهْتُ اور لٰكِنَّ بمعنی اِسْتَدْرَكْتُ اور لَيْتَ بمعنی تَمَنَّيْتُ اور لَعَلَّ بمعنی تَرَجَّيْتُ، یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ میں زید مبتدا ہے اور قائم خبر پس مثلاً جب حرف اِنَّ ان پر آیا تو اس نے زید کو نصب دیا اور قائم کو رفع جیسے اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ ہے،

ترکیب:۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل زَيْدًا اس کا اسم، قائم اس کی خبر، اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (تحقیق زید کھڑا ہے) قولہ اِنَّ وَاَنَّ حروف تحقیق الخ۔ اِنَّ اور اَنَّ بمعنی تحقیق و بے شک یہ دونوں مضمون جملہ کی تحقیق کے لئے آتے ہیں اور مضمون جملہ سے مراد خبر کا مصدر جو اسم کی طرف مضاف ہوا ہے جیسے اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ میں، اِنَّ نے اس بات کا فائدہ دیا کہ مضمون جملہ جو قِيَامُ زَيْدٍ ہے (زید کا کھڑا ہونا) بلا شک و شبہ ثابت و محقق ہے قولہ كَاَنَّ الخ یہ حرف تشبیہ ہے اور انشائے تشبیہ کے لئے آتا ہے بمعنی گویا۔ جیسے كَاَنَّ زَيْدًا نِ الْاَسَدُ (زید گویا شیر ہے)

قولہ لٰكِنَّ حرف استدراک الخ لغت میں بمعنی مافات کا کسی چیز سے تدارک کرنے کے لئے آتا ہے مثلاً زید اور عمر کسی مقام میں موجود ہیں اور کسی نے آکر خبر دی کہ ذَهَبَ زَيْدٌ (زید چلا گیا) پس اس کلام سے شبہ پیدا ہوتا تھا کہ شاید عمرو بھی چلا گیا ہو) پس اس کے بعد لٰكِنَّ عَمْرًا لَمْ يَذْهَبْ (لیکن عمرو نہیں گیا) کہنے سے یہ شبہ دور ہو گیا۔ قولہ لَيْتَ الخ یہ حرف تمنی ہے انشائے تمنی کے لئے آتا ہے اردو میں بمعنی کاش جیسے لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ (کاش جوانی لوٹ آتی) قولہ لَعَلَّ الخ یہ حرف ترجی ہے انشائے ترجی کے لئے آتا ہے اردو میں بمعنی امید اور شاید، جیسے لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ (شاید کہ عمرو غائب ہے)

جاننا چاہیئے کہ لَيْتَ اور لَعَلَّ میں فرق یہ ہے کہ لَيْتَ ممکن اور محال دونوں کی تمنا کے لئے آتا ہے جیسے لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ (کاش زید حاضر ہوتا) زید کا حاضر ہونا ممکن ہے اور جیسے کوئی ضعیف العمر آدمی کہے لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ (کاش کہ جوانی لوٹ آتی) پس جوانی کا واپس آنا محال ہے اور لَعَلَّ صرف اس چیز کی امید کے لئے آتا ہے۔ جس کا ہونا ممکن ہو۔ شعر

اِنَّ بَاَنَّ كَاَنَّ لَيْتَ لٰكِنَّ لَعَلَّ ناصب اسم اند و رافع در خبر ضد ما و لا

سوالات:۔ ان مثالوں میں بتاؤ کہ حرف مشبہ بالفعل کونسا ہے اور کونسا اس کا اسم ہے اور کونسی اس کی خبر اور اس نے کیا عمل کیا؟ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ، لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ، زَيْدٌ كَاَنَّهُ اَسَدٌ، عَلِمْتُ اَنَّ زَيْدًا عَالِمٌ، يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا۔ كَاَنَّ زَيْدًا قَمَرٌ۔ لَيْتَ زَيْدًا عَالِمٌ، اِنَّهُمْ ضَارِبُوْنَ

قولہ مَا وَلَا اَلْمُشَبَّهَتَانِ بِلَيْسَ الخ مَا اور لَا جو لَيْسَ کے ساتھ تشبیہ دیئے گئے ہیں مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جیسے لَيْسَ مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر اسم کو رفع اور خبر کو نصب کرتا ہے، اسی طرح یہ دونوں بھی عمل کرتے ہیں

اور جیسے لیس کے معنی نفی کے ہیں اسی طرح ان کے بھی، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ مَا معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے جیسے قول مصنف مَا زَیْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا نہیں ہے)

ترکیب:- ما حرف مشبہ بلیس، زید اس کا اسم، قائمًا اس کی خبر ما اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اور جیسے مَا رَجُلٌ مُنْطَلِقًا (کوئی مرد چلنے والا نہیں ہے) اور لَا ہمیشہ نکرہ پر آتا ہے جیسے لَا رَجُلٌ اَفْضَلَ مِنْكَ (کوئی مرد تم سے بہتر نہیں ہے)

چہارم لائے نفی جنس اسم ایں لا اکثر مضاف باشد منصوب وخبرش مرفوع چوں لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ فِی الدَّارِ واگر نکرہ مفردہ باشد مبنی باشد بر فتحہ چوں لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ واگر بعد او معرفہ باشد تکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد ولا ملغٰی باشد یعنی عمل نہ کند (یعنی بعد لا ۱۲) وآں معرفہ مرفوع باشد باتبدا چوں لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو، واگر بعد آں لا نکرۂ مفرد باشد مکرر با نکرۂ دیگر در پنج وجہ رواست لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ (بنائے ہر دو بر فتح ۱۲)، وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ (رفع ہر دو ۱۲)، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ (بنائے اول بر فتح وثانی بر تنوین مرفوع ۱۲)، وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ (اول بر تنوین مرفوع وثانی مبنی بر فتح)، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰہِ۔ (بنائے اول بر فتح وثانی بر تنوین منصوب ۱۲)

قولہ لائے نفی جنس (لا جو جنس کی نفی کے لئے ہے) یہ لائے نفی جنس اسم نکرہ کی نفی کے لئے آتا ہے جیسے لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ فِی الدَّارِ (کسی مرد کا غلام عقلمند گھر میں نہیں ہے۔)

ترکیب:- لا نفی جنس کا، غُلَامَ مضاف رَجُلٍ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر اسم ہوا لا کا ظَرِیْفٌ صیغۂ صفت کا خبر اول لا کی فِیْ حرف جر الدَّار مجرور، جار اپنے مجرور سے متعلق ہوا ثابتٌ مقدر کے ثابتٌ اپنے متعلق سے مل کر خبر ثانی ہوئی لا کی لا اپنے اسم اور خبر اول اور خبر ثانی سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

قولہ واگر نکرہ مفردہ باشد الخ اور اگر لا مذکور کا اسم نکرہ مفردہ ہو یعنی نکرہ ہو اور مضاف نہ ہو (یہاں مفرد مقابلہ میں مضاف کے ہے نہ کہ تثنیہ اور جمع کے مقابلہ میں) تو اس وقت وہ مبنی بر فتح ہوگا جیسے قولہ لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ (کوئی مرد گھر میں نہیں ہے) ترکیب:- لا نفی جنس کا رَجُلَ اس کا اسم فِیْ حرف جار الدَّار مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت مقدر کے ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی لا کی لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ واگر بعد او معرفہ باشد الخ یعنی اور اگر اس لا کے بعد معرفہ واقع ہو تو اس وقت لا کو دوبارہ دوسرے معرفہ کے ساتھ لانا ضروری ہے اور لا ملغیٰ ہوگا یعنی بیکار کچھ عمل نہیں کریگا ملغیٰ باب افعال سے اسم مفعول ہے بمعنی بیکار کیا ہوا مصدر الغاء ہے بمعنی باطل کرنا اور بیکار کرنا۔ اس وقت اس کے عمل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لائے نفی جنس معرفہ میں کوئی اثر نہیں کرتا، کیونکہ یہ جنس کی نفی کے لئے وضع کیا گیا ہے اور یہاں جنس نہیں ہے۔ اور اس وقت معرفہ بنا بر مبتدا مرفوع ہوگا جیسے قولہ لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو میں پہلا لا معرفہ پر داخل ہے۔ لہٰذا لا دوبارہ مع دوسرے معرفہ کے لایا گیا۔ اور وہ لَا عَمْرٌو ہے (میرے پاس نہ زید ہے اور نہ عمرو)

ترکیب:۔ لا ملغیٰ (یعنی بیکار کچھ عمل نہیں کریگا) زید معطوف علیہ واؤ حرف عطف لا ملغیٰ، عمرو معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا ہے عند، مضاف، ی متکلم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہوا ثابتان مقدر کا، ثابتان اپنے فاعل ضمیر الف اور متعلق ظرف سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ اگر بعد آں لا الخ۔ یعنی جب کہ لائے نفی جنس بطریق عطف مکرر واقع ہو اور ان دونوں کے بعد ان کا اسم نکرہ مفرد بلا فصل واقع ہو جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ میں کہ اس میں لائے نفی جنس ہوا ہے ایک حَوْلَ پر ہے اور دوسرا قُوَّۃَ پر اور ان کے درمیان واؤ عطف ہے اور پھر ان دونوں کا اسم نکرہ مفرد بلا فصل واقع ہے۔ پہلے کا حَوْلَ ہے اور دوسرے کا قُوَّۃَ، تو ایسی صورت میں ان دونوں کے اسم میں پانچ وجہیں جائز ہیں۔ اول یہ کہ دونوں مبنی بر فتحہ ہوں اور دونوں جگہ لا نفی جنس کا۔ جیسے قولہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اگر دو جملے مانے جائیں تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ ثَابِتٌ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ، وَلَا قُوَّۃَ عَلَی الطَّاعَۃِ ثَابِتٌ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ (اللہ کی مدد کے سوا کسی کی مدد کے ذریعہ گناہ سے نہیں بچ سکتے اور اللہ کی مدد کے سوا کسی کی مدد سے طاعت پر قوت نہیں ہے)

ترکیب:۔ لا نفی جنس کا، حول مصدر، عن حرف جار، المعصیۃ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا، حول اپنے متعلق سے مل کر اسم ہوا لا کا، ثابت صیغہ اسم فاعل، ب حرف جار، احد مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر مستثنیٰ منہ ہوا، الا حرف استثنا، ب حرف جار، اللہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر مستثنیٰ ہوا۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر متعلق ہوا ثابت کے، ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی لا کی۔ لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا ہوا، واؤ حرف عطف لا نفی جنس کا قوۃ مصدر، علی حرف جار، الطاعۃ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا قوۃ کے، قوۃ اپنے متعلق سے مل کر اسم ہوا لا کا، ثابت صیغہ اسم فاعل، ب حرف جار، احد مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر مستثنیٰ ہوا، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی لا کی، لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

اور اگر ایک جملہ مانا جائے تو لا قوۃ مفرد کا عطف لا حول مفرد پر ہوگا اور دونوں کی ایک خبر محذوف ہوگی اور تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ ثَابِتَانِ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ، دوم یہ کہ دونوں کا رفع ہو اور دونوں جگہ لا زائد اور رفع ان کے مبتدا ہونے کے سبب سے جیسے لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّۃٌ اِلَّا بِاللّٰہِ اور اگر ایک جملہ مانا جائے تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّۃٌ ثَابِتَانِ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

ترکیب:۔ لا ملغیٰ، حَوْلٌ معطوف علیہ، واو حرف عطف، لا ملغیٰ، قُوَّۃٌ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، ثابتان اسم فاعل، باحد جار مجرور مستثنیٰ منہ، اِلَّا حرف استثنا، باللہ جار مجرور مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر متعلق ہوا ثابتان کے، ثابتان اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، اور اگر دو جملے مانے جائیں تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لَا حَوْلٌ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ ثَابِتٌ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّۃٌ عَلَی الطَّاعَۃِ ثَابِتٌ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ،

سوم یہ کہ حَوْلَ مبنی بر فتحہ اور پہلا لا نفی جنس کا اور قُوَّۃٌ مرفوع مع تنوین اور دوسرا لا زائدہ، جیسے قولہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃٌ اِلَّا بِاللّٰہِ، ایک جملہ کی صورت میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃٌ مَوْجُوْدَانِ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

ترکیب:۔ لا نفی جنس کا، حَوْلَ معطوف علیہ، واو حرف عطف، لا زائدہ اور قوۃ محل حول پر معطوف ہے کیونکہ حول حقیقت میں مبتدا ہے محلاً مرفوع، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم ہوا لا کا، مَوْجُوْدَانِ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ خبر لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

چہارم یہ کہ حَوْلَ مبنی بر فتحہ اور پہلا لا نفی جنس کا اور قوۃً منصوب مع تنوین اور دوسرا لا زائدہ جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃً اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ایک جملہ کی صورت میں تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃً مَوْجُوْدَانِ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ، لا نفی جنس کا، حَوْلَ معطوف علیہ، واو حرف عطف، لا زائدہ قوۃ حول کے لفظ پر معطوف ہے، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم ہوا لا کا، مَوْجُوْدَانِ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ خبر۔ لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا تیسری اور چوتھی صورت میں بصورت دو جملہ تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ مَوْجُوْدٌ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّۃَ عَلَی الطَّاعَۃِ مَوْجُوْدٌ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

پنجم یہ کہ پہلا لا ملغیٰ اور حَوْلٌ مرفوع مع تنوین اور دوسرا لا نفی جنس کا اور قوۃ مبنی بر فتحہ جیسے لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ایک جملہ کی صورت میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّۃَ مَوْجُوْدَانِ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ اور دو جملوں کی صورت میں اس طور پر ہوگی کہ لَا حَوْلٌ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ مَوْجُوْدٌ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ، وَلَا قُوَّۃَ عَلَی الطَّاعَۃِ مَوْجُوْدٌ بِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

سوالات:۔ ان مثالوں میں بتاؤ کہ ما و لا مشبہ بلیس کونسے ہیں اور لائے نفی جنس کونسا، مَا ہٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ، لَا دِرْہَمَ وَلَا دِیْنَارَ لِبَکْرٍ، لَا فَہْمَ لَہٗ فِی الدِّیْنِ، مَا اَنْتَ بِشَاعِرٍ، یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَوْمٌ لَا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا شَفَاعَۃٌ، لَا رَجُلٌ اَعْلَمَ مِنْکَ، مَا لَکُمْ عِنْدِیْ زَادٌ وَلَا رَاحِلَۃٌ،

پنجم حروف ندا و آن پنج ست یَا و اَیَا و هَیَا و اَیْ و همزهٔ مفتوحه و این حروف منادی مضاف را بنصب کنند چوں یَا عَبْدَ اللّٰهِ و مشابه مضاف را چوں یَا طَالِعًا جَبَلًا و نکرهٔ غیر معین را چنانکه اعمیٰ گوید یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ و منادیٰ مفرد معرفه مبنی باشد بر علامت رفع چوں یَا زَیْدُ و یَا زَیْدَانِ و یَا مُسْلِمُوْنَ و یَا مُوْسیٰ و یَا قَاضِیْ بدانکه اَیْ و همزه برائے نزدیک ست و اَیَا و هَیَا برائے دور و یَا عام ست

قولہ النحو یہ نادیٰ کا مصدر ہے لغت میں بمعنی آواز دینا اصطلاح میں کسی کی توجہ کو اس حرف سے طلب کرنا جو اَدْعُوْ کے قائمقام ہو، منادیٰ باب مفاعلت سے اسم مفعول ہے بمعنی آواز دیا گیا اصطلاح میں وہ اسم ہے جس کے متوجہ ہونے کو حرف ندا (لفظاً یا تقدیراً) کے ذریعہ سے طلب کیا جائے جیسے یَا زَیْدُ بمعنی اے زید، اس میں یا حرف ندا ہے اور زید منادیٰ ہے جس کے متوجہ ہونے کو یا حرف ندا سے جو لفظاً ہے۔ قولہ منادیٰ مضاف الخ اور یہ حروف منادیٰ مضاف کو نصب دیتے ہیں جیسے قولہ یَا عَبْدَ اللّٰهِ میں یا حرف ندا نے عبد منادیٰ مضاف کو نصب دیا اے عبد اللہ

فائدہ:۔ جاننا چاہیئے کہ منادیٰ یا تو لفظاً منصوب ہوگا جیسے یَا عَبْدَ اللّٰهِ یا محلاً جیسے یَا زَیْدُ میں (اور اسکا بیان عنقریب آئیگا) اور منادیٰ کا نصب بنا بر مفعول بہ ہے اختلاف صرف اسمیں ہے کہ اس کا ناصب کون ہے سیبویہ اور جمہور نحات اس طرف گئے ہیں کہ اس کا ناصب فعل مقدر ہے مثلاً یَا زَیْدُ اصل میں اَدْعُوْ زَیْدًا تھا (میں زید کو بلاتا ہوں) کثرت استعمال کیوجہ سے اَدْعُوْ فعل کو حذف کر دیا اور حرف ندا کو جو مفید معنی فعل ہے اور وہ معنی طلب ہیں اس کے قائم مقام کر دیا تاکہ کلام میں اختصار پیدا ہو جائے یَا زَیْدُ ہوا اس مذہب پر جملہ کے دونوں جزء فعل اور فاعل مقدر ہیں اور مبرد اس طرف گئے ہیں کہ حرف ندا فعل کے قائمقام ہونے کیوجہ سے خود ہی اس کا ناصب ہے اور فعل مقدر کو عمل میں کوئی دخل نہیں ہے مصنف کا مسلک بھی یہی معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ ان کے کلام "این حروف منادیٰ مضاف را بنصب کنند" سے یہی بات معلوم ہوتی ہے اور اس مذہب پر جملہ کے دو جزوں میں سے ایک جزو یعنی فعل ہے کے قائمقام حرف ندا ہے اور دوسرا جزو فاعل مقدر ہے تتبع کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیبویہ اور مبرد دونوں حرف ندا کو قائمقام اَدْعُوْ کے مانتے ہیں، فرق اس قدر ہے کہ سیبویہ کے نزدیک منادیٰ کا عامل ناصب اَدْعُوْ فعل مقدر ہے اور حرف ندا کو اس عمل میں کوئی دخل نہیں ہے بخلاف مبرد کے کہ ان کے نزدیک اس کا عامل ناصب خود حرف ندا بوجہ قائمقام ہونے فعل کے ہے اور فعل کو اس عمل میں کوئی دخل نہیں اور ابوعلی کے نزدیک حروف ندا اسمائے افعال ہیں بمعنی اَدْعُوْ، اور اس مسلک پر جملے کے دو جزوں میں سے ایک جزو اسم فعل ہے اور دوسرا جزو ضمیر فاعل ہے جو اسم فعل میں مستتر ہے لیکن بر مذہب پر

یَا زَیْدُ وغیرہ جملے ہیں۔

ترکیب:۔ بنا بر مذہب سیبویہ یَا حرف ندا قائم مقام اَدْعُوْ فعل با فاعل، عَبْدَ مضاف، اللّٰہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ہوا ادعو کا، ادعو فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ قولہ و مشابہ مضاف الخ اور یہ حروف اس منادیٰ کو جو مضاف سے مشابہ ہے نصب دیتے ہیں اور مشابہ مضاف وہ اسم ہے جو دوسری چیز کے ملے بغیر تمام نہ ہو، مضاف کے ساتھ مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جیسے مضاف کے معنی بغیر مضاف الیہ کے تمام نہیں ہوتے اسی طرح مشابہ مضاف بھی دوسری چیز کے ملے بغیر تمام نہیں ہوتا جیسے قولہ یَا طَالِعًا جَبَلًا (اے چڑھنے والے پہاڑ کے) اس میں طالعًا مشابہ مضاف ہے جو جبلًا کے بغیر تمام نہیں ہوتا اس لئے کہ چڑھنے کے لئے کوئی جگہ ہونی چاہئے جس کا ذکر ضروری ہے۔

ترکیب:۔ یا حرف ندا قائم مقام اَدْعُوْ کے، اَدْعُوْ فعل با فاعل طالعًا شبہ مضاف جبلًا متعلق مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مفعول بہ ہوا، ادعو فعل با فاعل اپنے مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

قولہ و نکرہ غیر معین الخ اور حرف ندا نکرہ کو جو معین نہ ہو، نصب دیتے ہیں جیسے کوئی نابینا کہے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ (اے کوئی مرد میرے ہاتھ کو پکڑ) اس میں رَجُلًا نکرہ غیر معین ہے اس لئے کہ نابینا کسی خاص مرد کو نہیں پکار رہا ہے بلکہ غیر معین مرد کو اپنی مدد کے لئے بلا رہا ہے کہ کوئی میرا ہاتھ پکڑ لے۔

ترکیب:۔ یا حرف ندا قائم مقام اُدْعُو کے اُدْعُو فعل با فاعل رجلًا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر ندا ہوا، خُذْ صیغہ امر فعل با فاعل، بَ حرف جار، یَدِ مضاف یْ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا حرف جار کا، حرف جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا خُذْ کا خُذْ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جواب ندا ہوا۔ ندا اپنے جواب ندا سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

قولہ منادیٰ مفرد معرفہ الخ۔ اور منادیٰ جو مفرد ہو یعنی مضاف اور شبہ مضاف نہ ہو، اور معرفہ خواہ حرف ندا کے داخل ہونے سے پیشتر معرفہ ہو یا اس کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہوا ہو تو وہ علامت رفع پر مبنی ہوتا ہے اور علامت رفع غیر تثنیہ اور جمع میں ضمہ ہے اور تثنیہ میں الف اور جمع مذکر سالم میں واو جیسے یَا زَیْدُ یہ اس مفرد معرفہ کی مثال ہے جو علامت رفع ضمہ پر جو لفظاً ہے اور حرف ندا کے داخل ہونے سے پیشتر معرفہ ہے۔

ترکیب:۔ یا حرف ندا قائم مقام ادعو کا، ادعو فعل با فاعل زید مبنی بر ضم محلاً منصوب مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

قولہ یا زیدان۔ یہ اس مفرد معرفہ کی مثال ہے جو علامت رفع الف پر مبنی ہے اور حرف ندا کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہوا ہے اس لئے کہ علم کا تثنیہ اس کو نکرہ کرنے کے بعد ہوتا ہے پھر جب اس پر حرف ندا کا داخل ہوا تو معرفہ ہو گیا۔ قولہ یا مسلمون۔ یہ اس مفرد معرفہ کی مثال ہے جو علامت رفع واؤ پر مبنی ہے اور حرف ندا کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہوا ہے اور اس سے پیشتر نکرہ تھا۔ قولہ یا موسیٰ یہ اس مفرد معرفہ کی مثال ہے جو علامت رفع

ضمہ تقدیرًا پر مبنی ہے۔ فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ یا موسیٰ میں موسیٰ اسم مقصور ہے اور حرف ندا کے داخل ہونے سے پیشتر معرفہ ہے اور یا قاضی میں قاضی اسم منقوص ہے اور حرف ندا سے پیشتر نکرہ ہے اور اس کے داخل ہونے کے بعد معرفہ اور منادیٰ مفرد معرفہ اس وجہ سے مبنی ہے کہ وہ کاف اسمیہ کے موقع میں واقع ہے اس واسطے کہ یا زید معنی میں اَدْعُوْکَ کے ہے اور کاف مشابہ کاف حرف جر کے ہے جو مبنی اصل ہے اور مشابہت یہ ہے کہ جیسے کاف حرف جر ایک حرف پر موضوع ہے اسی طرح کاف اسمیہ بھی ہے اس کی تفصیل اسم غیر متمکن اسمی مشابہت کے بیان میں گذر چکی ہے۔

فائدہ:۔ اوّل اگر منادیٰ معرف باللام ہو تو حرف ندا اور منادیٰ کے درمیان اَیُّهَا مذکر کیلئے اور اَیَّتُهَا مونث کیلئے لاتے ہیں جیسے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اور یَا اَیَّتُهَا الْمَرْاَۃُ۔ مگر لفظ اللہ پر صرف یا آتا ہے۔ دوّم دعا کے موقع پر حرف ندا کے بدلے لفظ اللہ کے آخر میں میم مشدد لاتے ہیں جیسے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ۔ سوم کبھی حرف ندا کو حذف کر دیتے ہیں جیسے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ۔ ناصبا سمند پس ایں ہفت حرف اے مقتدا ۞ سہ واو یا و ہمزہ و اَلَا اَیَا و اَیْ ہَیَا

سوالات:۔ ان مثالوں میں منادیٰ کی قسمیں بتلاؤ۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ، یَا جَاهِلًا اِجْهَدْ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ، یَا خَیْرًا مِنْ زَیْدٍ، یَا یَحْیٰی مَا تَفْعَلُ، یَا عَبْدَ الرَّشِیْدِ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ، یَا ذَا الْمَالِ اَنْفِقْ۔

فصل دوم در حروف عاملہ در فعل مضارع۔

وآں بر دو قسم ست قسم اوّل حرفیکہ فعل مضارع را نصب کنند آں چہار ست اوّل اَنْ چوں اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ و اَنْ با فعل بمعنی مصدر باشد یعنی اُرِیْدُ قِیَامَکَ و بدیں سبب ورا مصدریہ گویند۔ دوم لَنْ چوں لَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ و لَنْ برائے تاکید نفی ست سوم کَیْ چوں اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ (اسلام آوردم تا کہ داخل شوم جنت را ۱۲) چہارم اِذَنْ چوں اِذَنْ اُکْرِمَکَ در جواب کسیکہ گوید اَنَا اٰتِیْکَ غَدًا۔

وبدانکہ اَنْ بعد از شش حرف مقدر باشد و فعل مضارع را نصب کند حَتّٰی نحو مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ۔ (رفتم تا درآیم شہر ۱۲) ولام جحد نحو مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ (ہرگز نیست کہ خداوند عذاب کند ایشاں را ۱۲) و اَوْ بمعنی اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ نحو لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ (ہر آئینہ ملازمت خواہم با تو تا دہی حق مرا ۱۲) و واو الصرف ولام کَیْ و فا کہ در جواب شش چیز ست امر و نہی و نفی و استفہام و تمنی و عرض وَاَمْثِلَتُهَا مَشْهُوْرَۃٌ۔

قولہ اَنْ، اس کا لفظی عمل یہ ہے کہ آخر مضارع کو نصب دیتا ہے اور نون اعرابی کو گرا دیتا ہے اور معنوی عمل یہ ہے

کہ مضارع کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ میں اَن نے تقوم کو نصب دیا اور اس کو مصدر یعنی قِیَامَکَ کے معنی میں کر دیا ہے اُرِیْدُ قِیَامَکَ (میں تیرے کھڑے ہونے کا ارادہ کرتا ہوں)۔

ترکیب: اُرِیْدُ فعل با فاعل، قیام مصدر مضاف، کَ ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ فاعل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ لَنْ. اس کا لفظی عمل یہ ہے کہ آخر مضارع کو نصب دیتا ہے اور نون اعرابی کو گرا دیتا ہے اور معنوی عمل یہ ہے کہ مضارع سے معنی حال کو دور کر کے اس کو مستقبل منفی مؤکد کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے قولہ لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ (زید ہرگز نہیں نکلے گا) قولہ کَیْ بمعنی تاکہ۔ یہ آخر مضارع کو نصب دیتا ہے اور سببیت کیلئے آتا ہے یعنی اس کا ماقبل سبب مابعد کیلئے ہو جیسے اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ (میں اسلام لایا تاکہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں) اس میں اسلام سبب دخول جنت کے لئے ہے۔

ترکیب: اَسْلَمْتُ فعل اپنے فاعل ضمیر تُ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اَدْخُلَ فعل با فاعل الجنۃ مفعول فیہ بر مذہب اصح۔ اور بعض کے نزدیک مفعول بہ ہے فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ اِذَنْ بمعنی اس وقت۔ آخر مضارع کو نصب دیتا ہے اور کسی کے جواب جزا کیلئے آتا ہے اور مضارع مستقبل پر داخل ہوتا ہے اس لئے کہ جواب جزا زمانہ مستقبل میں پائے جائیں گے لہذا اس کا مدخول بھی مضارع مستقبل ہوگا جیسے کوئی شخص کہے کہ اَنَا اٰتِیْکَ غَدًا (میں تیرے پاس کل آؤنگا) اور پھر تم اس کے جواب میں کہو کہ اِذَنْ اُکْرِمَکَ (میں اس وقت تیرا اکرام کرونگا)۔

ترکیب: اَنَا مبتدا، اٰتِیْ فعل با فاعل، کَ ضمیر مفعول بہ، غدًا مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اَنْ و لَنْ پس کَیْ اِذَنْ این چہار حرف معتبر ۞ نصب مستقبل کنند این جملہ دائم اقتضا

قولہ بدانکہ اَنْ بعد از شش الخ. جاننا چاہیئے کہ اَنْ کبھی ملفوظ ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے جیسے اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ میں اَن ملفوظ ہے اور کبھی مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اور اس کا مقدر ہونا چھ حرفوں کے بعد ہے اول حَتّٰی کے بعد جیسے مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ (میں گذرا یہاں تک کہ شہر میں داخل ہوا) یہ حتی جس کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے دو معنی کے لئے آتا ہے تاکہ، یا یہاں تک کہ)

ترکیب: مررت فعل با فاعل، حتی حرف جار، ادخل فعل با فاعل منصوب بأن مقدرہ، البلد مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ ہو کر بتاویل مصدر مجرور ہوا جار کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دوم لام جحد کے بعد جحد کے لغوی معنی انکار کرنا، اصطلاح میں لام جحد وہ ہے جو نفی کی تاکید کے واسطے

اَنْ اور نفی کَانَ کے بعد متصل ہو جیسے قولہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ (البتہ اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا)

ترکیب:۔ مَا نافیہ، کَانَ فعل ناقص، اللہ اس کا اسم، لام حرف جار، یعذب فعل مضارع منصوب بان مقدر اس میں ضمیر ہُوَ راجع طرف اللہ کے اس کا فاعل، ہُمْ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر بتاویل مصدر مجرور ہوا جار کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا قاصدًا مقدر کے قاصدًا اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی کَانَ کی کَانَ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوئم اس اَوْ کے بعد جو اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ کے معنی میں ہو یعنی اِلٰی یا اِلَّا کے معنی میں ہو جو اَنْ مقدرہ پر داخل ہوتے ہیں نہ یہ کہ اَنْ بھی ان دونوں کے مفہوم میں داخل ہے ورنہ اگر اَنْ کے بعد ایک اور اَنْ مقدر مانیں تو تکرار اَنْ لازم آئیگا اور یہ ناجائز ہے جیسے قولہ لَأَلْزِمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِىْ حَقِّىْ (البتہ لازم پکڑونگا میں تجھکو یہاں تک کہ تو میرے حق کو عطا کرے)

ترکیب:۔ لالزمن فعل بافاعل، کَ ضمیر مفعول بہ، اَوْ بمعنی اِلٰی اَنْ، اِلٰی حرف جار، اَنْ حرف ناصب تعطی فعل با فاعل نِ وقایہ کا، یٰ متکلم مفعول بہ اول، حق مضاف، یٰ متکلم مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ ثانی ہوا، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر بتاویل مصدر مجرور ہوا اِلٰی حرف جار کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اگر اَوْ بمعنی اِلَّا اَنْ ہو تو تقدیر عبارت اس طرح ہو گی کہ لَأَلْزِمَنَّكَ فِىْ كُلِّ وَقْتٍ اِلَّا وَقْتَ اَنْ تُعْطِيَنِىْ حَقِّىْ (البتہ لازم پکڑوں گا میں تجھکو ہر وقت میں مگر اس وقت میں کہ عطا کرے تو مجھکو میرا حق، یعنی البتہ میں ہر وقت تیرے ساتھ رہونگا جب تک تو میرا حق نہ دے گا)

ترکیب فِىْ كُلِّ وَقْتٍ مستثنٰی منہ، اِلَّا حرف استثنا، فِىْ حرف جار، وقت مضاف، اَنْ تعطینی حقی بتاویل مفرد مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا جار کا، جار اپنے مجرور سے ملکر مستثنٰی ہوا، مستثنٰی منہ اپنے مستثنٰی سے ملکر متعلق ہوا لالزمن کے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

چہارم واؤ الصرف کے بعد، صرف کے لغوی معنی باز رکھنا اور اس کو واؤ الجمع بھی کہتے ہیں اور اس کے بعد اَنْ مقدر ہونے کی دو شرطیں ہیں اوّل یہ کہ ماقبل اور مابعد دونوں کے مضمون کا حصول ایک زمانہ میں ہو، دوئم یہ کہ وہ امر، نہی، نفی، استفہام تمنی اور عرض کے بعد واقع ہو امر کی مثال جیسے زُرْنِىْ وَاُكْرِمَكَ (بنصب میم) نہی کی مثال جیسے لَا تَأْكُلِ السَّمَكَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ نفی کی مثال جیسے مَا تَأْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا نفی بھی انشاء کے حکم میں ہے اس لئے کہ جس طرح انشاء جواب کو چاہتا ہے اسی طرح نفی بھی جواب کو چاہتی ہے، استفہام کی مثال جیسے هَلْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ وَاَشْرَبَهٗ تمنی کی مثال جیسے لَيْتَ لِىْ مَالًا وَاُنْفِقَهٗ، عرض کی مثال جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا وَتُصِيْبَ خَيْرًا، ان میں واؤ کے بعد اَنْ کو مقدر اس وجہ سے مانا جاتا ہے کہ ان میں پہلا جملہ انشائیہ ہے اور دوسرا جملہ خبریہ اور قاعدہ ہے کہ خبریہ کا عطف انشائیہ پر ناجائز ہے لہذا اَنْ کو مقدر مانا تاکہ مضارع مصدر کی تاویل میں ہو کر اس مصدر پر معطوف ہو جو ماقبل انشاء سے سمجھا جاتا ہے پس اَنْ کی تقدیر عبارت اس طرح ہو گی کہ لِيَجْتَمِعَ مِنْكَ زِيَارَةٌ وَاِكْرَامٌ مِنِّىْ (چاہئے کہ تجھ سے

زیارت اور مجھ سے اکرام جمع ہوں یعنی تو میری زیارت کرے میں تیرا اکرام کرونگا) اسمیں اکرام مصدر کا عطف زیارت مصدر پر ہے لَا یَجْتَمِعُ مِنْكَ اَكْلُ السَّمَكِ وَشُرْبُ اللَّبَنِ (نہ جمع ہووے تجھ سے مچھلی کا کھانا اور دودھ کا پینا) اس میں شرب اللبن کا عطف اکل السمک پر ہے۔ لَا یَجْتَمِعُ مِنْكَ اِتْيَانُكَ وَتُحَدِّثُكَ اِيَّانَا (تیرا آنا اور تیرا ہم سے بات چیت کرنا جمع ہوں) اور هَلْ يَجْتَمِعُ مِنْكُمْ وُجُودُ مَاءٍ وَشُرْبُهُ مِنِّي (کیا تمہارے پاس پانی کا ہونا اور میرا پینا جمع ہوگا) لَيْتَ يَجْتَمِعُ لِيْ ثُبُوتُ مَالٍ وَاِنْفَاقٌ مِنِّي (کاش کہ میرے پاس مال کا ہونا اور میرا اس کو خرچ کرنا جمع ہوتے) اَلَا يَجْتَمِعُ مِنْكَ نُزُوْلٌ وَاِصَابَةُ خَيْرٍ مِنِّيْ (تیرا اترنا اور میرا خیر کو پہنچانا کیوں جمع نہیں ہوتے)

پنجم لام کَیْ کے بعد یعنی وہ لام جو بمعنی کَیْ سببیہ کے آتا ہے جیسے اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّةَ (میں اسلام لایا تاکہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں) لام جحد اور لام کَیْ میں فرق لفظی و معنوی دونوں طرح سے ہے۔ لفظی تو یہ ہے کہ لام جحد ہمیشہ نفی کان کے بعد آتا ہے بخلاف لام کَیْ کے کہ وہ ایسا نہیں ہے اور معنوی یہ ہے کہ لام کَیْ تعلیل کے لئے آتا ہے اور اگر لفظاً سے گر جائے تو معنی مقصود میں خلل آجاتا ہے بخلاف لام جحد کے کہ وہ محض تاکید نفی کیلئے آتا ہے۔

ششم فا کے بعد۔ اور اس کے بعد اَنْ کے مقدر ہونے کی دو شرطیں ہیں اول یہ کہ اس کا ماقبل مابعد کیلئے سبب ہو۔ دوم یہ کہ وہ امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی اور عرض کے بعد ہو جیسے زُرْنِيْ فَاُكْرِمَكَ (تو میری زیارت کر تاکہ میں تیرا اکرام کروں) فا کے بعد بھی اَنْ مقدر ماننے کی وہی وجہ ہے جو واو میں گذر چکی تقدیر عبارت اس طرح ہو گی کہ لِيَكُنْ مِنْكَ زِيَارَةٌ فَاِكْرَامٌ مِنِّيْ نہی کی مثال جیسے لَا تَشْتِمْنِيْ فَاَضْرِبَكَ (تو مجھ کو گالی مت دے تاکہ میں تجھ کو ماروں) ای لَا يَكُنْ مِنْكَ شَتْمٌ لِيْ فَضَرْبٌ مِنِّيْ نفی کی مثال جیسے مَا تَاْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا (تو ہمارے پاس نہیں آتا تاکہ تو ہم سے گفتگو کرے) ای لَيْسَ مِنْكَ اِتْيَانٌ فَتَحْدِيْثُكَ اِيَّانَا۔ استفہام کی مثال جیسے هَلْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ فَاَشْرَبَهُ (کیا تمہارے پاس پانی ہے تاکہ میں اس کو پیوں) ای هَلْ يَكُوْنُ مِنْكُمْ مَاءٌ فَشُرْبٌ مِنِّيْ، تمنی کی مثال جیسے لَيْتَ لِيْ مَالًا فَاُنْفِقَهُ (کاش میرے پاس مال ہوتا تاکہ میں اسکو خرچ کرتا) ای لَيْتَ لِيْ ثُبُوْتُ مَالٍ فَاِنْفَاقٌ مِنِّيْ۔ عرض کی مثال جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا (تو ہمارے پاس کیوں نہیں اترتا تاکہ تو بھلائی کو پہنچے) ای لَا يَكُوْنُ مِنْكَ نُزُوْلٌ فَاِصَابَةُ خَيْرٍ مِنِّيْ۔

تنبیہ:۔ غالباً کتابت کی غلطی کیوجہ سے متن میں واو الصرف اور فا کے درمیان لام کَیْ واقع ہوا ہے مناسب یوں معلوم ہوتا ہے کہ لام کَیْ واو الصرف و فا، کے در جواب الخ ہو، اس لئے کہ فا کی طرح واو الصرف کے بعد اَنْ کے مقدر ہونے کی بھی دو شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ امر اور نہی اور نفی اور استفہام اور عرض کے جواب میں ہو۔ بخلاف لام کَیْ کے۔ کہ اس میں یہ شرط نہیں ہے۔

قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع را بجزم کنند وآں پنج ست لَمْ (۱) و لَمَّا (۲) و لام امر (۳)

ولائے نہی وان شرطیہ چوں لَمْ یَنْصُرْ ولَمَّا یَنْصُرْ ولِیَنْصُرْ ولا تَنْصُرْ وانْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ۔

بدانکہ اِنْ در دو جملہ رود چوں اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ جملہ اول را شرط گویند جملہ دوم را جزا۔ وانْ برائے مستقبل است اگرچہ در ماضی رود چوں اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ واینجا جزم تقدیری بود زیراکہ ماضی معرب نیست

وبدانکہ چوں جزائے شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا، فا در جزا آوردن لازم بود چنانکہ گوئی

اِنْ تَأْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ وانْ رَأَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ، وانْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُہِنْہُ وانْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا

قولہ لَمْ ولَمَّا۔ ان دونوں کا لفظی عمل یہ ہے کہ آخر مضارع کو جزم دیتے ہیں اور معنوی عمل یہ ہے کہ اس کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ لَمَّا کی نفی لَمَّا کے بولنے کے وقت تک کے ماضی کے تمام زمانوں کو مستغرق (گھیرے ہوئے) ہوتی ہے جیسے لَمَّا یَنْصُرْ زَیْدٌ (زید نے اس وقت تک ازمنہ گذشتہ میں سے کسی زمانہ میں مدد نہیں کی یعنی زید نے ابتک کبھی مدد نہیں کی) بخلاف لَمْ کے کہ اس میں نفی ماضی کے تمام زمانوں کو مستغرق نہیں ہوتی جیسے لَمْ یَنْصُرْ زَیْدٌ (زید نے مدد نہیں کی) اور یہ کہ لَمَّا کا فعل حذف ہو جاتا ہے نہ کہ لَمْ کا۔ جیسے نَدِمَ زَیْدٌ ولَمَّا اصل میں ولَمَّا یَنْفَعْہُ النَّدَامَۃُ تھا۔ (زید شرمندہ ہوا اور اسکو ندامت نے فائدہ نہیں دیا) اور نَدِمَ زَیْدٌ ولَمْ جائز نہیں ہے۔ قولہ لام امر۔ لام امر وہ لام ہے جس سے وجود فعل طلب کیا جائے اور یہ لام ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور حاضر معروف کے صیغوں کے علاوہ مضارع کے تمام صیغوں میں داخل ہوتا ہے جیسے لِیَنْصُرْ (چاہیئے کہ وہ مدد کرے) قولہ لائے نہی۔ لائے نہی وہ لا ہے جس سے ترک فعل طلب کیا جائے اور یہ لا مضارع کے تمام صیغوں پر داخل ہوتا ہے جیسے لَا تَنْصُرْ (تو مدد مت کر) قولہ اِن شرطیہ یہ حرف دو جملوں پر آتا ہے جن میں سے پہلا جملہ ہمیشہ فعلیہ ہوگا اور دوسرا کبھی فعلیہ اور کبھی اسمیہ جیسے اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ (اگر تو مدد کریگا تو میں مدد کرونگا) پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے جملہ کو جزا کہتے ہیں۔ یہ حرف ہمیشہ مستقبل کے معنی دیتا ہے اگرچہ ماضی پر کیوں نہ داخل ہو جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ (اگر تو ماریگا تو میں مارونگا) اور اس جگہ جزم تقدیری ہوگا اس لئے کہ ماضی مبنی ہوتی ہے جب شرط اور جزا دونوں مضارع ہوں یا صرف شرط تو مضارع میں جزم واجب ہے جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ اور اِنْ تَضْرِبْ ضَرَبْتُ۔ اگر شرط ماضی اور جزا مضارع ہو تو جزا میں جزم اور رفع دونوں جائز ہیں جیسے اِنْ ضَرَبْتَ اَضْرِبْ (بسکون با و رفع آں)

قولہ اِنْ تَنْصُرْ الخ۔ اِنْ حرف شرط تَنْصُرْ فعل با فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، اَنْصُرْ فعل با فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبر ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔ قولہ اِنْ تَأْتِنِیْ الخ اگر تو میرے پاس آئیگا تو اکرام کیا جائیگا۔ اِنْ حرف شرط تَأْتِیْ فعل با فاعل ن وقایہ کا ی متکلم مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط فا جزائیہ، اَنْتَ مبتدا اپنی خبر مُکْرَمٌ سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

قولہ اِنْ رَأَیْتَ الخ (تو اگر زید کو دیکھے تو تو اس کا اکرام کر) اِنْ حرف شرط رَأَیْتَ فعل با فاعل زَیْدًا مفعول

فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ف جزائیہ اکرم فعل با فاعل ہ ضمیر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔ قولہ إن أتاك الخ (اگر تیرے پاس عمرو آئے تو اس کی اہانت مت کر) إن حرف شرط أتا فعل ک ضمیر منصوب متصل مفعول بہ عمرو فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف جزائیہ لا تهن فعل اس میں ضمیر أنت مستتر فاعل، ہ ضمیر منصوب متصل مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

قولہ إن أكرمتني الخ (اگر تو میرا اکرام کریگا تو تجھکو اللہ تعالیٰ نیک جزا دے) إن حرف شرط اکرمت فعل اس میں ت ضمیر اس کا فاعل، ن وقایہ کا، ی متکلم مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ ہو کر شرط۔ ف جزائیہ جزا فعل ک ضمیر مفعول بہ اول، اللہ فاعل خیرا مفعول ثانی ... مل دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

تنبیہ:۔ جاننا چاہیئے کہ دعا بھی انشا کے اقسام میں سے ہے۔

باب دوم در عمل افعال

بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست و افعال در عمل بر دو گونہ است قسم اول فعل معروف

منصرف باشد یا غیر منصرف چوں عسیٰ و کاد، و تمام باشد یا ناقص چوں کان و صار ۱۲

بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد خواہ متعدی فاعل را برفع کند چوں قَامَ زَيْدٌ وضَرَبَ عَمْرٌو۔

یعنی فعلیکہ منسوب باشد بفاعل جلی یا خفی یا ظاہر یا مضمر و آنرا معلوم نیز گویند ۱۲

و شش اسم را بنصب کند اول مفعول مطلق را چوں قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا و ضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا۔

مثال فعل لازم ۱۲ — مثال فعل متعدی ۱۲ — مثال فعل لازم با ظرف زمان ۱۲ — مثال فعل لازم با ظرف مکان ۱۲

دوم مفعول فیہ را چوں صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وجَلَسْتُ فَوْقَكَ۔ سوم مفعول معہ را چوں

روزہ داشتم بروز جمعہ ۱۲ — نشستم بالائے تو ۱۲ — مثال فعل لازم ۱۲

جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ ای مَعَ الْجُبَّاتِ۔ چہارم مفعول لہ را چوں قُمْتُ إِكْرَامًا لِزَيْدٍ وضَرَبْتُهُ

بیامد سرما مقارن جبہا ۱۲ — مثال فعل متعدی ۱۲

تَادِيبًا۔ پنجم حال را چوں جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا۔ ششم تمیز را وقتیکہ در نسبت فعل با فاعل

یا شبہ فعل ۱۲

ابہامی باشد چوں طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اما فعل متعدی مفعول بہ را بنصب کند چوں

پوشیدگی ۱۲ — خوش شد زید از روئے نفس ۱۲ — چیزیکہ مفعول بہ بسبب خواہد ۱۲

ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا۔ و این عمل فعل لازم را نباشد۔

٦

قولہ فعل معروف الخ: فعل معروف وہ ہے جسکی نسبت فاعل کیطرف ہو۔ اور اسکو فعل معلوم بھی کہتے ہیں چونکہ اس فعل کا فاعل معلوم ومعروف ہوتا ہے لہذا اسکا یہ نام رکھا گیا جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں ضَرَبَ فعل معروف ہے کیونکہ اسکی نسبت زَیْدٌ فاعل معلوم کیطرف ہے (زید نے مارا) قولہ لازم الخ: فعل لازم وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر تمام ہو جائے اور مفعول بہ کو نہ چاہے جیسے قَامَ زَیْدٌ میں قام (زید کھڑا ہوا) لازم اسم فاعل ہے لغت میں بمعنی لپٹنے والا چونکہ یہ فعل بھی لپٹا رہتا ہے اور مفعول بہ کو نہیں چاہتا لہذا اسکا یہ نام رکھا گیا۔

قولہ متعدی الخ: فعل متعدی وہ فعل ہے جو فاعل کے علاوہ مفعول بہ کو بھی چاہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا میں ضَرَبَ (زید نے عمرو کو مارا) متعدی باب تفعّل سے اسم فاعل ہے لغت میں بمعنی تجاوز کرنیوالا چونکہ اس فعل کا اثر فاعل سے تجاوز کر کے مفعول بہ تک پہنچتا ہے لہذا اس کو متعدی کہتے ہیں جیسے مثال مذکور میں کہ مارنیکا اثر زید فاعل سے تجاوز کر کے عمرو مفعول بہ تک پہنچا ہے۔

قولہ قَامَ زَیْدٌ یہ فعل لازم کی مثال ہے اس میں قام فعل لازم نے زید کو جو اس کا فاعل ہے رفع دیا۔ قولہ ضَرَبَ زَیْدٌ یہ فعل متعدی کی مثال ہے اس میں ضَرَبَ فعل متعدی نے زید کو جو اس کا فاعل ہے رفع دیا۔

قولہ شش اسم را الخ: خلاصہ یہ ہے کہ فعل خواہ لازم ہو خواہ متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے اور چھ اسموں یعنی مفعول مطلق، مفعول فیہ، مفعول لہ، مفعول معہ، حال اور تمیز کو نصب دیتا ہے، رہا مفعول بہ اسکو نصب صرف فعل متعدی دیتا ہے نہ کہ فعل لازم اس لئے کہ وہ مفعول بہ کو نہیں چاہتا۔ قولہ قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا (کھڑا ہوا زید کھڑا ہونا) قام فعل ماضی، زید اسکا فاعل، قیامًا مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا یہ فعل لازم کی مثال ہے اور ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا (مارا زید نے مارنا) اس میں ضربًا مفعول مطلق ہے یہ فعل متعدی کی مثال ہے۔ قولہ صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ (میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا) صمت فعل ماضی اسمیں تُ ضمیر واحد متکلم اس کا فاعل، یوم مضاف الجمعۃ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ظرف زمان ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ ظرف زمان سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ جَلَسْتُ فَوْقَکَ الخ: (میں تیرے اوپر بیٹھا) جلست فعل با فاعل فوق مضاف کَ ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ظرف مکان ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ ظرف مکان سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا قولہ جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (جاڑہ جبّوں کے ساتھ آیا) جاء فعل ماضی، البرد فاعل والجبات مفعول معہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ الجبات یہ جُبَّۃٌ کی جمع مؤنث سالم ہے لہذا نصبی حالت کسرہ کے ساتھ ہے۔ قولہ قُمْتُ الخ: (میں زید کے اکرام کے لئے کھڑا ہوا) قمت فعل با فاعل اکرامًا مصدر، لام حرف جار، زید مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا اکرامًا کے۔ اکرامًا مصدر اپنے متعلق سے مل کر مفعول لہ ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا قولہ ضَرَبْتُہٗ تَادِیْبًا الخ: (میں نے اسکو ادب دینے کے لئے مارا) ضربتُ فعل با فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ تادیبًا مفعول لہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول لہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا (زید آیا اس حالت میں کہ وہ سوار تھا) جاء فعل زید فاعل ذوالحال، راکبًا اس سے حال ہے ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ تمیز را وقتیکہ الخ تمیز باب تفعیل سے مصدر ہے لغت میں بمعنی اٹھانا اصطلاح میں وہ اسم ہے جو کسی مبہم شئی سے ابہام و پوشیدگی کو دور کرے اور وہ مبہم شئی یا تو مفرد ہوگی اور اس وقت تمیز ابہام کو مفرد سے دور کریگی جیسے عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا تمیز نے رطل مفرد کے ابہام کو دور کیا (میرے پاس ایک رطل ہے از روئے زیتوں کے)۔ رطل ایک وزن ہے ساڑھے چھٹانک کا۔ زیتًا کہنے سے پیشتر رطل میں ابہام تھا کہ نہ معلوم متکلم کے پاس رطل گھی کا ہے یا زیتون کا یا کسی اور چیز کا جب زیتًا کو ذکر کیا تو یہ ابہام دور ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ متکلم کے پاس زیتون کے تیل کا ایک رطل ہے یا نسبت ہوگی خواہ جملہ میں یا اضافت میں اور اس وقت تمیز نسبت سے ابہام کو دور کریگی جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا میں (زید از روئے نفس کے اچھا ہے) نفسًا کہنے سے پیشتر طاب فعل کی نسبت میں جو زید فاعل کی طرف ہے ابہام تھا کہ نہ معلوم زید جو اچھا ہے وہ از روئے علم کے ہے یا نسب کے یا کسی اور اعتبار سے جب نفسًا تمیز کو ذکر کیا تو اس نے اس ابہام کو جو نسبت فعل بفاعل میں تھا دور کر دیا اور معلوم ہو گیا کہ زید از روئے نفس کے اچھا ہے پس اس تفصیل سے تمکو یہ بات معلوم ہو گئی کہ تمیز دو چیزوں (یعنی مفرد اور نسبت) سے ابہام کو دور کرتی ہے پس قول مصنف "تمیز را وقتیکہ الخ" کا مطلب یہ ہے کہ فعل جو تمیز کو نصب دیتا ہے صرف اس تمیز کو دیتا ہے جو نسبت سے ابہام کو دور کرتی ہے جیسے قول مصنف "طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا" میں طاب فعل نے نفسًا تمیز کو نصب دیا ہے بخلاف اس تمیز کے جو مفرد سے ابہام کو دور کرتی ہے اسکو نصب فعل نہیں دیتا بلکہ اسکو نصب وہی مفرد دیتا ہے جس سے ابہام دور ہوا ہے اور اس مفرد کو اسم تام کہتے ہیں جیسے مثال مذکور عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا میں زیتًا تمیز کو رطل اسم تام نے نصب دیا ہے۔

فصل بدانکہ فاعل اسمی ست کہ پیش از وے فعلی باشد مسند بداں اسم بر طریق قیام فعل بداں اسم چوں زَیْدٌ در ضَرَبَ زَیْدٌ۔ و مفعول مطلق مصدری ست کہ واقع شود بعد از فعلی و آں مصدر بمعنی آں فعل باشد چوں ضَرْبًا در ضَرَبْتُ ضَرْبًا و قِیَامًا در قُمْتُ قِیَامًا۔ و مفعول فیہ اسمی ست کہ فعل مذکور در وے واقع شود و او را ظرف گویند و ظرف بر دو گونہ است ظرف زمان چوں یَوْمَ در صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ و ظرف مکان چوں عِنْدَ در جَلَسْتُ عِنْدَکَ۔ و مفعول معہ اسمی ست کہ مذکور باشد بعد از واو بمعنی مَعَ چوں وَالْجُبَّاتِ در جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتُ ای مَعَ الْجُبَّاتِ۔ و مفعول لہ اسمی ست کہ دلالت کند بر چیزے کہ سبب فعل مذکور باشد چوں اِکْرَامًا در قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَیْدٍ۔ و حال اسمی ست نکرہ کہ دلالت کند بر ہیئتِ فاعل چوں رَاکِبًا در جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا یا بر ہیئت مفعول

چوں مَشْدُوْدًا در ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا۔ یا بر ہیئات ہر دو چوں رَاکِبَیْنِ در لَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ۔ و فاعل و مفعول را ذو الحال گویند و آں غالباً معرفہ باشد و اگر نکرہ باشد حال را مقدم دارند چوں جَاءَنِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ۔ و حال جملہ نیز باشد چنانچہ رَأَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ۔

(دریں مقام رابطہ واؤ و ضمیر ضرور نیست گاہے واؤ تنہا نیز آید ۱۲)

و تمیز اسمی ست کہ رفع ابہام کند از عدد چوں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَمًا۔ یا از وزن چوں عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا یا از کیل چوں عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا۔ یا از مساحت چوں مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ سَحَابًا۔

(روغن زیتون ۱۲ — پیمانہ ۱۲ — دو قفیز ۱۲ گندم ۱۲ — نیست ابر در آسمان اندازہ کف)

و مفعول بہ اسمی ست کہ فعل فاعل بر وے واقع شود چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔ (زد زید عمرو را ۱۲) بدانکہ ایں ہمہ منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند و جملہ بفعل و فاعل تمام شود و بدیں سبب گویند کہ اَلْمَنْصُوْبُ فَضْلَۃٌ۔

قولہ فاعل اسمی ست الخ. فاعل لغت میں بمعنی کرنیوالا۔ اصطلاح میں وہ اسم ہے جس کے پہلے فعل ہو (یا شبہ فعل) جو اسم کیطرف مسند ہو اس طرح سے کہ وہ فعل اسکے ساتھ قائم ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں زید ایک اسم ہے جس کے پہلے ضَرَبَ فعل ہے جو زید کیطرف مسند ہے اور اسکے ساتھ قائم ہے اور اس پر واقع نہیں ہے (زید نے مارا) شبہ فعل کی مثال جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْہُ (زید کا باپ کھڑا ہونے والا ہے) اسمیں قائم شبہ فعل ہے اور ابوہ مرکب اضافی اس کا فاعل ہے قولہ مسند بداں اسم۔ اس قید سے سب مفعول خارج ہو گئے۔ البتہ مفعول مالم یسم فاعلہ جس کو نائب فاعل بھی کہتے ہیں داخل رہا کیونکہ فعل اسکی طرف بھی مسند ہوتا ہے جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ میں (مارا گیا زید) لہٰذا بر طریق قیام فعل بداں اسم کی قید لگائی یعنی وہ فعل اس اسم کیطرف مسند اس طرح سے ہو کہ فعل کا قیام اس اسم کے ساتھ ہو۔ پس اس قید سے مفعول مالم یسم فاعلہ خارج ہو گیا اس لئے کہ فعل اس کے ساتھ قائم نہیں ہوتا ہے بلکہ اس پر واقع ہوتا ہے۔

قولہ قیام فعل الخ فعل کے اسم کے ساتھ قائم ہونے کی دو صورتیں ہیں یا تو فعل اس اسم سے صادر ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں ضرب زید سے صادر ہوئی ہے یا صادر نہ ہو جیسے مَاتَ زَیْدٌ (زید مر گیا) اور طَالَ عَمْرٌو (عمرو لمبا ہو گیا) قولہ مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو فعل کے بعد آوے اور اس فعل کے معنی میں ہو جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا میں ضَرْبًا مفعول مطلق ہے جو مصدر ہے اور ضَرَبْتُ فعل کے بعد ہے اور اس فعل کے معنی میں ہے (مارا میں نے مارنا) مصدر کا فعل کے معنی میں ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ جو فعل کے معنی ہیں وہ بعینہ اس کے معنی ہوں۔ اس لئے کہ فعل تین معنی پر مشتمل ہوتا ہے۔ اوّل معنی مصدری، دوم زمان اور سوم فاعل کیطرف نسبت۔ اور مصدر میں یہ معنی نہیں پائے جاتے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ مصدر اس فعل کے مصدر کے ہم معنی

ہو. خلاصہ یہ ہے کہ معنی مصدری دونوں کے ایک ہوں اور جیسے قُمْتُ قِیَامًا میں قیامًا مفعول مطلق ہے (کھڑا ہوا میں کھڑا ہونا)
قولہ بعد از فعل الخ اس قید سے اس مصدر سے احتراز ہے جو فعل کے بعد نہیں ہے پس وہ مفعول مطلق نہیں ہوگا جیسے اَلضَّرْبُ وَاقِعٌ عَلٰی زَیْدٍ میں اَلضَّرْبُ مصدر ہے لیکن مفعول مطلق نہیں ہے. قولہ بمعنی آں الخ اس قید سے اس مصدر سے احتراز ہے جو فعل کے بعد تو ہو لیکن فعل کے معنی میں نہ ہو جیسے ضَرَبْتُہٗ تَادِیْبًا پس تادیبًا کے معنی ضربتُ کے معنی کے غیر ہیں مفعول مطلق کبھی باعتبار لفظ اپنے فعل سے مغائر ہوتا ہے خواہ یہ مغایرت باعتبار مادہ ہو جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا میں (بیٹھا میں بیٹھنا) اس میں جلوسًا مفعول مطلق کا مادہ اور ہے اور قعدت فعل کا مادہ اور لیکن وہ اس کے معنی میں فرد ہے.
یا باعتبار باب جیسے اَنْبَتَہُ اللّٰہُ نَبَاتًا میں (اگایا اس کو اللہ تعالیٰ نے اگانا) اس میں نباتًا مفعول مطلق کا مادہ اور انبت فعل کا مادہ تو ایک ہی ہے لیکن باب دونوں کے مختلف ہیں اس لئے کہ اَنْبَتَ باب افعال سے ہے اور نَبَاتًا مصدر باب نَصَرَ سے. مگر معنی کے اعتبار سے وہ ہمیشہ فعل مذکور کے مرادف ہوگا اسی واسطے مصنفؒ نے بمعنی کی قید لگائی ہے.
فائدہ: مفعول مطلق تین طرح سے مستعمل ہوتا ہے اوّل فعل کی تاکید کے واسطے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا. اگر ضَرْبًا نہ کہتا تو سننے والا خیال کرتا کہ شاید مجازًا ضَرَبْتُ کہدیا اور حقیقت میں مارا نہ ہو اور زجر وغیرہ کیا ہو جب ضَرْبًا کہا تو معلوم ہو گیا کہ ضَرْبِ حقیقی مراد ہے. دوم بیان نوع کے لئے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَۃَ الْقَارِیْ (بکسر جیم) میں قاری کا سا بیٹھنا بیٹھا. سوم بیان عدد کے لئے جیسے جَلَسْتُ جَلْسَۃً (بفتح جیم) بیٹھا میں ایک دفعہ بیٹھنا ؎

اَلْفَعْلَۃُ لِلْمَرَّۃِ وَالْفِعْلَۃُ لِلْحَالَۃِ ❊ وَالْفُعْلَۃُ لِلْقُدْرَۃِ وَالْمِفْعَلُ لِلْاٰلَۃِ

قولہ مفعول فیہ اسمی ست الخ مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فعل یعنی حدث مذکور واقع ہوا اور اسکو ظرف بھی کہتے ہیں اور فعل سے یہاں مراد فعل لغوی ہے یعنی حدث مصدر جیسا کہ ہم نے اس کی تفسیر کر دی ہے نہ کہ اصطلاحی اور یہ حدث کبھی تو صراحۃً مذکور ہوگا جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُکَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ (جمعہ کے دن تیرے مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالا) اس مثال میں یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مفعول فیہ ہے جس میں حدث یعنی ضربٌ جو صراحۃً مذکور ہے واقع ہوئی ہے اور کبھی فعل کے ضمن میں مذکور ہوگا جیسے ضَرَبْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ (میں نے جمعہ کے دن مارا) اس میں یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مفعول فیہ ہے جس میں حدث یعنی ضَرْبٌ جو صراحۃً مذکور نہیں فعل کے ضمن میں مذکور ہے واقع ہے۔ تو قید مذکور سے
اس قید سے تمام وہ اسمائے زمان و مکان نکل گئے جن کا وہ فعل جو ان میں کیا گیا ہے مذکور نہ ہو جیسے یَوْمُ الْجُمُعَۃِ یَوْمٌ طَیِّبٌ (جمعہ کا دن اچھا دن ہے) اس میں الجمعۃ مرکب اضافی مبتدا ہے اور یَوْمٌ طَیِّبٌ مرکب توصیفی خبر پس یوم الجمعۃ میں کوئی نہ کوئی فعل ضرور کیا جاتا ہے لیکن یہاں وہ مذکور نہیں ہے لہٰذا یہ ظرف بمعنی اصطلاحی نہیں ہے. البتہ وہ ظرف بمعنی ہر وہ چیز جو زمان یا مکان پر دلالت کرنے کے اعتبار سے ظرف ہے قولہ ظرف زمان الخ یعنی وہ زمانہ جس میں فعل مذکور واقع ہو. قولہ ظرف مکان الخ یعنی وہ مکان جس میں فعل مذکور واقع ہو. ظرف کے لغوی معنی برتن کے ہیں جیسے برتن میں چیز رکھی جاتی ہے اسی طرح زمان و مکان میں فعل واقع ہوتا ہے.
قولہ مفعول معہ اسمی ست الخ مفعول معہ وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد فاعل یا مفعول کی مصاحبت کے لئے آئے جیسے قولہ جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (جاڑہ جبّوں کے ساتھ آیا) اس میں والجبات مفعول معہ کی مصاحبت

اَلبُرُّ وَ۔ فاعل کے ساتھ ہے اور جیسے کَفَاکَ وَزَیْدًا دِرْہَمٌ (کافی ہے تجھ کو مع زید کے ایک درہم) اس میں وزیدًا مفعول کی صحبت کا مفعول بہ کے ساتھ ہے۔ قولہ لبعد از واو الخ اس قید سے وہ اسم خارج ہوگیا جو غیر واو کے بعد ہو۔ مثلاً فا یا لفظ مع کے بعد ہو پس وہ مفعول معہ نہیں ہوگا جیسے جَاءَ زَیْدٌ فَعَمْرٌو (زید آیا پس عمرو آیا) اور جِئْتُ مَعَ زَیْدٍ (میں زید کے ساتھ آیا)

قولہ مفعول لہ اسمی ست الخ مفعول لہ وہ اسم ہے جو اس چیز پر دلالت کرے جو فعل مذکور کا سبب ہو۔ دوسرے الفاظ میں اس طرح سمجھو کہ وہ اسم ہے جس کی وجہ سے فعل مذکور واقع ہو جیسے قُمْتُ إِکْرَامًا لِزَیْدٍ (میں زید کے اکرام کی وجہ سے کھڑا ہوا) اس میں اکرامًا مفعول لہ قُمْتُ کا ہے۔ اکرام کی وجہ سے قیام واقع ہوا ہے وہ اکرام کے ساتھ مذکور ہے۔

قولہ حال اسمی ست الخ حال وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی ہیئت پر دلالت کرتا ہے جیسے قولہ جَاءَنِیْ زَیْدٌ رَاکِبًا۔ میں رَاکِبًا حال زَیْدٌ فاعل سے ہے۔ (میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا۔ اردو محاورے میں اس طرح کہیں گے کہ زید سوار ہو کر آیا) اس میں رَاکِبًا نے زَیْدٌ فاعل کی ہیئت و حالت کو بیان کیا ہے کہ زید کا آنا سوار ہونے کی حالت میں تھا۔ اور جیسے قولہ ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا میں نے زید کو مارا اس حال میں کہ وہ بندھا ہوا تھا۔ حال نے زید مفعول کی حالت کو بیان کیا ہے اس کا پٹنا بندھے ہوتے ہونے کی حالت میں تھا۔

ترکیب۔ ضَرَبْتُ فعل با فاعل زَیْدًا مفعول بہ ذوالحال، مَشْدُوْدًا صیغہ اسم مفعول حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اور جیسے قولہ لَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ (میں زید سے ملا اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے) اس میں رَاکِبَیْنِ تُ ضمیر فاعل اور زَیْدًا مفعول بہ دونوں سے حال ہے۔

ترکیب۔ لَقِیَ فعل، تُ ضمیر فاعل ذوالحال، زَیْدًا مفعول بہ ذوالحال، رَاکِبَیْنِ دونوں سے حال ہے تُ ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا زَیْدًا اپنے حال سے مل کر مفعول بہ ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ فاعل و مفعول را الخ فاعل اور مفعول بہ کو ذوالحال کہتے ہیں اس لئے کہ ذوالحال لغت میں بمعنی حال والا۔ چونکہ ان کی حالت بیان کی جاتی ہے لہٰذا یہ حال والے ہوئے۔

قولہ و آں غالبًا معرفہ باشد الخ یعنی ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ تم نے امثلہ مذکورہ میں دیکھا اور اگر ذوالحال نکرہ ہو تو اس وقت حال کو ذوالحال سے مقدم لانا واجب ہے تاکہ نصبی حالت میں صفت سے التباس نہ ہو جیسے رَأَیْتُ رَجُلًا رَاکِبًا (میں نے ایک مرد کو دیکھا اس حال میں کہ وہ سوار تھا) اس مثال میں رَاکِبًا رَجُلًا کی صفت بھی ہو سکتا ہے اور حال کی صورت میں حال کو اس پر مقدم رکھتے ہیں اور رَأَیْتُ رَاکِبًا رَجُلًا کہتے ہیں اور اس صورت میں صفت سے التباس نہیں ہوگا اس لئے کہ صفت اپنے موصوف سے مقدم نہیں ہوتی اور بحالت رفع گو التباس نہیں ہوتا لیکن طردًا للباب مقدم رکھتے ہیں۔

قولہ جائنی الخ۔ ترکیب:۔ جاء فعل ن وقایہ کا، ی متکلم مفعول بہ، راکبًا حال مقدم، زید ذوالحال مؤخر، ذو الحال مؤخر اپنے حال مقدم سے مل کر فاعل ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ وحال جملہ نیز باشد الخ اور کبھی حال جملہ خبریہ ہوتا ہے بخلاف جملہ انشائیہ کے کہ وہ حال نہیں ہوتا جیسے قولہ رَأَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ (میں نے امیر کو دیکھا اس حال میں کہ وہ سوار تھا) رأیت فعل با فاعل، الامیر ذو الحال، واؤ حالیہ، ھو مبتدا، راکب خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال ہوا ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ خبریہ ہوا۔

قولہ تمیز اسمی ست الخ تمیز وہ اسم ہے جو کسی مبہم چیز سے ابہام و پوشیدگی کو دور کرے اور وہ چیز جس سے تمیز ابہام کو دور کرتی ہے یا تو مفرد ہوگی یا نسبت۔ جیسا کہ گذر چکا اور وہ چیز جس سے ابہام دور ہوتا ہے اس کو ممیّز (بصیغۂ اسم مفعول) کہتے ہیں۔ مصنفؒ صرف اس تمیز کی مثالیں لائے ہیں جو صرف مفرد سے ابہام کو دور کر رہی ہے اور پھر مفرد مبہم یا تو مقدار ہوگی یا غیر مقدار، مصنفؒ مفرد میں سے بھی مفرد مقدار کی مثالیں لائے ہیں پس مفرد مقدار یا تو عدد ہوگا جیسے قولہ عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَمًا (میرے پاس گیارہ درہم ہیں) اس میں درہمًا تمیز نے احد عشر سے (جو کہ عدد ہے) ابہام کو دور کیا ہے۔

ترکیب:۔ عند مضاف، ی متکلم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابت مقدر کا، ثابتًا اپنے مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم ہوئی، احد عشر ممیز، درہمًا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یا وزن ہوگا جیسے قولہ عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا (میرے پاس ایک رطل ہے از روئے زیتون کے) اس میں زیتًا نے رطل سے (جو کہ وزن ہے) ابہام کو دور کیا ہے۔

ترکیب:۔ عندی مرکب اضافی ظرف ہے ثابت مقدر کا، ثابت اپنے مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم ہوئی رطل ممیز، زیتًا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یا کیل ہوگا یعنی پیمانہ جیسے قولہ عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا (میرے پاس دو قفیز ہیں از روئے گیہوں کے) قفیزان تثنیہ قفیز کا ہے اور قفیز ایک پیمانہ ہے ۷۰۰ مثال کا جو لکھنؤ کے سیر کے حساب سے تخمینًا ۲۸ سیر کا ہوتا ہے۔ اس میں برًّا تمیز نے قفیزان سے (جو کیل ہے) ابہام کو دور کر دیا ہے۔

ترکیب:۔ عندی مرکب اضافی مفعول فیہ ہوا ثابت مقدر کا، ثابت اپنے مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم ہوئی قفیزان ممیز، برًّا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یا مساحت (بکسر میم لغت میں بمعنی زمین کا ناپنا) ہوگی جیسے قولہ مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ سَحَابًا (آسمان میں ہتھیلی کے انداز کے مانند ابر نہیں ہے) اس میں سحابًا تمیز نے قدر راحۃ سے (جو کہ مساحت ہے) ابہام کو دور کیا ہے۔

ترکیب:۔ ما مشبہ بلیس، فی السماء جار مجرور متعلق ثابتًا مقدر کے۔ ثابتًا اپنے متعلق سے مل کر خبر مقدم

ہوئی۔ قدر راحۃ مرکب اضافی ممیز ہے اور سَحَابًا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر اسم مؤخر ہوا اور لِی اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اور اس تمیز کی مثال جو مفرد غیر مقدار سے ابہام کو دور کرتی ہے جیسے ہٰذَا خَاتَمٌ حَدِیْدًا (یہ انگوٹھی ہے از روئے لوہے کے) اس میں حدیدًا تمیز نے خاتم سے (جو کہ مفرد غیر مقدار ہے) ابہام کو دور کیا ہے۔ خاتم میں ابہام تھا کہ نہ معلوم انگوٹھی چاندی کی ہے یا لوہے کی یا کسی اور چیز کی، حدیدًا نے اس ابہام کو دور کر دیا ہے۔ لیکن مفرد غیر مقدار کی تمیز میں جر باضافت زیادہ ہے اور خَاتَمُ حدیدًا میں خاتم حدیدٍ زیادہ مستعمل ہے۔

قولہ مفعول بہ اسمی ست الخ۔ مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا (زید نے عمرو کو مارا) اس میں عمروًا مفعول بہ ہے جس پر زید فاعل کا فعل جو کہ ضرب ہے واقع ہوا ہے۔ قولہ بدا این ہمہ الخ جاننا چاہیئے کہ جملہ فعلیہ فعل اور فاعل سے تمام ہو جاتا ہے اور اس وقت جملہ فعلیہ کے جملہ ہونے کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ جملہ کے تمام ہونے کے لئے مسند الیہ اور مسند کا ہونا کافی ہے اور اس میں یہ دونوں موجود ہیں لہٰذا جملہ میں منصوبات کا ذکر جملہ کے تمام ہونے کے بعد ہوگا۔ اسی وجہ سے کہ یہ جملے زائد ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اَلْمَنْصُوْبُ فَضْلَۃٌ (منصوب زائد چیز ہے) اور فَضْلَۃٌ بفتح فاء بمعنی زیادہ ماندہ از چیزے۔

سوالات:۔ ان مثالوں میں فاعل اور مفعول اور مفعول کی قسمیں اور حال اور تمیز کو بتاؤ۔
جَلَسَ زَیْدٌ اَمَامَ الْاَمِیْرِ، ضَرَبْتُ زَیْدًا جَالِسًا، اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا، اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا، اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا، لَاتَقْتُلُوْا یُوْسُفَ، جَاءَ الْبَرْدُ وَالطَّیَالِسَۃَ، اَتٰی زَیْدٌ بَاکِیًا، صُمْتُ یَوْمَ الْخَمِیْسِ، جَلَسْتُ فَوْقَکَ، جِئْتُہٗ یَوْمًا لِلزِّیَارَۃِ، جَلَسَ زَیْدٌ جِلْسَۃَ الْمُؤَدَّبِ، ضَرَبْتُ زَیْدًا تَادِیْبًا، فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔

فصل

بدانکہ فاعل بر دو قسم ست مظہر[1] چوں ضَرَبَ زَیْدٌ۔ و مضمر[2] بارز چوں ضَرَبْتُ و مضمر مستتر یعنی پوشیدہ چوں زَیْدٌ ضَرَبَ کہ فاعل ضَرَبَ ھُوَ است در ضرب مستتر۔

بدانکہ چوں فاعل مؤنث حقیقی باشد یا ضمیر مؤنث علامتِ تانیث در فعل لازم باشد چوں قَامَتْ ھِنْدٌ و ھِنْدٌ قَامَتْ ای ھِیَ۔ و در مظہر مؤنث غیر حقیقی

ودر مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد چوں طَلَعَ الشَّمْسُ و طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ الرِّجَالُ وَ قَالَتِ الرِّجَالُ۔

قولہ فاعل بر دو قسم ست الخ. فاعل کی دو قسمیں ہیں. اوّل مظہر، جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں زَیْدٌ فاعل مظہر ہے. دوئم مضمر پھر مضمر کی دو قسمیں ہیں اوّل بارز، جیسے ضَرَبْتُ میں تُ فاعل مضمر بارز ہے. بارز اسم فاعل ہے بمعنی ظاہر ہونے والا، چونکہ یہ ضمیر ظاہر لفظوں میں ہوتی ہے لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا. دوئم مستتر، جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ کہ ضَرَبَ فعل کا فاعل ہُوَ ضمیر اس میں مستتر ہے جو زید کی طرف لوٹتی ہے۔
مستتر اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی چھپنے والا، مصدر استتار ہے اور استتار لازم ہے لہٰذا مُسْتَتَرٌ بصیغۂ اسم مفعول جیساکہ اکثر زبان زد ہے. حتیٰ کہ شرح مأتہ عامل کلاں مطبوعہ نظامی کے محشی نے بھی مفعول کا صیغہ بتلایا ہے صحیح نہیں ہے. قولہ چوں فاعل الخ. فعل کا فاعل اگر مفرد مظہر مؤنث حقیقی بغیر فصل کے متصل ہو یا وہ ضمیر جو مؤنث حقیقی یا غیر حقیقی کی طرف لوٹتی ہے تو ان تینوں صورتوں میں فعل میں علامت تانیث واجب ہے، جیسے قَامَتْ هِنْدٌ (ہندہ کھڑی ہوئی) اس میں هِنْدٌ مفرد مظہر مؤنث حقیقی قَامَتْ کا فاعل ہے اور اپنے فعل سے ملی ہوئی ہے. وَهِنْدٌ قَامَتْ اس میں قامت کا فاعل ضمیر هِیَ ہے جو ہِنْدٌ مؤنث حقیقی کی طرف لوٹتی ہے. اور اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ (آفتاب طلوع ہوا) اس میں طلعت کا فاعل ضمیر ہی ہے جو مؤنث غیر حقیقی کی طرف لوٹتی ہے اور یہ وجوب مظہر مؤنث حقیقی کی صورت میں تو اسلئے ہے کہ اس کی تانیث لفظاً اور معنیً دونوں اعتبار سے ہے. لہٰذا یہ دوسروں سے زیادہ قوی ہے. پس اس نے اپنی قوت کی وجہ سے فعل میں اثر کیا، اور ضمیر مؤنث حقیقی اور غیر حقیقی کی صورت میں اس لئے ہے کہ ان کا مرجع مؤنث ہے اور ضمیر مرجع کے موافق ہوا کرتی ہے۔
قولہ ودر مؤنث الخ. یعنی فعل کا فاعل اگر مظہر مؤنث غیر حقیقی ہو یا مفرد مظہر مؤنث حقیقی یا فصل ہو یعنی اپنے فعل سے فاصلہ سے واقع ہو، بایں طور کہ ان کے درمیان کوئی اور چیز آگئی ہو جس سے ان میں فصل واقع ہو گیا ہو تو ان دونوں صورتوں میں علامت تانیث کا فعل میں لگانا جائز ہے واجب نہیں. جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ و طَلَعَتِ الشَّمْسُ. اس میں الشمس مؤنث غیر حقیقی ہے جو طلع فعل کا فاعل ہے. اور جیسے حَضَرَ الْقَاضِیَ اِمْرَأَةٌ (عورت قاضی کے پاس حاضر ہوئی) اس میں اِمْرَأَةٌ مؤنث حقیقی ہے جو حَضَرَ کا فاعل ہے اور اَلْقَاضِیَ مفعول بہ، یہ بیچ میں آجانے کی وجہ سے اپنے فعل سے فاصلہ سے واقع ہوئی ہے اور یہ جواز تانیث پہلے میں اس لئے ہے کہ اس کی تانیث باعتبار لفظ

ہے مذکر باعتبار معنی. لہذا تذکیر و تانیث کے جواز میں لفظا اور معنی دونوں کی طرف نظر ہے اور دوسرے میں اس وجہ سے ہے کہ فصل کی وجہ سے تانیث فاعل فعل میں اثر نہیں کرتی. قولہ و در مظہر جمع الخ اور فعل کا فاعل اگر مظہر جمع تکسیر ہو یا جمع مؤنث سالم تو اس وقت بھی فعل میں علامت تانیث کا لگانا جائز ہے. جیسے قَالَ الرِّجَالُ و قَالَتِ الرِّجَالُ (آدمیوں نے کہا) اس میں الرِّجَالُ جمع تکسیر رَجُلٌ کی ہے یہ جمع تکسیر مذکر کی مثال ہے اور جیسے قَالَ نِسْوَةٌ وَقَالَتْ نِسْوَةٌ جمع تکسیر اِمْرَأَةٌ کی ہے یہ جمع تکسیر مؤنث کی مثال ہے اور جیسے جَاءَ الْمُؤْمِنَاتُ وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ (ایمان والی عورتیں آئیں) یہ جمع مؤنث سالم کی مثال ہے

قسم دوم مجہول، بدانکہ فعل مجہول بجائے فاعل مفعول بہ را برفع

کند و باقی را بنصب چوں ضُرِبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ ضَرْبًا

باقی معمولات را ۱۲ — مفعول فیہ ظرف زمان ۱۲ — ظرف مکان ۱۲

شَدِيدًا فِي دَارِهِ تَأْدِيبًا وَالْخَشَبَةَ. و فعل مجہول را فعل ما لم یسم فاعلہ

مفعول مطلق ۱۲ — جار مجرور متعلق ضرب ۱۲ — مفعول لہ ۱۲ — مفعول معہ ۱۲ — ای فعل مفعول لیکہ ذکر نہ کردہ شد

گویند و مرفوعش را مفعول ما لم یسم فاعلہ گویند.

ای نائب فاعل اورا ۱۲

قولہ فعل مجہول الخ. فعل مجہول وہ فعل ہے جس کا فاعل حذف کیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہو جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ میں ضُرِبَ فعل مجہول ہے. جس کا فاعل حذف کر کے زید مفعول بہ کو اس کے قائم مقام کر دیا، دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ فعل مجہول وہ ہے جس کی نسبت مفعول کی طرف ہو جیسے مثال مذکور میں ضُرِبَ فعل مجہول کی نسبت زَيْدٌ مفعول بہ کی طرف ہے جو کہ نائب فاعل ہے. (زید مارا گیا) مجہول اسم مفعول ہے بمعنی نامعلوم، چونکہ اس فعل کا فاعل ذکر نہ کئے جانے کی وجہ سے نامعلوم ہوتا ہے لہذا اس کو مجہول کہتے ہیں. فعل مجہول فعل معروف سے بنایا جاتا ہے اور فعل متعدی کے ساتھ خاص ہے فعل لازم سے نہیں آتا.،

قولہ بجائے فاعل مفعول بہ را الخ فعل مجہول کا مفعول بہ کو رفع اور باقی تمام مفاعیل کو نصب دینا اس وقت ہے کہ جب مفاعیل کے ساتھ مفعول بہ بھی ہو. جیسے قولہ ضُرِبَ زَيْدٌ الخ میں، زید جو فعل معروف میں مفعول بہ تھا اور منصوب مثال مذکور میں اور مفاعیل کے ساتھ پایا گیا پس ضُرِبَ فعل مجہول نے زید مفعول بہ کو رفع دیا اور باقی مفاعیل کو نصب.،

ترکیب :- ضُرِبَ فعل مجہول، زَیْدٌ نائب فاعل، یومَ مضاف، الجمعۃ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف زمان ہوا، امامَ مضاف، الامیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف مکان ہوا، ضَرْبًا موصوف شدیدًا صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق ہوا، فی حرف جار، دارِ مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا جار کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ضُرِبَ فعل کے، تادیبًا مفعول لہٗ، والخشبۃَ مفعول معہٗ، فعل اپنے نائب فاعل اور تمام مفاعیل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (مارا گیا زید جمعہ کے دن امیر کے سامنے سخت مارا جانا اس کے گھر میں لکڑی کے ادب دینے کے لئے) لیکن اگر کلام میں مفعول بہٖ کے علاوہ تمام مفاعیل جو نائب فاعل بن سکتے ہیں، پائے جائیں تو اس وقت اختیار ہے کہ جس کو بھی چاہو نائب فاعل بنا کر مرفوع پڑھو اور باقی کو منصوب جیسے ذُہِبَ بِزَیْدٍ اَمَامَ الْاَمِیْرِ ذِہَابًا شَدِیْدًا فِیْ دَارِہٖ (لے جایا گیا زید امیر کے سامنے لے جایا جانا سخت اس کے گھر میں) اس مثال میں مفعول بہٖ کے علاوہ اور مفاعیل پائے جا رہے ہیں پس ان میں سے جس کو بھی چاہو نائب فاعل بنا کر مرفوع پڑھ سکتے ہو اور باقی کو منصوب۔

قولہ فعل مالم یُسَمَّ فاعلہٗ (فعل اس مفعول کا جس کے فاعل کا نام نہیں لیا گیا) مَا سے مراد مفعول ہے۔ فعل مجہول کا یہ دوسرا نام ہے۔ قولہ مفعول مالم یُسَمَّ فاعلہٗ (مفعول اس فعل کا جس کے فاعل کا نام نہیں لیا گیا) مَا سے مراد فعل ہے اس کا نام نائب الفاعل بھی ہے۔ (فاعل کا قائم مقام)

سوالات :- ان مثالوں میں فاعل کی قسمیں اور مفعول مالم یُسَمَّ فاعلہٗ بتاؤ۔

مَا جَاءَ خَالِدٌ، كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ، زَيْدٌ اَكَلَ، شَرِبْنَا الْمَاءَ، اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ، اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ، يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ، ضَاقَتِ الْاَرْضُ، قَالَ نِسْوَةٌ، قُتِلَ خَالِدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَوْقَ السَّطْحِ۔

فصل بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم ست۔ اول متعدی بیک مفعول چوں ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا۔ دوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بیک مفعول روا باشد چوں اَعْطٰی و آنچہ در معنی او باشد چوں اَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا

واین جا أَعْطَيْتُ زَيْدًا نیز جائز ست، سوم[۳] متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بیک مفعول روا نباشد۔ واین در افعال قلوب ست چوں عَلِمْتُ وظَنَنْتُ وحَسِبْتُ وخِلْتُ وزَعَمْتُ ورَأَيْتُ ووَجَدْتُ چوں عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا وظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا۔ چہارم[۴] متعدی بسہ مفعول چوں أَعْلَمَ وأَرَى وأَنْبَأَ وأَخْبَرَ وخَبَّرَ ونَبَّأَ وحَدَّثَ۔ چوں أَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا۔ بدانکہ این ہمہ مفعولات مفعول بہ اند ومفعول دوم در باب عَلِمْتُ ومفعول سوم در باب أَعْلَمْتُ ومفعول لہ ومفعول معہ را بجائے فاعل نتوانند نہاد ودیگر ہارا شاید۔ ودر باب أَعْطَيْتُ مفعول اوّل بمفعول ما لم يسم فاعلہ لائق تر باشد از مفعول دوم

یا أعطیت درہما ۱۲

حذف ہر دو معًا جائز ست ۱۲

دانستم زید را فاضل ۱۲

گمان کردم زید را عالم ۱۲

قولہ متعدی بر چہار الخ مفعول کے لحاظ سے فعل متعدی چار قسم پر ہے اوّل[۱] متعدی بیک مفعول جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا (زید نے عمرو کو مارا) اس میں ضرب فعل ایک مفعول کی طرف متعدی ہے زید اس کا فاعل ہے اور عمرو مفعول بہ۔ دوم[۲] متعدی بدو مفعول کہ جس میں ایک مفعول پر اقتصار جائز ہے۔ جیسے أَعْطٰى کہ یہ دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جن میں سے کسی ایک مفعول پر اقتصار جائز ہے جیسے أَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا (میں نے زید کو ایک درہم عطا کیا) پس اس میں أَعْطَيْتُ زَيْدًا بھی جائز ہے اور أَعْطَيْتُ دِرْهَمًا بھی اور یہ اس لئے جائز ہے کہ أَعْطَيْتُ اور اس جیسے اور فعل متعدی کے دونوں مفعول باعتبار ذات کے مغائر ہوتے ہیں (دیکھو مثال مذکور میں زَيْدًا اور دِرْهَمًا دونوں مفعول باعتبار ذات کے مغائر ہیں) لہٰذا کسی ایک کے ذکر سے اور

دوسرے کے حذف سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی، قولہ چوں اَعطٰی و آنچہ در معنی الخ جیسے اَعطٰی اور وہ جو اَعطٰی کے معنی میں ہو دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جن کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک مفعول پر اقتصار جائز ہے۔ اور قول مصنفؒ آنچہ در معنی او باشد سے مراد ہر وہ فعل ہے جس کے معنی اَعطٰی کے معنی کی طرح دو مفعولوں کو چاہتے ہوں، اور افعال قلوب سے نہ ہوں جیسے کَسَوْتُ زَیْدًا جُبَّۃً (میں نے زید کو جبہ پہنایا) اور جیسے سَلَبْتُ زَیْدًا ثَوْبًا (میں نے زید سے کپڑا چھینا)

ترکیب:۔ اَعطَیْتُ فعل بافاعل، زَیْدًا مفعول بہ اول، درہمًا مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، سوم متعدی بدو مفعول کہ جس میں ایک مفعول پر اقتصار جائز نہیں ہے اور یہ افعال قلوب میں ہوتا ہے جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا (میں نے زید کو فاضل یقین کیا) پس اس میں عَلِمْتُ زَیْدًا یا عَلِمْتُ فَاضِلًا کہنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس جگہ دونوں مفعول بمنزلہ ایک اسم کے ہیں، اس وجہ سے ان کا مفعول بہ حقیقۃً مضمون جملہ ہوتا ہے۔ اور مضمون جملہ سے مراد مفعول ثانی کا مصدر ہے جو مفعول اول کی طرف مضاف ہو جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا بمعنی عَلِمْتُ فَضْلَ زَیْدٍ ہے (میں نے زید کی فضیلت کا یقین کیا) پس ایسی صورت میں اگر دونوں میں سے کسی ایک کو حذف کیا جائے تو ایسا ہوگا جیسا کہ ایک کلمہ کے بعض اجزاء حذف کر دیئے گئے البتہ قرینہ پائے جانے کے وقت دونوں مفعولوں کو اکٹھا حذف کرنا جائز ہے۔

قولہ افعال قلوب الخ قلوب جمع قلب کی ہے یعنی دل، چونکہ ان افعال میں یقین یا ظن کے معنی پائے جاتے ہیں اور ان معنی کا تعلق قلب سے ہے نہ کہ اعضائے ظاہری سے لہٰذا ان کا نام افعال قلوب ہے پس عَلِمْتُ اور رَأَیْتُ اور وَجَدْتُ یقین کے معنی میں آتے ہیں جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا أَمِیْنًا (میں نے زید کو امانت دار یقین کیا) وَرَأَیْتُ زَیْدًا فَاضِلًا (میں نے زید کو فاضل یقین کیا) یہاں رویت سے مراد رویت قلبی ہے جو علم کا درجہ ہے۔ وَوَجَدْتُ زَیْدًا فَاضِلًا (میں نے زید کو فاضل یقین کیا) اور ظَنَنْتُ اور حَسِبْتُ اور خِلْتُ ظن و گمان کے معنی میں آتے ہیں، جیسے ظَنَنْتُ زَیْدًا عَالِمًا (میں نے زید کو عالم گمان کیا) اور حَسِبْتُ زَیْدًا کَاتِبًا (میں نے زید کو لکھنے والا گمان کیا) اور خِلْتُ زَیْدًا نَائِمًا (میں نے زید کو سونے والا گمان کیا) اور زَعَمْتُ مشترک ہے۔ یعنی کبھی یقین کے معنی میں آتا ہے اور کبھی ظن کے معنی میں آتا ہے جیسے زَعَمْتُ اللّٰہَ رَحِیْمًا (میں نے اللہ کو رحیم یقین کیا) اور جیسے زَعَمْتُکَ کَرِیْمًا (میں نے تجھ کو کریم گمان کیا) اور ان کو افعال الشک والیقین بھی کہتے ہیں اور شک سے مراد ظن ہے۔

چہارم متعدی بسہ مفعول، جیسے اَعْلَمَ وَ اَرٰی، بمعنی یقین دلایا، جیسے قولہ اَعْلَمَ اللّٰہُ

زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا (یقین دلایا اللہ تعالیٰ نے زید کو عمرو فاضل ہے) اور جیسے اَرٰی زَیْدٌ عَمْرًوا خَالِدًا عَالِمًا (زید نے عمرو کو یقین دلایا کہ خالد عالم ہے) اور جیسے اَنْبَأَ وَاَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَنَبَّأَ وَحَدَّثَ بمعنی خبر دی، قولہ اَعْلَمَ اللہُ اعلم فعل اپنے فاعل اللہ اور زیدًا مفعول بہ اوّل اور عمرًا مفعول بہ ثانی اور فاضلا مفعول بہ ثالث سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ در باب علمت الخ یعنی باب علمت کے دوسرے مفعول کو اور باب اعلمت کے تیسرے مفعول کو اور مفعول لہ اور مفعول معہ کو نائب فاعل بنانا ناجائز ہے۔ اور باب علمت سے مراد وہ فعل یا شبہ فعل ہے جو ان دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو جن میں سے پہلا مفعول مسند الیہ ہوا اور دوسرا مسند، خواہ وہ افعال قلوب سے ہو جیسے عَلِمْتُ یا نہ ہو، جیسے اِعْتَقَدْتُ زَيْدًا شَاعِرًا، پس عُلِمَتُ زَيْدًا فَاضِلًا میں عُلِمَ فَاضِلٌ زَيْدًا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ دوسرا مفعول فاضلاً اصل میں پہلا مفعول زیدًا کی طرف مسند ہے۔ اس واسطے کہ زیدًا فاضلاً اصل میں مبتدا اور خبر ہے یعنی زَيْدٌ فَاضِلٌ، اور جب دوسرا مفعول نائب فاعل ہوگا تو اس کی اسناد فعل کی طرف ہوگی اور اس وقت یہ مسند الیہ ہوگا۔ اور ایک وقت میں ایک چیز کا مسند اور مسند الیہ ہونا ناجائز ہے۔ لہذا دوسرا مفعول نائب فاعل نہیں ہو سکتا، لیکن عُلِمَ زَيْدٌ فَاضِلًا جائز ہے۔

قولہ در باب اَعْلَمْتُ الخ. پس اَعْلَمَ اللهُ زَيْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا میں فَاضِلًا نائب فاعل نہیں ہو سکتا، اور عُلِمَ فَاضِلٌ زَيْدًا عَمْرًوا ناجائز ہے، اس واسطے کہ اس میں بھی عُلِمْتُ کی طرح تیسرے مفعول کا ایک وقت میں مسند اور مسند الیہ ہونا لازم آتا ہے اور وہ ناجائز ہے اور عُلِمَ زَيْدٌ عَمْرًوا فَاضِلًا جائز ہے۔ قولہ و مفعول لہ الخ، پس ضَرَبْتُ تَادِيْبًا میں ضُرِبَ تَادِيْبٌ جائز نہیں ہے، کیونکہ مفعول لہ کا نصب سببیت پر دلالت کرتا ہے، نائب فاعل کی صورت میں رفع آئے گا اور وہ سببیت پر دلالت نہیں کرتا، لیکن لام کی صورت میں مفعول لہ کا نائب فاعل ہونا جائز ہے، جیسے ضُرِبَ لِلتَّادِيْبِ اس لئے کہ اس صورت میں لام سببیت پر دلالت کرتا ہے۔ قولہ مفعول معہ الخ پس جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ میں وَالْجُبَّاتِ کا نائب فاعل ہونا ناجائز ہے، کیونکہ واؤ جو اصل میں عطف کے لئے آتا ہے انفصال کو چاہتا ہے اور نائب فاعل فعل کے جزو کے مانند ہوتا ہے۔ پس واؤ کے ساتھ نائب فاعل نہیں ہو سکتا۔ اور بغیر واؤ کے بھی ناجائز ہے اس لئے کہ اس وقت میں مفعول معہ ہونا معلوم نہیں ہوتا۔

جاننا چاہیے کہ حال اور تمیز بھی نائب فاعل نہیں بن سکتے۔

قولہ ودیگر ہا را شاید الخ یعنی ان کے علاوہ اوروں کا نائب فاعل بنانا جائز ہے۔ مفعول مطلق کے نائب فاعل ہونے کی مثال جیسے سِیْرَ سَیْرٌ شَدِیْدٌ۔ مفعول فیہ کے نائب فاعل ہونے کی مثال جیسے سِیْرَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔ قولہ درباب اَعْطَیْتُ الخ اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَمًا میں اُعْطِیَ زَیْدٌ دِرْھَمًا اولیٰ ہے اُعْطِیَ زَیْدًا دِرْھَمٌ سے، کیونکہ پہلا مفعول زید لینے والا ہے اور درہم دی ہوئی چیز ہے اور لینے والے کا نائب فاعل ہونا اولیٰ ہے، کیونکہ اس میں فاعلیت کے معنی پائے جاتے ہیں۔

فصل

بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اند کَانَ وصَارَ وظَلَّ وبَاتَ واَصْبَحَ واَضْحٰی واَمْسٰی وعَادَ وآضَ وغَدَا ورَاحَ ومَازَالَ ومَاانْفَكَّ ومَابَرِحَ ومَافَتِئَ ومَادَامَ ولَیْسَ۔ ایں افعال بفاعل تنہا تمام نشوند ومحتاج باشند بخبرے، بدیں سبب اینہارا ناقصہ گویند ودر جملہ اسمیہ روند ومسند الیہ [ای مبتدا ۱۲] را برفع کنند ومسند [ای خبر ۱۲] را بنصب چوں کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا۔ ومرفوع را اسم کَانَ گویند ومنصوب خبر کَانَ وباقی را بریں قیاس کن۔

بدانکہ بعضی ازیں افعال در بعضی احوال بفاعل تنہا تمام شوند چوں کَانَ مَطَرٌ شد باراں بمعنی حَصَلَ، وادرا کَانَ تامہ گویند وکَانَ زائدہ نیز باشد۔

فصل بدانکہ افعال مقاربہ چہار است عَسٰی (بمعنی قریب ومحال الرجاء ۱۲) وکَادَ وکَرُبَ واَوْشَکَ (بلفظ رامعنی قرب ۱۲)

ایں افعال در جملہ اسمیہ روند چوں عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ. کاں اسم را برفع کنند وخبر ابنصب اِلّا آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد با اَنْ (مصدریہ ۱۲) چوں عَسٰی زَیْدٌ اَنْ (مصدریہ ۱۲) یَخْرُجَ یا بے اَنْ چوں عَسٰی زَیْدٌ یَخْرُجُ. وشاید کہ فعل مضارع با اَنْ فاعل عَسٰی باشد واحتیاج بخبر نیفتد (ودریں وقت عسیٰ تامہ باشد ۱۲) چوں عَسٰی اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ. در محل رفع بمعنی مصدر۔ (ای ان یخرج زید ۱۲)

قولہ افعال ناقصہ الخ. افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو فاعل کو کسی صفت پر ثابت کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہوں. درآں حالیکہ وہ صفت ان افعال کے مصدر کے غیر ہوں. جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا تھا) اس میں کَانَ نے زید کے لئے صفت قیام کو (جو مصدر کَانَ کے غیر ہے) ثابت کیا۔ تعریف میں درآں حالیکہ وہ صفت الخ کی قید اس واسطے ہے تاکہ افعال تامہ سے احتراز ہو جائے اس لئے کہ وہ فاعل کو اپنی صفت مصدر پر ثابت کرنے کے لئے آتے ہیں. مثلاً ضَرَبَ فاعل کو صفت ضَرَبَ پر ثابت کرنے کے لئے آتا ہے. جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں ضَرَبَ نے زید کے لئے اپنی صفت ضَرَبَ ثابت کی. قولہ کَانَ بمعنی تھا. مصدر کَوْنٌ وکَیْنُوْنَۃٌ بمعنی ہونا، باب نصر. جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا تھا) صَارَ بمعنی ہو گیا. مصدر صَیْرٌ (وصَیْرُوْرَۃٌ) بمعنی ہو جانا. باب ضَرَبَ جیسے صَارَ زَیْدٌ غَنِیًّا (ہو گیا زید غنی) ظَلَّ بمعنی تمام دن رہا. دوسرے معنی ہو گیا، جیسے ظَلَّ زَیْدٌ صَائِمًا (زید تمام دن روزہ دار رہا)۔ ظَلَّ زَیْدٌ غَنِیًّا (ہو گیا زید غنی) بَاتَ بمعنی تمام رات رہا اور بمعنی ہو گیا. جیسے بَاتَ زَیْدٌ نَائِمًا (زید تمام رات سوتا رہا. بَاتَ زَیْدٌ فَقِیْرًا. زید فقیر ہو گیا اَصْبَحَ بمعنی صبح کا وقت ہو گیا. اور بمعنی ہو گیا. جیسے اَصْبَحَ زَیْدٌ قَائِمًا. صبح کے

وقت زید کھڑا ہوا۔ اَصْبَحَ زَیْدٌ غَنِیًّا۔ زید غنی ہو گیا۔ اَضْحیٰ، بمعنی چاشت کا وقت ہو گیا اور بمعنی ہو گیا جیسے اَضْحیٰ زَیْدٌ اَمِیْرًا۔ چاشت کے وقت زید امیر ہو گیا۔ اَضْحیٰ زَیْدٌ کَاتِبًا۔ زید کاتب ہو گیا اَمْسیٰ۔ بمعنی شام کا وقت ہو گیا اور بمعنی ہو گیا۔ جیسے اَمْسیٰ زَیْدٌ شَاعِرًا۔ شام کے وقت زید شاعر ہو گیا۔ وَاَمْسیٰ زَیْدٌ قَارِیًا۔ زید قاری ہو گیا۔،

عَادَ و آضَ وغَدَا و رَاحَ جب یہ ناقصہ ہوں گے تو صرف بمعنی "ہو گیا" کے ہوں گے جیسے عَادَ زَیْدٌ غَنِیًّا۔ زید غنی ہو گیا و آضَ زَیْدٌ فَقِیْرًا۔ زید فقیر ہو گیا۔ وغَدَا زَیْدٌ کَاتِبًا۔ زید کاتب ہو گیا۔ وَرَاحَ زَیْدٌ شَاعِرًا۔ زید شاعر ہو گیا اور جب یہ چاروں تامہ ہوں گے تو عَادَ بمعنی لوٹا۔ از عَوْدٌ بمعنی لوٹنا باب نصر۔ و آضَ بمعنی پھرا۔ از اَیْضٌ بمعنی پھرنا باب ضرب۔ اور غَدَا بمعنی صبح کے وقت چلا۔ از غُدُوٌّ بمعنی صبح کے وقت چلنا، باب نصر۔ وَرَاحَ بمعنی شام کے وقت چلا از رَوَاحٌ بمعنی شام کے وقت چلنا باب نصر زوال آفتاب کے قبل کے وقت کو غَدَاۃ کہتے ہیں۔ اور زوال سے رات تک کے وقت کو رَوَاحٌ کہتے ہیں۔ مَازَالَ نہیں زائل ہوا۔ از زَالَ یَزَالُ۔ باب سمع۔ زَالَ یَزُولُ سے نہیں آئے گا کیونکہ یہ تامہ ہے مَابَرِحَ (نہیں زائل ہوا) از بَرَاحٌ۔ زائل ہونا۔ باب سمع۔ مَافَتِیَٔ (نہیں زائل ہوا) از فَتْءٌ زائل ہونا۔ باب سمع۔ مَاانْفَکَّ (نہیں جدا ہوا) مصدر اِنْفِکَاکٌ (جدا ہونا۔ ان چاروں افعال کے معنی میں نفی پائی جاتی ہے اور جب مانافیہ ان پر داخل ہوا تو ان کے معنی نفی النفی ہو گئے اور نفی کی نفی اثبات ہوتی ہے۔ پس اردو محاورے میں ان چاروں کے معنی "ہمیشہ" رہا، ہوں گے جیسے مَازَالَ زَیْدٌ غَنِیًّا (زید ہمیشہ غنی رہا۔،

مَادَامَ (جب تک رہے) اس میں مَا مصدریہ ہے اور یہ اپنے اسم اور خبر سے مل کر اپنے ماقبل جملہ کا ظرف ہوتا ہے جیسے اِجْلِسْ مَادَامَ زَیْدٌ جَالِسًا (بیٹھ تو جب تک کہ زید بیٹھنے والا رہے) تقدیری عبارت اس طرح ہوگی کہ اِجْلِسْ مُدَّۃَ دَوَامِ جُلُوْسِ زَیْدٍ لَیْسَ بمعنی نہیں ہے یہ اصل میں لَیِسَ تھا تخفیف کی وجہ سے یا کے کسرہ کو حذف کر دیا جیسے لَیْسَ زَیْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا نہیں ہے) قولہ این افعال بفاعل الخ یعنی چونکہ یہ افعال تامہ کے مانند صرف فاعل کے ساتھ کلام تام (جس پر سکوت صحیح ہو جاتا ہے) نہیں ہوتے اور پورا فائدہ دینے میں خبر کے محتاج ہوتے ہیں لہذا نقصان سے خالی نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو ناقصہ کہتے ہیں۔،

قولہ و در جملہ اسمیہ روند الخ۔ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے پہلے جزء یعنی مسند الیہ مبتدا کو رفع دیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اس کا فاعل ہے اور ہر فعل کے لئے فاعل کا ہونا ضروری ہے اور اس کے دوسرے جزء یعنی مسند خبر کو نصب دیتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ مفعول بہ کے

ساتھ مشابہ ہے جیسا کہ فعل متعدی کے معنی بغیر مفعول بہ کے تمام نہیں ہوتے اسی طرح ان افعال کے معانی اپنی خبروں کے بغیر تمام نہیں ہوتے، قولہ کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا۔

ترکیب: کَانَ فعل ناقص، زید اس کا اسم، قائم خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ کَانَ مَطَرٌ (بارش ہوئی)

ترکیب: کَانَ فعل تام، مطر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا چونکہ اس وقت کَانَ معنی میں حَصَلَ (حاصل ہوئی) کے ہونے کی وجہ سے صرف فاعل کے ساتھ کلام تام ہوجاتا ہے لہٰذا اس کو کَانَ تامہ کہتے ہیں۔ قولہ کَانَ زائدہ الخ کَانَ زائدہ وہ ہے کہ اگر اس کو لفظاً اور عبارت سے حذف کر دیں تو معنی مقصود میں خلل نہ آئے، جیسے کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا (ہم کیونکر اس سے کلام کریں گے جو ابھی گہوارہ میں بچہ ہے۔) ؎

کان، صار، اصبح، امسی، واضحی، ظل، بات ⁂ مافتی، مادام، ماانفک، لیس باشد از قفا

مابرح، مازال وافعالی کز ینہا مشتقند ⁂ ہر کجا بینی ہمیں حکم ست در جملہ روا

قولہ افعال مقاربہ الخ مُقَارَبَۃٌ بالفتح از باب مفاعلت کا مصدر ہے بمعنی قریب کرنا اصطلاح میں وہ افعال ہیں جو یہ بتلانے کے لئے وضع کئے گئے ہوں کہ خبر کا حصول فاعل کے لئے قریب ہے اور یہ یعنی خبر کا فاعل کے لئے قریب الحصول ہونا تین طرح کا ہے اول باعتبار امید یعنی متکلم اس امر کی امید اور طمع رکھتا ہے (نہ کہ یقین) کہ حصول خبر فاعل کے لئے قریب ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ (امید ہے کہ زید عنقریب نکلے) دوسرے باعتبار حصول یعنی متکلم خبر دیتا ہے کہ خبر کا حصول فاعل کے لئے یقیناً قریب ہے۔ نہ بطور امید۔ جیسے کَادَ زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ (زید یقیناً نکلنے کے قریب ہے) تیسرے باعتبار شروع یعنی متکلم فاعل کے لئے خبر کے حصول کے قرب کی خبر دیتا ہے اس وجہ سے کہ متکلم کو اس امر کا یقین ہے۔ (نہ کہ امید) کہ فاعل تحصیل خبر کو شروع کر دیا جیسے کَرَبَ زَیْدٌ یَخْرُجُ (زید نے یقیناً نکلنا شروع کر دیا) اَوْشَکَ بھی کرب کی مثل ہے۔ قولہ چہار ست الخ۔ مصنف کا چار افعال مقاربہ لکھنا مشہور کی بنا پر ہے۔ ورنہ حقیقت میں سات ہیں۔ چار تو وہ ہیں جو مصنف رحمہ نے ذکر کئے اور باقی تین طَفِقَ، اَخَذَ اور جَعَلَ ہیں یہ تینوں شروع کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔

قولہ عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ۔

ترکیب: عَسٰی فعل مقاربہ، زید اس کا اسم، اَنْ حرف ناصب، یخرج مضارع اس میں ہُوَ ضمیر راجع طرف زید کے اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مفرد یعنی خُرُوْجَہٗ منصوب محلاً ہو کر خبر ہوئی۔ عَسٰی اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا چونکہ اس فعل میں لَعَلَّ کی مثل امید کا

انشا پایا جاتا ہے لہذا جملہ انشائیہ ہوگا۔

قولہ احتیاج بخبر نیفتد الخ۔ اس وقت میں عسیٰ تامہ ہوگا جیسے عَسیٰ اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ۔

ترکیب: عسیٰ فعل تام، ان یخرج فعل مضارع، زید اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مفرد یعنی خُرُوْجُ زَیْدٍ فاعل ہوا عسیٰ کا۔ عسیٰ اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ قولہ در محل رفع بمعنی مصدر الخ پس اس وقت میں یہ جملہ عسیٰ خُرُوْجُ زَیْدٍ کے معنی میں ہوگا۔ (زید کا نکلنا قریب ہے) ؎

دیگر افعال مقارب در عمل چوں ناقصند ۔ ہست آں کاد، کرب، اوشک، دیگر عسیٰ

سوالات:۔ ان جملوں میں افعال ناقصہ اور افعال مقاربہ کے اسم اور خبر کو بتاؤ اور جملوں کی ترکیب کرو۔
اَمْسیٰ زَیْدٌ قَارِئًا، کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰہِ، اَصْبَحُوْا نَادِمِیْنَ، وَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ، عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ، لَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ، ظَلَّ زَیْدٌ صَائِمًا، یُوْشِکُ زَیْدٌ اَنْ یَّدْخُلَ الْمَسْجِدَ، اِجْلِسْ مَادَامَ زَیْدٌ مُصَلِّیًا، طَفِقَا یَخْصِفَانِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ، مَازِلْتُ قَاعِدًا، تَفْتَؤُ تَذْکُرًا، مَا انْفَکَّ زَیْدٌ مُطِیْعًا، لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ۔

فصل بدانکہ افعال مدح و ذم چہار ست نِعْمَ و حَبَّذَا برائے مدح و بِئْسَ و سَاءَ برائے ذم۔ و ہرچہ مابعد فاعل باشد آنرا مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند۔ و شرط آنست کہ فاعل معرف بلام باشد چوں نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ یا مضاف بسوئے معرف بلام باشد چوں نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ یا ضمیر مستتر در نعم و رَجُلًا منصوب ست بر تمییز زیرا کہ هُوَ مبہم ست۔ و حَبَّذَا زَیْدٌ حَبَّ فعل مدح ست و ذَا فاعل او و زَیْدٌ مخصوص بالمدح۔ و ہمچنیں بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ و سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو۔

ای مابعد فاعل ایں ہر چہار فعل ۱۲

فصل بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد اول

مَا اَفْعَلَہٗ چوں مَا اَحْسَنَ زَیْدًا چہ نیکوست زید! تقدیرش اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا

مَا بمعنی اَیُّ شَیْءٍ ست در محل رفع بابتدا و احسن در محل رفع خبرِ مبتدا

وفاعلِ احسن هُوَ ست در ومستتر. دوم اَفْعِلْ بِہٖ چوں اَحْسِنْ بِزَیْدٍ اَحْسِنْ

صیغۂ امر ست بمعنی خبر تقدیرش اَحْسَنَ زَیْدٌ. ای صَارَ ذَا حُسْنٍ. وبا زائدہ ست۔

قولہ۔ افعال مدح وذم الخ مَدْحٌ بفتح میم وسکون دال مصدر ہے بمعنی تعریف کرنا۔ ذَمٌّ ذال معجمہ وتشدید میم مصدر ہے بمعنی برا کہنا اصطلاح میں وہ افعال ہیں جو انشائے مدح وذم کے لئے وضع کئے گئے ہوں جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ (زید اچھا مرد ہے) میں نعم کے ذریعہ سے انشائے مدح کر رہا ہے اور یہ مدح تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں بھی خارج میں موجود نہیں ہے۔ تاکہ اس کلام کی مطابقت کا اس سے ارادہ کیا جائے اور یہ خبر ہو جائے۔ پس مَدَحْتُہٗ (میں نے اس کی مدح کی) اور ذَمَمْتُہٗ (میں نے اس کی مذمت کی) اگرچہ مدح اور ذم کے معنی پر دلالت کرتے ہیں لیکن چونکہ ان میں انشائے مدح اور ذم کے معنی نہیں پائے جاتے۔ اس لئے کہ ان سے اس مدح اور ذم کی خبر دینے کا ارادہ کیا جا رہا ہے جو زمانہ ماضی میں موجود ہیں۔ لہٰذا ان کو افعال مدح اور ذم نہیں کہیں گے۔

قولہ نِعْمَ۔ یہ اصل میں نَعِمَ تھا اور بِئْسَ اصل میں بَئِسَ تھا عین کے اور ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ۔ تخفیفاً عین کے کسرہ کو نقل کر کے ماقبل کو دیکر اس کو ساکن کر دیا۔ اسی طرح بئس میں۔ قولہ وہرچہ مابعد فاعل الخ یعنی وہ اسم جو ان چاروں فعل کے فاعل کے بعد ہوتا ہے (اور وہ وہ اسم ہے جس کی توصیف یا ہجو کرنی مقصود ہوتی ہے) اس کو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں۔ مَخْصُوْصٌ بِالْمَدْحِ (مدح کے ساتھ خاص کیا ہوا) مخصوصٌ بِالذَّمِّ (مذمت کے ساتھ خاص کیا ہوا) جس کی مدح کرنی مقصود ہوتی ہے اس کو مخصوص بالمدح کہتے ہیں اور جس کی ہجو کرنی مقصود ہوتی ہے اس کو مخصوص بالذم کہتے ہیں۔

قولہ فاعل معرف بلام باشد الخ حَبَّذَا کے سوا باقی تینوں میں شرط ہے کہ اس کا فاعل معرف بلام ہو یا معرف بلام کی طرف مضاف ہو یا ایسی ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہو۔ اس واسطے کہ حَبَّذَا مرکب ہے حَبَّ فعل ماضی اور ذا اسم اشارہ سے۔ اور اس کا فاعل ہمیشہ ذا ہوتا ہے۔ قولہ نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ (زید اچھا مرد ہے)

ترکیب:۔ نعم فعل مدح، الرجل اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی

زید مخصوص بالمدح مبتدا مؤخر. مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ اس صورت میں یہ ایک جملہ ہے۔ اور دوسری صورت میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ نِعْمَ الرَّجُلُ هُوَ زَيْدٌ۔ اس صورت میں دو جملے ہوں گے۔ نِعْمَ الرَّجُلُ فعل اپنے فاعل الرجل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اور ھو مبتدا۔ زید خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا قولہ نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ (زید اچھا صاحب قوم ہے۔)

ترکیب:۔ نعم فعل مدح۔ صاحب مضاف القوم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ زید مبتدا مؤخر۔ مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ قولہ نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ (زید اچھا ہے از روئے مرد ہونے کے) ترکیب: نعم فعل مدح اس میں ضمیر ھو ممیز راجع طرف زید کے (زید لفظوں میں مؤخر ہے مگر رتبۃً مقدم ہے) رَجُلًا اس کی تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے مل کر فاعل ہوا نعم کا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ زید مبتدا مؤخر مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ قولہ حَبَّذَا زَيْدٌ (اچھا ہے وہ زید)

ترکیب، حَبَّ فعل مدح، ذا اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ زید مخصوص بالمدح مبتدا مؤخر۔ مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ بِئْسَ اور سَاءَ بمعنی برا ہے۔ قولہ بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (زید برا مرد ہے)

ترکیب:۔ بئس الرجل جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ زید مخصوص بالذم مبتدا مؤخر یہ جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ قولہ سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو (عمرو برا مرد ہے) ساء الرجل جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم، عمرو مخصوص بالذم مبتدا مؤخر۔ یہ جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ: ان افعال میں تائے تانیث الحاق کرنے کے سوا اور کوئی گردان نہیں آتی جیسے نِعْمَتْ وسَاءَتْ وبِئْسَتْ۔ مگر حَبَّذَا میں جب ذا اس ہیں کے ساتھ لاحق ہو تو اس وقت اس میں تائے تانیث بھی لاحق نہیں ہوتی، ہاں اگر ذا لاحق نہ ہو تو اس وقت حَبَّتْ آئے گا جیسے نِعْمَتِ الْمَرْأَةُ هِنْدٌ وسَاءَتْ وبِئْسَتِ الْمَرْأَةُ هِنْدٌ وحَبَّذَا هِنْدٌ۔

قولہ افعال تعجب الخ: اصطلاح میں وہ افعال ہیں جو انشائے تعجب کے لئے وضع کئے گئے ہوں قولہ انشائے تعجب الخ: اس قید سے عَجِبْتُ (میں نے تعجب کیا) اور تَعَجَّبْتُ (میں نے تعجب کیا) جیسے کلمات خارج ہو گئے۔ اس لئے کہ یہ اخبار تعجب کے لئے ہیں نہ کہ انشا اور ایجاد تعجب کے لئے اور فعل تعجب کے کل دو صیغے ہیں ایک مَا أَفْعَلَهُ اور دوسرا أَفْعِلْ بِهٖ۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ مصنف افعال جمع کا صیغہ لائے ہیں حالانکہ فعل تعجب کے کل دو صیغے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ اس کے افراد بہت ہیں لہٰذا اس لحاظ سے جمع کا صیغہ لائے ہیں قولہ از ہر ثلاثی مجرد باشد الخ تعجب کے صیغے ہر ثلاثی مجرد سے بشرطیکہ اس میں رنگ اور

عیب کے معنی نہ ہوں مَا اَفْعَلَہٗ اور اَفْعِلْ بِہٖ کے وزن پر آتے ہیں۔ (عیب سے مراد عیب ظاہری ہے ورنہ عیب باطنی سے تعجب کا صیغہ اسی وزن پر آتا ہے جیسے مَا اَخْبَثَ زَیْدًا۔ اگر ثلاثی مجرد سے جس میں لون اور عیب ظاہری کے معنی ہوں یا ثلاثی مزید یا رباعی سے تعجب کے معنی ادا کرنے ہوں تو اَشَدَّ یا اَضْعَفَ یا اَحْسَنَ یا اَقْبَحَ اور مثل ان کے۔ ان کو اس فعل کے مصدر کے پہلے ذکر کرتے ہیں جس سے فعل تعجب بنانا مقصود ہو۔ اور پھر اس مصدر کو یا تو مفعول بہ بنایا جائے یا مجرور بحرف جر، جیسا کہ فعل تعجب کے دونوں صیغوں میں ہے۔ جیسے مَا اَشَدَّ اِخْضِرَارَہٗ۔ لفظی ترجمہ:۔ کس چیز نے صاحب شدت کیا اس کی سبزی کو اور محاورہ کا ترجمہ اس کی سبزی کیا ہی اچھی ہے؛ قولہ مَا اَحْسَنَ زَیْدًا، لفظی ترجمہ:۔ کس چیز نے زید کو صاحب حسن کیا بمحاورہ کا ترجمہ:۔ زید کیا ہی حسین ہے۔

ترکیب:۔ مَا بمعنی اَیُّ شَیْءٍ، اَیُّ مضاف، شَیْءٍ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا ہوا اَحْسَنَ فعل ماضی اس میں ضمیر ہُوَ راجع طرف مبتدا کے اس کا فاعل، زَیْدًا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ قولہ اَحْسِنْ بِزَیْدٍ۔ اس کی ترکیب وغیرہ ہم انشاء کی بحث میں کر آئے ہیں۔

قولہ اَحْسِنْ صیغۂ امر است بمعنی خبر الخ۔ احسن صیغۂ امر کا ہے اور امر انشاء کے اقسام سے ہے۔ لہٰذا بمعنی خبر سے اس جگہ مراد وہ فعل ہے جو خبر کے اقسام میں سے ہو یعنی بمعنی فعل ماضی۔

سوالات:۔ ان جملوں میں افعال مدح اور ذم اور افعال تعجب کو بتاؤ اور ان کا ترجمہ اور ترکیب کرو، اَنْعِمْ بِہٖ، نِعْمَتِ الشَّابَّۃُ ہِنْدُ۔ نِعْمَ الْمَاہِدُوْنَ، بِئْسَ الْمِہَادُ جَہَنَّمُ، مَا اَصْبَرَہُمْ عَلَی الْمَصَائِبِ، حَبَّذَا زَیْدٌ رَاکِبًا، مَا اَحْلَمَ زَیْدًا، نِعْمَ الْعَابِدُ زَیْدٌ، مَا اَقْنَعَ عُمَرَ، سَاءَ الرَّجُلُ تَارِکُ الصَّلٰوۃِ، اَسْمِعْ بِزَیْدٍ۔

باب سوم در عمل اسمائے عاملہ و آں یازدہ قسم است

اوّل اسمائے شرطیہ بمعنی اِنْ و آں نُہ است مَنْ وَمَا وَاَیْنَ وَمَتٰی وَاَیُّ وَاَنّٰی وَاِذْمَا وَحَیْثُمَا وَمَہْمَا۔ فعل مضارع را بجزم کند چوں مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ (ہر کس را خواہی زد خواہم زد ۱۲) وَمَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ وَاَیْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ وَمَتٰی تَقُمْ اَقُمْ وَاَیَّ شَیْءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ وَاَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ

وَإِذْ مَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ وَحَيْثُمَا تَقْعُدْ أَقْعُدْ وَمَهْمَا تَقْعُدْ أَقْعُدْ۔ دوم اسمائے
ہر کجا کہ خواہی نشست خواہم نشست ۱۲

افعال بمعنی ماضی چوں هَيْهَاتَ وَشَتَّانَ وَسَرْعَانَ اسم را بنا بر فاعلیت بر فع
بعد ۱۲ افترق ۱۲ اسرع ۱۲

کنند چوں هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ اى بَعُدَ سوم اسمائے افعال بمعنی امر حاضر

چوں رُوَيْدَ وَبَلْهَ. وَحَيَّهَلْ وَعَلَيْكَ وَدُوْنَكَ وَهَا۔ اسم را بنصب کنند بنا بر
مہلت بدہ ۱۲ بگذار ۱۲ لازم گیر ۱۲ بگیر ۱۲ بگیر ۱۲

مفعولیت چوں رُوَيْدَ زَيْدًا اى أَمْهِلْهُ۔
بگذار ۱۲

قولہ اسمائے شرطیہ الخ: ان کو کَلِمُ الْمُجَازَاتْ بھی کہتے ہیں۔ کَلِمْ جمع کَلِمَۃٌ کی ہے اور مجازات باب مفاعلت کا مصدر ہے اور ناقص یائی بمعنی جزا اور بدلہ دینا، چونکہ یہ کلمات جزا کو چاہتے ہیں اس لئے ان کو کلم المجازات کہتے ہیں۔ قولہ وآں نہ است الخ: یہ نو کلمے ہیں جو ان شرطیہ کے معنی پر شامل ہونے سے مضارع کو جزم دیتے ہیں اور ہمیشہ دو جملوں پر آتے ہیں پہلا جملہ شرط ہے اور دوسرا جزا۔ اور اگر ان اسماء میں شرط کے معنی نہ پائے جائیں تو اس وقت یہ عمل نہیں کریں گے اور مضارع کو جزم نہیں دیں گے جیسے مَنْ جبکہ استفہام کے واسطے آوے جیسے مَنْ تَضْرِبُ (تو کس کو مارے گا؟) قولہ مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ (جس شخص کو تو مارے گا میں ماروں گا) ترکیب:۔ مَنْ اسم شرط مفعول بہ مقدم، تضرب فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط ہوئی، اضرب فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا ہوئی، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

قولہ مَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ (جو کچھ تو کرے گا میں کروں گا) مَا مفعول بہ مقدم ہے۔ قولہ أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ (جس جگہ تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا)

ترکیب:۔ این اسم شرط مفعول فیہ ظرف مکان مقدم۔ تَجْلِسْ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ اَجْلِسْ فعل اپنے فاعل سے مل کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا اس کے بعد مازائدہ بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ جیسے أَيْنَمَا تَكُنْ أَكُنْ (جس جگہ تو ہو گا میں ہوں گا) قولہ مَتَى تَقُمْ أَقُمْ (جس وقت تو کھڑا ہو گا میں کھڑا ہوں گا) متی اسم شرط ظرف زمان ہے اس کے بعد بھی مازائدہ لاحق ہو جاتا ہے۔ جیسے مَتَى مَا تَخْرُجْ أَخْرُجْ (جس وقت تو نکلے گا میں نکلوں گا) قولہ أَيَّ شَيْءٍ تَأْكُلْ

اُکُلْ (جس چیز کو تو کھائے گا میں کھاؤں گا) ای مضاف اپنے مضاف الیہ شیٔ سے مل کر مفعول بہ مقدم ہے قولہ اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ (جس جگہ تو لکھے گا میں لکھوں گا) انّٰی تکتب کا ظرف مکان مقدم ہے۔ قولہ اِذْ مَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ (جس وقت تو سفر کرے گا میں سفر کروں گا) اِذْ ما ظرف زمان ہے۔ قولہ حَیْثُمَا تَقْصِدْ اَقْصِدْ جس جگہ تو قصد کرے گا میں قصد کروں گا حَیْثُمَا ظرف مکان ہے قولہ مَہْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ (جس وقت تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا) مہما ظرف زمان ہے۔

فائدہ۔ مَنْ اور مَا اور اَیٌّ کی باعتبار اعراب تین حالتیں ہیں یا تو مرفوع ہوں گے باعتبار مبتدا جیسے مَنْ یَاتِیْنِیْ فَہُوَ مُکْرَمٌ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِنْ خَیْرٍ الخ۔ وَاَیُّہُمْ قَائِمٌ دگر ای باعتبار خبر بھی مرفوع ہوتا ہے، یا منصوب ہوں گے باعتبار مفعول بہ جیسا کہ گذر چکا، یا مجرور یا اضافت یا مجرور بحرف جر۔ جیسے غُلَامَ مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ اور بِمَنْ تَمْرُرْ اَمْرُرْ وَبِاَیِّہِمْ مَرَرْتَ مَرَرْتُ۔ باقی اسماء کی باعتبار اعراب دو حالتیں ہیں۔ یا تو منصوب ہوں گے باعتبار مفعول فیہ جیسا کہ گذر چکا۔ یا مجرور بحرف جر۔ جیسے مِنْ اَیْنَ تَقْرَءُ اَقْرَءُ۔

قولہ اسمائے افعال۔ اس کی تعریف وغیرہ بحث اسم غیر متمکن میں گذر چکی۔ قولہ سَرْعَانَ بمعنی سَرُعَ (تیز ہوا) باب کرم سے جیسے سَرْعَانَ زَیْدٌ خُرُوْجًا (تیز ہوا زید از روئے نکلنے کے یعنی زید تیزی سے نکلا) قولہ ھَیْہَاتَ یَوْمُ الْعِیْدِ (عید کا دن دور ہوگیا) ہیہات اسم فعل بمعنی بَعُدَ ماضی، یوم مضاف، العید مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ رُوَیْدَ زَیْدًا (زید کو مہلت دے) رویدا اسم فعل بمعنی امر حاضر اس میں ضمیر اَنْتَ مستتر اس کا فاعل۔ زَیْدًا مفعول بہ۔

قولہ ای اَمْہِلْہُ۔ یہ رُوَیْدَ زَیْدًا کی تفسیر ہے اور لفظ ای حرف تفسیر ہے جیسا کہ آئندہ بحث حروف غیر عاملہ میں آئے گا امہل باب افعال سے امر ہے اس میں ضمیر انت مستتر اس کا فاعل ہے اور ہ ضمیر مفعول بہ ہے (تو اس کو یعنی زید کو مہلت دے) باقی اسمائے افعال کے معنی اور ترکیب وغیرہ بحث اسم غیر متمکن میں گذر چکی ہے۔

سوالات:۔ ان جملوں کی ترکیب کرو اور شرط وجزا کو بتاؤ اور اسمائے شرطیہ کا عمل بتاؤ اور اسمائے افعال کی قسمیں بتاؤ۔

مَنْ تَمْنَعْ اَمْنَعْ۔ اَیْنَمَا تَکُنْ اَضْرِبْکَ۔ شَتَّانَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو۔ حَیْثُمَا تَمْشِ اَمْشِ۔ حَیَّہَلِ الصَّلٰوۃَ۔ مَا تَشْتَرِ اَشْتَرِ۔ مَتٰی تُؤَذِّنْ اُفْطِرْ، مَہْمَا تَقُمْ اَقُمْ، اِذْ مَا تَاْتِ اٰتِ۔ اَیَّ شَیْءٍ تُکْرِمْ اُکْرِمْ

چہارم اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال عملِ فعلِ معروف کند بشرط آنکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظی کہ پیش از و باشد و آں لفظ یا مبتدا باشد در لازم چوں زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْہُ (اسم فاعل خبر واقع شدہ ۱۲) در متعدی چوں زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْہُ عَمْرًوا. یا موصوف چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْہُ بَکْرًا. یا موصول چوں جَاءَنِی الْقَائِمُ اَبُوْہُ (مثال لازم ۱۲) (الف لام موصول ۱۲) وجَاءَنِی الضَّارِبُ (مثال متعدی ۱۲) اَبُوْہُ عَمْرًوا. یا ذو الحال چوں جَاءَنِی زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُہٗ فَرَسًا. یا ہمزہ استفہام چوں اَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًا. یا حرف نفی چوں مَا قَائِمٌ زَیْدٌ ہماں عمل کہ قَامَ وضَرَبَ می کرد قَائِمٌ وضَارِبٌ می کند.

قولہ اسم فاعل الخ اسم فاعل وہ اسم ہے جو مصدر سے اس ذات کے لئے مشتق ہو جس کے ساتھ یہ مصدر بطریق حدوث اور تجدد (نہ بطریق ثبوت و دوام) قائم ہو جیسے ضَارِبٌ بمعنی مارنے والا ایک مرد. پس یہ اسم فاعل ہے جو ضَرْبٌ مصدر سے ذات مرد کے لئے مشتق ہوا ہے اور یہ معنی مصدری ذات مرد کے ساتھ بطریق ناپائیداری قائم ہیں یعنی ضرب اس کے ساتھ کچھ دیر تک قائم رہے گی جب تک کہ اس سے ضرب صادر ہو رہی ہے اور اس کے بعد اس کے ساتھ قائم نہیں رہے گی جبکہ اس سے ضرب ختم ہو جائے گی۔ قولہ بمعنی حال یا استقبال الخ اس فاعل کے عمل کرنے کی دو شرطیں ہیں اوّل یہ کہ وہ حال یا استقبال کے معنی میں ہو اور یہ شرط اس وجہ سے ہے تاکہ عمل کے وقت اسم فاعل کی مشابہت فعل مضارع کے ساتھ کامل طور پر ہو جائے۔ اس لئے کہ اسم فاعل کا عمل مضارع کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے ہے پس یہ مضارع کے ساتھ لفظاً عدد حروف اور حرکات و سکنات میں مشابہ ہے تا لبناً عمل کے لئے زمانہ حال یا استقبال کی شرط لگائی تاکہ وہ معنیً بھی اس کے ساتھ مشابہ ہو جائے۔

دوسری یہ کہ وہ اس لفظ پر جو اس سے پیشتر ہے اعتماد کئے ہوئے ہو اور اعتماد کے معنی لغت میں تکیہ کرنا اور یہاں مراد یہ ہے کہ اسم فاعل سے پیشتر جو لفظ ہے اس پر اسم فاعل تکیہ کئے ہوئے ہو یعنی وہ اسم فاعل اس سے کچھ نہ کچھ علاقہ رکھتا ہو. پس وہ لفظ جو اس سے پیشتر ہے یا تو مبتدا ہوگا اور اسم فاعل

اس کی خبر ہوگی یا موصوف ہوگا اور یہ اس کی صفت ہوگی یا موصول ہوگا اور یہ خود اس کا صلہ ہوگا۔ یا وہ ذوالحال ہوگا اور یہ اس کا حال ہوگا۔ جیسا کہ عنقریب ترکیب میں تم کو معلوم ہو جائے گا اور یہ اعتماد کی شرط اس وجہ سے ہے تاکہ اس کے فعل کے ساتھ مشابہت قوی ہو جائے اس لئے کہ وہ اس وقت اپنے پیشتر لفظ کی طرف فعل کی طرح مسند ہوگا۔ اور اسناد ایک شئی کی طرف لوازم فعل سے ہے اسی طرح ہمزۂ استفہام اور مانافیہ پر اعتماد اس کے فعل کے ساتھ مشابہت قوی ہو جاتی ہے اس لئے کہ یہ دونوں اکثر فعل پر داخل ہوتے ہیں۔

قولہ عمل فعل معروف کنہ الخ یعنی اسم فاعل ان دونوں شرطوں کے ساتھ اپنے فعل معروف کا سا عمل کرتا ہے۔ پس اگر فعل لازم ہے تو اسم فاعل بھی لازم ہوگا اور فاعل کو رفع دے گا۔ اور اگر فعل متعدی ہے تو اسم فاعل بھی متعدی ہوگا اور اسم فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے گا۔ قولہ فان لفظ الخ یعنی وہ لفظ جو اسم فاعل سے پیشتر ہوگا اور جس پر یہ اعتماد کئے ہوگا یا تو مبتدا ہوگا اور اسم فاعل اس کی خبر ہوگی جیسے قولہ زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ (زید کا باپ کھڑا ہے) یہ اسم فاعل لازم کی مثال ہے جو زید مبتدا پر اعتماد کئے ہوئے ہے اور جس نے صرف ابوہ فاعل کو رفع دیا۔

ترکیب:۔ زید مبتدا، قائم اسم فاعل، ابوہ مرکب اضافی فاعل قائم کا۔ قائم اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اور جیسے قولہ زَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا (زید کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے) یہ اسم فاعل متعدی کی مثال ہے جو زید مبتدا پر اعتماد کئے ہوئے ہے اور جس نے ابوہ فاعل کو رفع اور عمرًا مفعول بہ کو نصب دیا۔

ترکیب:۔ زید مبتدا ضارب اسم فاعل ابوہ مرکب اضافی فاعل، عمرًا مفعول بہ۔ ضارب اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا یا تو موصوف ہوگا اور اسم فاعل اس کی صفت ہوگی جیسے قولہ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْهُ بَكْرًا۔ (میں ایک ایسے مرد پر گذرا جس کا باپ بکر کو مارنے والا ہے۔

ترکیب:۔ مررت فعل با فاعل بـ حرف جار۔ رجل موصوف، ضارب اسم فاعل ابوہ مرکب اضافی فاعل، بکرًا مفعول بہ۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوئی موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور ہوا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یا موصول ہوگا اور اسم فاعل اس کا صلہ۔ جیسے قولہ جَاءَنِيْ الْقَائِمُ اَبُوْهُ (میرے پاس وہ شخص آیا جس کا باپ کھڑا ہونے والا ہے یہ اسم فاعل لازم کی مثال ہے۔

ترکیب:۔ جاء فعل ماضی، ن وقایہ کا، ی متکلم مفعول بہ، ال بمعنی الذی موصول قائم ابوہ شبہ جملہ ہو کر صلہ ہوا موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ہوا فعل کا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اس میں قَائِمٌ اسم فاعل ال موصول پر اعتماد کئے ہوئے ہے اور جیسے قولہ جَاءَنِي الضَّارِبُ اَبُوْهُ عَمْرًا (میرے پاس وہ شخص آیا جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے) یہ اسم فاعل متعدی کی مثال ہے

ترکیب:۔ جاء فعل، ن وقایہ کا، ی متکلم مفعول بہ ال اسم موصول بمعنی الذی، ضارب ابوہ عمرا شبہ جملہ ہو کر صلہ ہوا۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا یا ذوالحال ہوگا اور اسم فاعل حال جیسے قولہ جَاءَنِيْ زَيْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهٗ فَرَسًا (میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار ہونے والا ہے) اس میں زید ذوالحال ہے اور راکبا اسم فاعل حال۔

ترکیب:۔ جاء فعل، ن وقایہ کا، ی متکلم مفعول بہ زید ذوالحال، راکبا اسم فاعل غلامہ مرکب اضافی اس کا فاعل، فرسا مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا یا وہ ہمزۂ استفہام پر اعتماد کئے ہو۔ بایں طور کہ ہمزۂ استفہام اس سے پیشتر ہو جیسے قولہ اَضَارِبٌ زَيْدٌ عَمْرًا (کیا زید عمرو کو مارنے والا ہے)؟

ترکیب ہمزہ حرف استفہام، ضارب اسم فاعل اپنے فاعل زید اور عمرا مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا یا وہ حرف نفی پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔ بایں طور کہ حرف نفی اس سے پیشتر ہو جیسے قولہ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ (زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے)

ترکیب:۔ ما حرف نفی، قائم اسم فاعل اپنے فاعل زید سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ ہماں عمل کہ قَامَ وضَرَبَ می کرد الخ یعنی جو عمل کہ قام فعل لازم کرتا ہے اور اس کا عمل یہ ہے کہ وہ فاعل کو رفع دے وہی عمل اس سے جو اسم فاعل قائم ہے کرے گا یعنی فاعل کو رفع دے گا اور جو عمل ضَرَبَ فعل متعدی کرتا ہے اور اس کا عمل یہ ہے کہ فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے وہی عمل اس سے جو اسم فاعل ضاربٌ ہے کرے گا یعنی فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے گا جیسا کہ تم کو امثلۂ مذکورہ سے معلوم ہو گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اسم فاعل اور اسی طرح اسم مفعول عمل کرنے میں اپنے فعل کے تابع ہیں۔ پس ان کا فعل اگر لازم ہے تو یہ بھی لازم ہوں گے اور فاعل کو رفع دیں گے۔ اور اگر متعدی ہے تو یہ بھی متعدی ہوں گے اور فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیں گے۔

فائدہ:۔ جاننا چاہیئے کہ اسم فاعل بغیر اعتماد مذکور بالکل عمل نہیں کرتا۔ اور عمل کے لئے

اس کا بمعنی حال یا استقبال ہونا صرف مفعول بہ میں عمل کرنے کے لئے ہے پس اسم فاعل مفعول بہ میں جب عمل کرے گا جبکہ وہ ماقبل پر اعتماد کئے ہوئے ہو، اور بمعنی حال یا استقبال بھی ہو۔ ورنہ اگر وہ بمعنی ماضی ہو تو مفعول بہ کو نصب نہیں دے گا بلکہ اس وقت وہ مفعول بہ کی طرف مضاف (باضافت معنویہ) ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو اَمْسِ (زید عمرو کو کل گذشتہ مارنے والا تھا) اس میں ضارب کی اضافت عمرو مفعول بہ کی طرف ہے لیکن فاعل میں عمل کرنے کے لئے اس کا بمعنی حال یا استقبال ہونا ضروری نہیں بلکہ اس وقت اس کا صرف ماقبل پر اعتماد کافی ہے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ اَمْسِ (زید کا باپ کل گذشتہ کھڑا ہونے والا تھا۔)

پنجم اسم مفعول بمعنی حال واستقبال عمل فعل مجہول کند بشرط اعتماد مذکور چوں زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْهُ عَمْرٌو مُعْطًی غُلَامُهٗ دِرْهَمًا بَکْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُهٗ فَاضِلًا۔ وخَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُهٗ عَمْرًا فَاضِلًا ہماں عمل کہ اُعْطِیَ وعُلِمَ واُخْبِرَ می کرد مَضْرُوْبٌ ومُعْطًی ومَعْلُوْمٌ ومُخْبَرٌ می کند۔

قولہ اسم مفعول الخ اسم مفعول وہ اسم ہے جو مصدر سے اس ذات کے لئے بنایا گیا ہو جس پر مصدر کا وقوع ہو جیسے مَضْرُوْبٌ بمعنی مارا گیا ایک مرد۔ یعنی وہ ذات جس پر ضرب واقع ہوتی ہو۔ قولہ اسم مفعول بمعنی حال واستقبال الخ جس طرح اسم فاعل کے عمل کے لئے دو شرطیں ہیں۔ زمانہ حال یا استقبال کا ہونا اور اعتماد چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر ہونا۔ اسی طرح اسم مفعول کے عمل کے لئے بھی یہی دو شرطیں ہیں اور اسم مفعول اپنے فعل مجہول کا سا عمل کرتا ہے پس اگر وہ متعدی بیک مفعول ہے تو اس کو بنا پر نائب فاعل رفع دے گا۔ اور اگر متعدی بدو مفعول ہے تو پہلے کو رفع اور دوسرے مفعول کو نصب دے گا اور اگر متعدی بسہ مفعول ہے تو پہلے کو رفع اور دوسرے اور تیسرے کو نصب دے گا جیسا کہ امثلہ سے ظاہر ہے۔

اور اسم مفعول چار قسم پر ہے اول متعدی بیک مفعول، چوں ضُرِبَ، دوم متعدی بدو مفعول جن کے ایک مفعول پر اقتصار جائز ہے جیسے اُعْطِیَ۔ سوم متعدی بدو مفعول جن کے

ایک مفعول پر اقتصار جائز نہیں ہے جیسے عَلِمَ. چہارم متعدی بسہ مفعول. جیسے اَخْبَرَ جب مفعول چار قسم کے ہوئے اور اعتماد چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر ہوتا ہے تو چار کو چھ میں ضرب دینے سے چوبیس مثالیں حاصل ہوں گی معنف نے چونکہ چھ مثالیں اسم فاعل کی دیدی ہیں لہذا اقتصار کو مدنظر رکھتے ہوئے چار مثالیں صرف مبتدا پر اعتماد کی دیدی ہیں. باقی بیس مثالیں اعتماداً اعلی ذہن الطلبہ ترک فرمادیں تمام امثلہ حسب ذیل نقشہ سے ظاہر ہیں.

اعتماد	متعدی بیک مفعول	متعدی بدو مفعول جس کے ایک مفعول پر اقتصار جائز ہے	متعدی بدو مفعول جس کے ایک مفعول پر اقتصار ناجائز ہے	متعدی بسہ مفعول
مبتدا	زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ	عَمْرٌو مُعْطًی غُلَامُہٗ دِرْہَمًا	بَکْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُہٗ فَاضِلًا	خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُہٗ عَمْرًوا فَاضِلًا
موصوف	مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مَضْرُوْبٍ اَبُوْہُ	مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مُعْطًی غُلَامُہٗ دِرْہَمًا	مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مَعْلُوْمٍ اِبْنُہٗ فَاضِلًا	مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مُخْبَرٍ اِبْنُہٗ عَمْرًوا فَاضِلًا
موصول	جَاءَنِی الْمَضْرُوْبُ اَبُوْہُ	جَاءَنِی الْمُعْطٰی غُلَامُہٗ دِرْہَمًا	جَاءَنِی الْمَعْلُوْمُ اِبْنُہٗ فَاضِلًا	جَاءَنِی الْمُخْبَرُ اِبْنُہٗ عَمْرًوا فَاضِلًا
ذوالحال	جَاءَنِیْ زَیْدٌ مَضْرُوْبًا اَبُوْہُ	جَاءَنِیْ زَیْدٌ مُعْطًی غُلَامُہٗ دِرْہَمًا	جَاءَنِیْ زَیْدٌ مَعْلُوْمًا اِبْنُہٗ فَاضِلًا	جَاءَنِیْ زَیْدٌ مُخْبَرًا اِبْنُہٗ عَمْرًوا فَاضِلًا
ہمزۂ استفہام	اَمَضْرُوْبٌ زَیْدٌ ؟	اَمُعْطًی زَیْدٌ دِرْہَمًا؟	اَمَعْلُوْمٌ زَیْدٌ فَاضِلًا ؟	اَمُخْبَرٌ زَیْدٌ عَمْرًوا فَاضِلًا ؟
حرف نفی	مَا مَضْرُوْبٌ زَیْدٌ	مَا مُعْطًی زَیْدٌ دِرْہَمًا	مَا مَعْلُوْمٌ زَیْدٌ فَاضِلًا	مَا مُخْبَرٌ زَیْدٌ عَمْرًوا فَاضِلًا

قولہ زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ (زید کا باپ مارا گیا) ترکیب :- زید مبتدا. مضروب اسم مفعول معتمد بر مبتدا اپنے نائب فاعل ابوہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا. یہ اس اسم مفعول کی مثال ہے جس کا فعل ایک مفعول کی طرف متعدی ہے. قولہ عَمْرٌو مُعْطًی الخ ترکیب :- عمرو مبتدا. معطی اسم مفعول اپنے نائب فاعل غلامہ اور درہما مفعول بہ ثانی سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی. مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا. یہ اس اسم مفعول کی مثال ہے جس کا فعل متعدی بدو مفعول ہے اور ایک پر اقتصار جائز ہے (عمرو کے غلام کو ایک درہم عطا کیا گیا)

قولہ بَکْرٌ مَعْلُوْمٌ الخ ترکیب:۔ بکر مبتدا، معلوم اسم مفعول اپنے نائب فاعل ابنہ اور فاضلاً مفعول بہ ثانی سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی. مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا. یہ اس اسم مفعول کی مثال ہے جس کا فعل متعدی بدو مفعول ہے اور اقتصار ایک پر جائز نہیں۔ (بکر کا بیٹا فاضل جانا گیا ہے)

قولہ خَالِدٌ مُخْبَرٌ الخ ترکیب:۔ خالد مبتدا، مخبر اسم مفعول اپنے نائب فاعل ابنہ اور عمرواً مفعول بہ ثانی اور فاضلاً مفعول بہ ثالث سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا یہ اس اسم مفعول کی مثال ہے جس کا فعل متعدی بسہ مفعول ہے (خالد کے بیٹے کو عمرو کے فضل کی خبر دی گئی ہے)

۶ ششم صفت مشبہ عمل فعل خود کند بشرط اعتماد مذکور، چوں زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ ہماں عمل کہ حَسُنَ میکرد حَسَنٌ می کند۔

قولہ صفت مشبہ الخ صفت مشبہ وہ اسم مشتق ہے جو فعل لازم سے بنایا جائے اور اس ذات کو بتلائے جس میں مصدری معنی بطور ثبوت یعنی پائیداری کے پائے جائیں جیسے حَسَنٌ وہ شخص جس میں حُسْنٌ بطور پائیداری کے قائم رہے اسم فاعل اور صفت مشبہ میں یہ فرق ہے کہ اسم فاعل میں صفت عارضی ہوتی ہے اور صفت مشبہ میں صفت لازمی اور دائمی پس ضَارِبٌ کوئی شخص اس وقت کہلائے گا جب تک کہ ضرب اس سے صادر ہو رہی ہے اور حَسَنٌ وہ شخص جس میں حُسن کی صفت ہر وقت پائی جائے۔ مشبہ (مشابہت دیا ہوا) چونکہ اسم فاعل کی مثل اس میں تثنیہ و جمع اور تذکیر و تانیث کے صیغے آتے ہیں لہٰذا اس کو اس مشابہت کی وجہ سے صفت مشبہ کہتے ہیں۔

قولہ عمل فعل خود کند الخ چونکہ صفت مشبہ صرف فعل لازم سے آتا ہے لہٰذا یہ اپنے فعل لازم کا سا عمل کرے گا لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ صفت مشبہ کا عمل اپنے فعل سے زائد ہوتا ہے اس لئے کہ صفت مشبہ مفعول کو نصب دیتا ہے جیسا کہ تم کو آئندہ معلوم ہوگا قولہ بشرط اعتماد مذکور یعنی اسم موصول کے سوا صرف پانچ چیزوں میں سے کسی پر اعتماد ضرور ہونا چاہئے اور اسم موصول کے استثنا کی وجہ یہ ہے کہ صفت مشبہ پر جو لام داخل ہوتا ہے وہ بالاتفاق موصول کا نہیں ہے۔ اس لئے کہ لام موصول اسم فاعل اور اسم مفعول کے سوا کسی پر داخل نہیں ہوتا اور اس کے عمل کے لئے اس کا بمعنی حال یا استقبال ہونا شرط نہیں ہے۔ کیونکہ زمانہ حال و استقبال کا پایا جانا عارضی معنی پر دلالت کرتا ہے۔ اور صفت مشبہ میں عارضی معنی نہیں پائے جاتے اس لئے کہ صفت مشبہ دوام و ثبوت پر دلالت کرتا ہے اور زمانہ تجدد و حدوث پر۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ دونوں میں منافات ہیں۔ اسی واسطے مصنف رحمہ

نے صرف اعتماد مذکور کی شرط لگائی ہے جیسے زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ وَجَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ وَجَاءَنِیْ زَیْدٌ حَسَنًا غُلَامُہٗ وَاَحَسَنٌ زَیْدٌ وَمَا حَسَنٌ زَیْدٌ چونکہ یہ ہمیشہ فعل لازم سے آتا ہے لہذا یہ اپنے فعل لازم کا سا عمل کرے گا۔ یعنی صرف فاعل کو رفع دے گا اور صفت مشبہ کے اٹھارہ مسائل ہیں کیونکہ صفت مشبہ یا تو معرف ہوگی یا نہ ہوگی اور اس کا معمول یا معرف بلام ہوگا یا مضاف یا دونوں سے خالی دو کو تین میں ضرب دیا تو چھ حال ہوئے۔ اور معمول صفت مشبہ کی حالتیں باعتبار اعراب تین ہوں گی۔ یا تو مرفوع[1] ہوگا باعتبار فاعل یا معرفہ۔ یا منصوب ہوگا باعتبار مشابہت[1] مفعول بہ یا نکرۃ منصوب یا باعتبار تمیز۔ یا مجرور باضافت۔ پس چھ کو تین میں ضرب دینے سے اٹھارہ صورتیں ہو گئیں چنانچہ نقشہ ذیل سے ظاہر ہیں۔

	قسم معمول	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
	جبکہ معمول مضاف ہو	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْہُہٗ۔ ا	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْہَہٗ۔ ح	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْہِہٖ۔ مخ
	جبکہ معمول باللام ہو	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ اَلْوَجْہُ۔ ق	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ اَلْوَجْہَ۔ ا	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ اَلْوَجْہِ۔ ا
	جبکہ معمول ان دونوں سے خالی ہو	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْہٌ۔ ا	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْہًا۔ ا	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْہٍ۔ مم
	جبکہ معمول مضاف ہو	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْہُہٗ۔ ا	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْہَہٗ۔ ح	زَیْدٌ حَسَنُ وَجْہِہٖ مخ
	جبکہ معمول معرف باللام ہو	زَیْدٌ حَسَنٌ اَلْوَجْہُ۔ ق	زَیْدٌ حَسَنٌ اَلْوَجْہَ۔ ا	زَیْدٌ حَسَنُ اَلْوَجْہِ۔ ا
	جبکہ معمول ان دونوں سے خالی ہو	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْہٌ۔ ق	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْہًا۔ ا	زَیْدٌ حَسَنُ وَجْہٍ۔ ا

فائدہ:۔ جب صفت کا معمول مرفوع ہوگا تو اس میں ضمیر نہیں ہوگی کیونکہ اس وقت اس کا معمول خود اس کا فاعل ہوگا اور اگر معمول منصوب یا مجرور ہو تو صفت میں ضمیر ہوگی۔ جو موصوف کی طرف لوٹے گی اور اس کا فاعل ہوگی۔ پس نو صورتیں ہیں جن میں ایک ضمیر ہے وہ احسن کہلاتی ہے اور دو صورتیں ہیں جن میں کوئی ضمیر نہیں ہے وہ قبیح کہلاتی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک مختلف فیہ اور دو ممتنع ہیں۔ نقشہ میں (ا) احسن کے لئے (ح) حسن کے لئے۔ (ق) قبیح کے لئے (مخ) مختلف فیہ کے لئے اور (مم) ممتنع کے لئے لکھا گیا ہے۔ اَلْحَسَنُ وَجْہٍ اس وجہ سے ممتنع ہے کہ اس میں اضافت سے کچھ

[1] صفت کا یہ معمول مشابہ مفعول بہ ہے نہ کہ بعینہٖ مفعول بہ۔ اس واسطے کہ صفت کا فعل ہمیشہ لازمی ہوتا ہے پس جب صفت مشبہ کو اسم فاعل کے ساتھ مشابہ کیا لہٰذا اس کے منصوب کو بھی اسم فاعل کے مفعول بہ کے ساتھ مشابہ کیا گیا

تخفیف نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ صفت مشبہ میں تخفیف تنوین یا نون کے حذف سے ہوتی ہے یا ضمیر موصوف کے فاعل صفت سے حذف ہونے اور پھر اس کے صفت میں مستتر ہو گئی۔ لیکن وہ اس کو جائز نہیں رکھتے اس واسطے کہ اضافت معرفہ کی نکرہ کی طرف اگرچہ لفظی مفید تخفیف ہے لیکن یہ ظاہر میں اضافت معہودہ کے برعکس کے مشابہ ہے اس لئے کہ اضافت معہودہ نکرہ کی معرفہ کی طرف ہے

اندرین وجہ مختلف فیہ ہے سیبویہ اور تمام بصری قباحت کے ساتھ ضرورت شعر میں جائز رکھتے ہیں اور کوفی بلا قباحت نثر میں بھی جائز رکھتے ہیں۔ بصری قباحت کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ اضافت لفظی تخفیف کے لئے ہے پس چاہئے تھا کہ اعلیٰ درجہ کی تخفیف کر لیتے۔ یعنی ضمیر کو گراتے نہ کہ تنوین کو۔ کیونکہ تنوین کا گرانا ادنیٰ درجہ کی تخفیف ہے حالانکہ اعلیٰ درجہ کی تخفیف ممکن تھی اور جو لوگ جائز کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تخفیف فی الجملہ حاصل ہے یعنی حذف تنوین بس کافی ہے اور احسن کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ضمیر بقدر حاجت ہے بلا زیادت ونقصان۔ اور حسن کی وجہ یہ ہے کہ وہ ضمیر محتاج الیہ پر مشتمل ہے اور غیر احسن اس وجہ سے ہے کہ ضمیر زائد علی الحاجت پر مشتمل ہے اور قبیح کی وجہ یہ ہے کہ موصوف کے ساتھ لفظاً رابطہ نہیں ہے

(۷) ہفتم اسم تفضیل و استعمال او بر سہ وجہ است بہ مِنْ چوں زَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔ یا بالف و لام چوں جَاءَنِيْ زَيْدٌ نِ الْاَفْضَلُ یا بااضافت چوں زَيْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ و عمل او در فاعل باشد و آں هُوَ است فاعلِ اَفْضَلُ کہ درو مستتر ست۔

(۸) ہشتم مصدر بشرط آنکہ مفعول مطلق نباشد عمل فعلش کند چوں اَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًوا۔ (فعل خود ۱۲)

(۹) نہم اسم مضاف مضاف الیہ را بجر کند چوں جَاءَنِيْ غُلَامُ زَيْدٍ۔

بدانکہ اینجا لام بحقیقت مقدر ست زیرا کہ تقدیرش آنست کہ غُلَامٌ لِزَیْدٍ۔

قولہ اسم تفضیل الخ۔ اسم تفضیل وہ اسم ہے جو مصدر سے بنایا گیا ہو تاکہ اس بات کو ظاہر کرے کہ معنی مصدری ایک شئی میں دوسرے کی نسبت سے زیادہ پائے جاتے ہیں جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (زید عمر سے زیادہ فضیلت والا ہے) اس مثال میں اَفْضَلُ اسم تفضیل ہے جو فَضْلٌ مصدر سے بنایا گیا ہے جس نے یہ بات بتلائی کہ ذات زید میں معنی مصدری یعنی فضل عمرو سے زیادہ ہے۔ اسم تفضیل اور مبالغہ میں یہ فرق ہے کہ اسم تفضیل میں زیادتی بمقابلہ دوسرے کے ہوتی ہے۔ جیسے مثال مذکور میں اور مبالغہ میں زیادتی فی نفسہ ہوتی ہے۔ اور دوسرے کا اس میں لحاظ نہیں ہوتا جیسے رَجُلٌ طَلُوْبٌ (مرد بہت طلب کرنے والا) اسم تفضیل کا صیغہ واحد مذکر اَفْعَلُ کے وزن پر اور صیغہ واحد مؤنث فُعْلٰی کے وزن پر آتا ہے۔ اسم تفضیل کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے۔ یا تو مِنْ کے ساتھ جیسے قولہ زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔

ترکیب:۔ زید مبتدا، افضل اسم تفضیل، ضمیر ھُوَ اس کے اندر مستتر فاعل، مِنْ عَمْرٍو جار مجرور متعلق افضل کے۔ افضل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اس میں زید مفضل ہے اور عمرو مفضل علیہ۔ مفضل باب تفعیل سے اسم مفعول ہے۔ بمعنی فضیلت دیا گیا۔ جس کو فضیلت دی جاتی ہے اسے مفضل کہتے ہیں۔ اور جس پر فضیلت دی جاتی ہے اسے مفضل علیہ کہتے ہیں بمعنی اس پر وہ فضیلت دیا گیا۔

یا الف ولام کے ساتھ۔ جیسے قولہ جَاءَنِیْ زَیْدٌ نِ الْاَفْضَلُ (آیا میرے پاس زید جو سب سے فضیلت والا ہے) ترکیب:۔ جَاءَ فعل، ن وقایہ کا، ی متکلم مفعول بہ، زَیْدٌ موصوف، الافضل اسم تفضیل، اس میں ھُوَ ضمیر مستتر اس کا فاعل، اسم تفضیل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوتی موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

یا اضافت کے ساتھ یعنی مضاف ہو کر جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ (زید قوم میں سب سے زیادہ فضیلت والا ہے) ترکیب:۔ زید مبتدا، افضل اسم تفضیل مضاف اس میں ضمیر ھُوَ فاعل، اَلْقَوْمِ مضاف الیہ۔ افضل اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر

ہوئی. مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ وعمل اور فاعل بات الخ: یعنی اسم تفضیل ہمیشہ فاعل میں عمل کرتا ہے. خواہ وہ مضمر ہو یا مظہر۔ اور فاعل مضمر میں اس کے عمل کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ البتہ فاعل مظہر میں عمل کے لئے شرط ہے. جیسا کہ تم کو آئندہ کتابوں میں معلوم ہو جائے گا اور مفعول بہ میں وہ بالکل عمل نہیں کرتا خواہ مضمر ہو یا مظہر،

فائدہ ۱۔ اسم تفضیل کے آخر کبھی تنوین نہیں آتی، اور اسم تفضیل ہمیشہ فاعل کے معنی دیا کرتا ہے. جیسے أَضْرَبُ (زیادہ مارنے والا) اور کبھی مفعول کے معنی کے لئے بھی آتا ہے جیسے أَعْرَفُ (زیادہ معروف) أَشْغَلُ (زیادہ کام میں لگا ہوا) اسم تفضیل ثلاثی مجرد کے سوا کسی اور باب سے نہیں آتا۔ اور نیز ثلاثی مجرد سے بھی جس میں لون یا عیب ظاہری کے معنی پائے جائیں نہیں آتا. جیسے أَحْمَرُ (سرخ مرد) اور أَعْرَجُ (لنگڑا) اور اس وزن کو ایسی صورت میں أَفْعَلُ صفتی کہتے ہیں۔ اور اگر اسم تفضیل کو ثلاثی مزید یا رباعی سے یا اس ثلاثی مجرد سے جس میں لون یا عیب ظاہری کے معنی پائے جاتے ہوں بنانا مقصود ہو تو اس وقت لفظ شدت یا کثرت وغیرہ جیسے الفاظ سے اسم تفضیل أَفْعَلُ کے وزن پر بنا کر اس کے مصدر کو اس کے بعد ذکر کریں۔ اور پھر اس مصدر کو بنا بر تمیز نصب دیں. جیسے هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ اِسْتِخْرَاجًا. (وہ زیادہ سخت ہے اس سے از روئے نکالنے کے) هُوَ أَقْوٰى مِنْهُ حُمْرَةً (وہ زیادہ قوی ہے اس سے از روئے سرخ ہونے کے) هُوَ أَقْبَحُ مِنْهُ عَرَجًا (وہ زیادہ قبیح ہے اس سے از روئے لنگڑا ہونے کے) اور کبھی اسم تفضیل کے بعض صیغوں میں تغیر ہو جاتا ہے جیسے خَيْرٌ وشَرٌّ. کہ اصل میں أَخْيَرُ وأَشْرَرُ تھا۔ اور کبھی مفضل علیہ بوجہ معلوم و معین ہونے کے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے اَللّٰهُ أَكْبَرُ یعنی اَللّٰهُ أَكْبَرُ كُلِّ شَيْءٍ یا اَللّٰهُ أَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔

قولہ مصدر الخ. مصدر وہ اسم ہے جو فعل کا ماخذ اور مشتق منہ ہو اور اس کی علامت یہ ہے کہ فارسی میں اس کے معنی میں دَن یا تَن آتا ہے اور اردو میں "نا" جیسے اَلضَّرْبُ بمعنی "زدن" مارنا اور جیسے اَلْقَتْلُ بمعنی کشتن۔ اور مصدر بشرطیکہ وہ مفعول مطلق نہ ہو اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے. خواہ وہ ماضی کے معنی میں ہو یا حال کے یا استقبال کے۔ پس اگر وہ لازم ہے تو فاعل کو رفع دے گا. جیسا کہ اس کا فعل فاعل کو رفع دیتا ہے جیسے أَعْجَبَنِيْ قِيَامٌ زَيْدٌ (برفع وتنوین میم و دال) مجھ کو زید کے کھڑے ہونے نے تعجب میں ڈالا۔ اس میں قیام مصدر لازم ہے جس نے زید کو بنا بر فاعلیت رفع دیا۔ اور اگر متعدی ہے تو فاعل

کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیگا. جیسا کہ اس کا فعل فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبٌ زَیْدٌ عَمْرًوا (برفع وتنوین با ذال و بنصب وتنوین را) زید کے عمرو کو مارنے نے مجھ کو تعجب میں ڈالا اس میں ضَرْبٌ مصدر متعدی ہے جس نے زید فاعل کو رفع دیا اور عمرو مفعول بہ کو نصب دیا۔

قولہ بشرط آنکہ الخ. مصدر کے عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ مفعول مطلق واقع نہ ہو. ورنہ عمل نہیں کرے گا. اور اس وقت عامل فعل ہوگا. اس لئے کہ قوی اور اصل کے ہوتے ہوئے خفیف اور فرع کو عامل بنانا صحیح نہیں اور عمل میں فعل اصل ہے اور مصدر اس کی فرع جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًوا. اس میں ضَرْبًا مصدر مفعول مطلق ہے اور عمرًوا مفعول بہ جس کو ضَرَبْتُ فعل نے نصب دیا۔

ترکیب :۔ ضربت فعل با فاعل. ضَرْبًا مفعول مطلق، عمرًوا مفعول بہ. فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا. جاننا چاہیئے کہ مصدر کی اضافت فاعل کی طرف جائز ہے اور اس وقت فاعل لفظاً مجرور ہوگا اس لئے کہ اس وقت مصدر کی اضافت اس کی طرف ہے اور معنیً فاعل ہوگا اس وجہ سے کہ فاعل ہے. اور اگر مفعول مذکور ہو تو وہ منصوب ہوگا. جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًوا. اس میں ضرب مصدر کی اضافت زید فاعل کی طرف ہے اور زید مجرور باضافت ہے اور عمرًوا مفعول بہ منصوب ہے لیکن مصدر کا منون ہو کر عمل کرنا اور مضاف نہ ہونا اولیٰ ہے. اور کبھی جبکہ قرینہ موجود ہو مفعول بہ کی طرف بھی مضاف ہو جاتا ہے لیکن اس کی اضافت باعتبار فاعل مفعول کی طرف کم ہوتی ہے. اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ اللِّصِّ الْجَلَّادُ (جلاد کے چور کو مارنے نے مجھ کو تعجب میں ڈالا) اس میں ضربُ فعل متعدی ہے اور اللص مفعول بہ کی طرف مضاف ہے الجلاد اس کا فاعل ہے۔

قولہ اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ الخ: اعجب فعل، ن وقایہ کا، ی متکلم مفعول بہ، ضرب مصدر مضاف، زید مضاف الیہ فاعل، عمرًوا مصدر اپنے مضاف الیہ فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر فاعل ہوا فعل کا. فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا. اس مثال میں ضرب مصدر متعدی ہے اور اپنے فاعل زید کی طرف مضاف ہے. اور زید اگرچہ مضاف الیہ ہونے کے لحاظ سے لفظاً مجرور ہے مگر درحقیقت محل رفع میں سمجھا جاتا ہے. کیونکہ وہ مصدر کا فاعل ہے. قولہ اسم مضاف الخ مضاف یہ باب افعال سے اسم مفعول ہے. مصدر اضافت ہے جو اجوف یائی ہے اور اضافت لغت میں بمعنی ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف مائل کرنا ہے اور اصطلاح میں اس نسبت تقییدی کو کہتے ہیں جو دو اسموں کے درمیان اس طرح پر ہو جس کے سبب سے پہلا اسم دوسرا اسم کو جر دینے والا ہو. پہلا اسم کو جو جر دینے والا ہے مضاف کہتے ہیں یعنی اضافت کیا گیا اور دوسرے اسم کو جسکو جر دیا گیا ہے مضاف الیہ کہتے ہیں یعنی جسکی طرف وہ اضافت کیا گیا. جیسے جَاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ (میرے پاس زید کا غلام آیا) اس میں غلام مضاف ہے جس نے زید مضاف الیہ کو جر دیا. پس غلام مضاف اپنے مضاف الیہ زید سے مل کر جار، فعل کا فاعل ہوا. فعل اپنے

فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اور اضافت تین قسم کی ہے۔ یا تو وہ بمعنی لام مقدرہ ہوگی جبکہ مضاف الیہ نہ تو مضاف کی جنس سے ہو یعنی مضاف الیہ مضاف پر صادق نہ آئے اور نہ وہ مضاف کا ظرف ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ (زید کا غلام) اس میں زید مضاف الیہ نہ تو غلام پر صادق آتا ہے اور نہ اس کا ظرف ہے۔ غُلَامُ زَیْدٍ کی اضافت بمعنی لام ہوگی۔ یعنی غُلَامٌ لِزَیْدٍ۔ اور اس کو اضافت لامیہ کہتے ہیں یا بمعنی مِنْ بیانیہ ہوگی جب کہ مضاف الیہ مضاف کی جنس سے ہو یعنی مضاف الیہ مضاف پر صادق آئے اور وہ مضاف کی اصل ہو جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ۔ (انگوٹھی چاندی کی ہے) اور اس کو اضافت مِنِّیْ کہتے ہیں یا بمعنی فی ہوگی جبکہ مضاف الیہ مضاف کا ظرف ہو۔ جیسے ضَرْبُ الْیَوْمِ (دن کی مار) اس میں یوم ضرب کا ظرف ہے لہٰذا اضافت بمعنی فی ہوگی ای ضَرْبٌ فِی الْیَوْمِ (مار دن میں) قولہ بدانکہ اینجا بحقیقت لام الخ اس جگہ یعنی غُلَامُ زَیْدٍ میں درحقیقت لام مقدر ہے۔ مصنفؒ چونکہ یہاں صرف اضافت لامی کی مثال لائے ہیں لہٰذا انہوں نے اسی کی تقدیر بتلائی ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ اضافت لامی میں بعض جگہ لام کو نظم کلام میں ظاہر کیا جاتا ہے جیسا کہ گذر چکا۔ اور بعض جگہ ظاہر کرنے سے خرابی لازم آتی ہے۔ یعنی معنی صحیح نہیں رہتے۔ پس ایسے مقام میں صرف لام کے معنی جو اختصاص ہیں مراد ہوتے ہیں جیسے عِلْمُ الْفِقْهِ۔ اس جگہ لام کا ظاہر کرنا حقیقت میں غلط ہے۔

فائدہ:۔ مضاف پر اَلْ لام تعریف کا کبھی نہیں آتا اور اضافت کے وقت تنوین اور نون تثنیہ اور نون جمع اس سے گر جاتا ہے جیسے غُلَامَا بَکْرٍ (بکر کے دو غلام) کہ اصل میں غُلَامَانِ تھا۔ اور مُسْلِمُوْ مِصْرَ۔ (یعنی مصر کے مسلمان) کہ اصل میں مُسْلِمُوْنَ تھا۔

سوالات:۔ ان مثالوں میں اسمائے عاملہ کے عمل اور ان کے معمول کو بتاؤ۔ زَیْدٌ اَحْسَنُ مِنْ عَمْرٍو۔ جَاءَنِیْ زَیْدٌ مُعْطِیًا غُلَامَہٗ دِرْھَمًا۔ تَطْهِیْرُكَ بَدَنَكَ خَیْرٌ۔ رَاَیْتُ رَجُلًا ضَارِبًا اَبُوْہُ عَمْرًا۔ زَیْدٌ حَسَنٌ اَبُوْہُ۔ اَبُوْكَ مُعَلًّى رَاْسُہٗ۔ خَیْرُ الْعِلْمِ مَا نَفَعَ۔ اَشْرَفُ الْحَدِیْثِ ذِكْرُ اللّٰهِ۔ ھٰذَا طَعَامُ زَیْدٍ، ھٰذَا الْمَسْجِدُ اَرْفَعُ وَاَطْوَلُ مِنْ ذٰلِكَ۔ عَمْرٌو مُطَهَّرٌ ثَوْبُہٗ۔ زَیْدٌ جَائِعٌ بَطْنُہٗ۔ اَکْثَرُھُمْ کَافِرُوْنَ۔ نَوْمُ اللَّیْلِ اَحْسَنُ مِنْ نَوْمِ النَّهَارِ۔

دہم اسم تام تمیز را بنصب کند و تمامی اسم یا بتنوین باشد چوں مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا یا بتقدیر تنوین چوں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا

نیست در آسمان بقدر کف دست ابر ۱۲

وَزَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْكَ مَالًا یا بنون تثنیہ چوں عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا۔ یا بنون جمع

چوں هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا۔ یا بمشابہ نون جمع چوں عِنْدِی عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا تا تِسْعُوْنَ یا باضافت چوں عِنْدِی مِلْؤُهٗ عَسَلًا۔

یازدہم اسمائے کنایہ از عدد وآں دو لفظ ست کَمْ وکَذَا۔ کَمْ بر دو قسم ست استفہامیہ وخبریہ۔ کم استفہامیہ تمیز را بنصب کند وکذا نیز چوں کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ وعِنْدِی كَذَا دِرْهَمًا۔ وکم خبریہ تمیز را بجر کند چوں کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ وکَمْ دَارٍ بَنَيْتُ۔ وگاہے مِنْ جار بر تمیز کم خبریہ آید چوں قولہ تعالٰی کَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ۔

قولہ اسم تام الخ: اسم تام وہ اسم ہے جو چار چیزوں یعنی تنوین یا نون تثنیہ یا نون جمع یا اضافت میں سے کسی ایک کے ساتھ تام ہو جائے۔ قولہ تمامی اسم الخ: تمامی اسم کے یہ معنی ہیں کہ وہ اسم اس حالت میں جب کہ چاروں میں سے کوئی چیز اس پر موجود ہو اضافت کے قابل نہیں ہوتا۔ مثلاً جب تک اسم پر تنوین موجود ہے وہ کسی کی طرف مضاف نہیں ہو سکتا یا جب تک وہ اسم کسی کی طرف مضاف ہے اس وقت تک دوسرے کی طرف مضاف نہیں ہو سکتا۔ پس جب کہ اسم ان اشیاء کے ساتھ تمام ہو جاتا ہے تو وہ فعل کے ساتھ جو اپنے فاعل کے ساتھ تمام ہو کر کلام تام بن جاتا ہے مشابہ ہو گیا۔ اور یہ اشیاء بمنزلہ فاعل کے ہو گئیں۔ اور تمیز بمنزلہ مفعول کے ہو گئی۔ قولہ مَا فِي السَّمَاءِ الخ: (آسمان میں ہتھیلی کے برابر ابر نہیں ہے) اس مثال میں رَاحَةٍ اسم تام ہے۔ تمامی اسم تنوین کے ساتھ ہے اور سَحَابًا تمیز ہے۔ ترکیب: مَا حرف مشبہ بلیس، فِي السَّمَاءِ جار مجرور متعلق ثابتًا کے ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ قدر راحۃ مرکب اضافی ممیز، سحابًا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر اسم مؤخر ہوا۔ مَا اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

یاد رکھنا چاہیے کہ تمامی اسم بلفظ تنوین اسم منصرف میں ہو گی۔ قولہ عِنْدِي اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا (میرے پاس گیارہ مرد ہیں) اس مثال میں اَحَدَ عَشَرَ مرکب بنائی اسم تام ہے تمامی اسم بتقدیر تنوین ہے اور رَجُلًا تمیز ہے

اَحَدَ عَشَرَ کی تنوین بوجہ بناء حذف ہوکر حرکتِ بنائی اس کے قائم مقام ہوگئی۔

ترکیب:۔ عِندی مرکب اضافی ظرف ہوا ثابت مقدر کا۔ ثابتٌ اپنے ظرف سے مل کر خبر مقدم ہوئی احد عشر اسم تام، رجلاً تمیز۔ اسم تام اپنی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر ہوا۔ مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ قولہ زَیدٌ اَکثَرُ الخ (زید از روئے مال کے مجھ سے زیادہ ہے) اس مثال میں اکثر اسم تام ہے اور مالاً تمیز ہے۔

ترکیب:۔ زید مبتدا۔ اکثر صیغہ اسم تفضیل تام ہے تمامی اسم بتقدیر نون ہے۔ مِنّی جار مجرور متعلق ہوا اکثر کے۔ مالاً تمیز۔ اسم تام اپنے متعلق اور تمیز سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ جاننا چاہئے کہ تمامی اسم بتقدیر تنوین مبنی اور غیر منصرف میں ہوگی۔ قولہ عِندِی قَفِیزَانِ بُرًّا (میرے پاس دو قفیز ہیں از روئے گیہوں کے) قَفِیزَان تثنیہ قَفِیزٌ کا ہے۔ ایک پیمانہ ہے اس مثال میں قَفِیزَان اسم تام ہے۔ تمامی اسم نون تثنیہ کے ساتھ ہے اور بُرًّا تمیز ہے۔

قولہ ہَل نُنَبِّئُکُم الخ (کیا ہم تم کو ان لوگوں کی خبر دیں جو از روئے اعمال کے زیادہ ٹوٹے میں ہیں) اس مثال میں اَخسَرِینَ اسم تام ہے تمامی اسم نون جمع کے ساتھ ہے اور یہ اخسر بصیغہ اسم تفضیل کی جمع ہے اور اعمالاً تمیز ہے۔ اور یہ عمل کی جمع مکسر ہے قولہ یا بمشابہ نون جمع جیسے عِشرُونَ کہ اس کا نون مشابہ بنون جمع مذکر سالم ہے اسی طرح ثَلٰثُونَ اور اَربَعُونَ اور خَمسُونَ اور سِتُّونَ اور سَبعُونَ اور ثَمَانُونَ اور تِسعُونَ کا نون مشابہ بنون جمع مذکر سالم ہے اور جاننا چاہیئے کہ عِشرُونَ جمع عَشَرَۃٌ کی نہیں ہے اسی طرح ثَلٰثُونَ جمع ثَلٰثَۃٌ کی نہیں ہے اور اَربَعُونَ جمع اَربَعَۃٌ کی نہیں ہے اور خَمسُونَ جمع خَمسَۃٌ کی نہیں ہے اور سِتُّونَ جمع سِتَّۃٌ کی نہیں ہے اور سَبعُونَ جمع سَبعَۃٌ کی نہیں ہے اور ثَمَانُونَ جمع ثَمَانِیَۃٌ کی نہیں ہے اور تِسعُونَ جمع تِسعَۃٌ کی نہیں ہے۔ اس لئے کہ مثلاً عِشرُونَ کو اگر جمع عَشَرَۃٌ کی لی جائے تو عِشرُونَ کا اطلاق تیس پر اور اس سے زائد عقود پر آئے گا۔ کیونکہ جمع کا کمتر درجہ تین ہے اور تین عشرہ تیس ہوتے ہیں یعنی ۱۰+۱۰+۱۰=۳۰ ہوتے۔ اسی طرح اگر ثَلٰثُونَ کو ثَلٰثَۃ کی جمع لی جائے تو ثلثون کا اطلاق نو اور اس سے زائد عقود پر آئے گا۔ اس وجہ سے کہ جمع کا کمتر درجہ تین ہے اور تین ثلثہ نو ہوتے ہیں یعنی ۳+۳+۳=۹ ہوتے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حقیقۃً کسی کی جمع نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ یہ صورۃً اور اعراب میں جمع مذکر سالم کے مشابہ ہیں لہٰذا یہ مشابہ جمع ہوتے اور ان کا نون بھی مشابہ بنون جمع ہوگا۔

قولہ عِندِی عِشرُونَ دِرهَمًا (میرے پاس بیس درہم ہیں) اس مثال میں عِشرُونَ اسم تام ہے تمامی اسم مشابہ نون جمع کے ساتھ ہے۔ اور دِرهَمًا تمیز ہے۔ قولہ تا تِسعُونَ۔ یعنی عِشرُونَ سے لے کر تِسعُونَ تک جتنے عقود ہیں سب میں تمامی اسم مشابہ نون جمع کے ساتھ ہے۔ قولہ عِندِی مِلؤُہٗ

عَسَلاً (میرے پاس اس برتن کی پُری ازروئے شہد ہے) اس مثال میں مِلْؤُہٗ اسم تام ہے۔ تمامی اسم اضافت کے ساتھ ہے۔ مِلْؤُ مضاف ہے اور ہٗ ضمیر مضاف الیہ اور عَسَلاً تمیز ہے جس کو مِلْؤُہٗ اسم تام نے نصب دیا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ تمیز کو نصب کبھی فعل دیتا ہے جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا میں۔ اور کبھی نصب اس کو اسم تام دیتا ہے جیسے عِشْرُوْنَ دِرْھَمًا اور قَفِیْزَانِ بُرًّا میں۔ قولہ وکذا ایضًا الخ۔ یعنی کم استفہامیہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے اور کذا خبریہ بھی اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ کذا صرف خبریہ آتا ہے۔ اور چونکہ کذا بھی کم استفہامیہ کی طرح اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔ لہٰذا ان دونوں کے عمل کو اکٹھا بیان کر دیا اور ان کی مثالوں کو بھی ایک جگہ ذکر کر دیا۔

قولہ کم رجلاً الخ (تیرے پاس کتنے مرد ہیں) ترکیب: کم ممیز، رجلاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا ہوا۔ عندک مرکب اضافی ظرف متعلق ثابت مقدر کا۔ ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ قولہ عِنْدِیْ کَذَا دِرْھَمًا (میرے پاس اتنے درہم ہیں) ترکیب: عندی مرکب اضافی ظرف ثابتٌ مقدر کا۔ ثابتٌ اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی۔ کذا ممیز اپنی تمیز درہما سے مل کر مبتدا مؤخر۔ مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ قولہ کم مَالِ اَنْفَقْتَ (تم نے اس قدر مال خرچ کیا) ترکیب: کم مضاف ممیز، مَالِ مضاف الیہ تمیز، مضاف ممیز اپنے مضاف الیہ تمیز سے مل کر مفعول بہ مقدم ہوا۔ اَنْفَقْتَ فعل با فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ کم دَارٍ الخ (میں نے بہت سے گھر بنائے) ترکیب: مثل سابق۔ قولہ وقد یدخل مِنْ جارہ الخ۔ کافیہ میں ہے کہ مِنْ زائدہ کم استفہامیہ اور خبریہ دونوں کی تمیز کے اول میں آتا ہے اور شارح رضی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں نے اطلاع نہیں پائی کہ کم استفہامیہ کی تمیز پر مِنْ آتا ہوا ورنہ کسی کتاب میں میں نے دیکھا۔ البتہ علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آیت سَلْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَةٍ بَیِّنَةٍ، میں کم استفہامیہ اور کم خبریہ ہو سکتا ہے۔ (کم استفہامیہ کا ترجمہ:۔ "اے محمد ! بنی اسرائیل سے دریافت کیجئے کہ ہم نے ان کو کس قدر روشن نشانیاں دی ہیں" کم خبریہ کا ترجمہ:۔ اے محمد آپ بنی اسرائیل سے دریافت کر کے دیکھئے (اس کے بعد خبر کے طور پر فرماتا ہے کہ) ہم نے ان کو کتنی ہی (یعنی بہت سی) روشن نشانیاں دی ہیں۔ قولہ کم مِنْ مَلَکٍ الخ (آسمان میں بہت سے فرشتے ہیں) اس میں مَلَکٍ تمیز پر مِنْ جارہ داخل ہے۔

سوالات:۔ ان مثالوں میں یہ بتاؤ کہ اسم تام کونسا ہے اور تمامی اسم کس شئ سے ہے۔؟ اور کم استفہامیہ اور خبریہ کو متعین کرو اور ہر مثال کی ترکیب اور ترجمہ کرو۔؟

مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا ، كَمْ مُصَلٍّ عن صَلٰوتِهٖ غَافِلٌ ، رَأَيْتُ ثَلَاثِيْنَ رَجُلًا ۔ كَمْ يَوْمًا صُمْتَ ، عِنْدِيْ رَطْلٌ زَيْتًا ، عِنْدِيْ كَذَا وَكَذَا ، كَمْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا ، كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ ، عِنْدِيْ مِلْؤُهٗ لَبَنًا ، كَمْ رَكْعَةً صَلَّيْتَ ، لَيْسَ عِنْدِيْ قَدْرُ جُفْنَةٍ حِنْطَةً ، كَمْ رَجُلٍ جَاءَ ، عِنْدِيْ رِطْلَانِ زَيْتًا ۔

قسم دوم در عوامل معنوی **بدانکہ** عوامل معنوی بر دو قسم ست اوّل ابتدا یعنی خلوّ اسم از عوامل لفظی کہ مبتدا و خبر را برفع کند چوں زَيْدٌ قَائِمٌ (یعنی مذہب بصریین ست) وایں جا گویند کہ زَيْدٌ مبتدا ست مرفوع بابتدا و قائم خبر مبتدا ست مرفوع بابتدا وایں جا دو مذہب (یعنی غیر بصریین) دیگر ست ۔ یکے آنکہ ابتدا عامل ست در مبتدا و مبتدا در خبر ۔ دیگر آنکہ ہر یکے از مبتدا و خبر عامل ست در دیگر ۔ **دوم** خلوّ فعل مضارع از ناصب و جازم فعل مضارع را برفع کند چوں يَضْرِبُ زَيْدٌ اینجا يَضْرِبُ مرفوع ست زیرا کہ خالی است از ناصب و جازم ۔ تمام شد عوامل نحو بتوفیق اللّٰہ تعالےٰ وعونہٖ

قولہ عوامل معنوی الخ عوامل معنوی وہ ہے جو عقل سے پہچانا جائے اور لفظ میں نہ ہو اور عامل معنوی دو قسم پر ہے ۔ اوّل وہ جو مبتدا اور خبر میں عامل ہو اور وہ ابتدا ہے ۔ یعنی اسم کا عوامل لفظی سے خالی ہونا ۔ پس ابتدا بایں معنی مبتدا اور خبر دونوں کو رفع دیتا ہے ۔ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ کہ اس میں زید مبتدا اور قائم خبر ۔ دونوں کو رفع دینے والا عامل ابتدا ہے ۔ یعنی ان کا عامل لفظی سے خالی ہونا ہی ان کا عامل رافع ہے ۔ ورنہ اگر ان پر عامل لفظی داخل ہو تو اس وقت عمل اس عامل کی طرف منسوب ہوگا جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا میں زید کو رفع اور قائما کو نصب کان عامل لفظی کی وجہ سے ہے اور یہ مذہب یعنی مبتدا اور خبر دونوں کو رفع دینے والا عامل ابتدا ہے نحاۃ بصرہ کا ہے ۔ اور اس مذہب پر دونوں کا عامل معنوی ہوگا ۔ قولہ وایں جا دو مذہب دیگر ست الخ اور اس جگہ یعنی مبتدا اور خبر کے عامل رافع میں دو مذہب اور ہیں ۔ ایک تو یہ کہ مبتدا میں تو عامل ابتدا ہے (یعنی اس کا عامل لفظی سے خالی ہونا) اور خبر میں عامل مبتدا ہے نہ کہ ابتدا ۔ پس زَيْدٌ قَائِمٌ میں زید میں عامل

ابتدا ہے اور قائمٌ خبر میں عامل زید مبتدا ہے اور اس مذہب پر مبتدا کا عامل معنوی ہوگا اور خبر کا عامل لفظی۔ دوسرا یہ کہ مبتدا اور خبر میں سے ہر ایک دوسرے میں عامل ہے یعنی مبتدا خبر میں عامل ہے اور خبر مبتدا میں۔ پس زَیْدٌ قَائِمٌ میں زید مبتدا قائمٌ خبر میں عامل ہے اور قائمٌ خبر زیدٌ مبتدا میں۔ اور اس مذہب پر مبتدا اور خبر دونوں کا عامل لفظی ہوگا۔

دوم وہ جو فعل مضارع میں عامل رافع ہو اور وہ فعل مضارع کا نصب اور جزم دینے والے عامل سے خالی ہونا ہے۔ پس فعل مضارع کا ناصب اور جازم سے خالی ہونا فعل مضارع کو رفع دیتا ہے۔ جیسے یَضْرِبُ زَیْدٌ (زید مارتا ہے) میں یضربُ مضارع مرفوع ہے اس لئے کہ وہ عامل ناصب اور جازم سے خالی ہے۔ ورنہ اگر کوئی عامل لفظی اس پر داخل ہو تو وہ یا تو اس کو نصب دے گا۔ جیسے لَنْ یَّضْرِبَ زَیْدٌ میں لَنْ عامل لفظی ناصب ہے جس نے یضربَ کو نصب دیا۔ یا تو اس کو جزم دیگا۔ جیسے لَمْ یَضْرِبْ زَیْدٌ میں لَمْ عامل لفظی جازم ہے جس نے یضربْ کو جزم دیا۔

سوالات:۔ ان مثالوں میں عامل معنوی کو بتاؤ اور ہر ایک کا ترجمہ اور ترکیب کرو؟:۔ زَیْدٌ ضَارِبٌ هُوَ قَائِمٌ، یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا، هٰذَا رَجُلٌ، وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ، هٰذَا ذِکْرٌ مُّبَارَکٌ، لَا تُغْنِیْ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ۔

خاتمہ

در فوائد متفرقہ کہ دانستن آں واجب ست و آں سہ فصل ست

فصل اوّل

در توابع، بدانکہ تابع لفظی ست کہ دوم از لفظ سابق باشد باعراب سابق از یک جہت ولفظ سابق را متبوع گویند۔ وحکم تابع آنست کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد و تابع پنج نوع ست۔ اوّل صفت و آں تابعی ست کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ۔ یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ یا اَبُوْهُ مثلاً۔ قسم اوّل در دہ چیز موافق متبوع باشد در تعریف[1] و تنکیر[2] و تذکیر[3] و تانیث[4] و افراد[5] و تثنیہ[6] و جمع[7] در رفع[8] و نصب[9] و جر[10] چوں

یعنی متعلق کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد ۱۲

عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ، وَامْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ۔

اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز۔ تعریف وتنکیر ورفع ونصب وجر، چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْهُ۔ بدانکہ نکرہ را بجملہ خبریہ صفت تواں کرد چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ اَبُوْهُ عَالِمٌ ودر جملہ ضمیرے عائد بنکرہ لازم باشد۔

قولہ در توابع الخ۔ یہ تابعٌ کی جمع ہے جو وصفیت سے اسمیت کی طرف نقل کر دیا گیا ہے۔ یعنی اب یہ اسم کی اس ایک نوع کا نام ہو گیا ہے۔ قولہ تابع لفظی ست الخ: تابع وہ لفظ ہے جو پہلے لفظ کے لحاظ سے دوسرا ہو اور پہلے لفظ کا اعراب ساتھ ہو۔ (یعنی جو اعراب پہلے لفظ پر ہے وہ ہی اس پر ہو)۔ درآنحالیکہ ان دونوں کے پہلے لفظ کا اور اس کا اعراب ایک جہت سے ہو۔ یعنی رفع، نصب، اور جر میں سے جو اعراب پہلے لفظ یعنی متبوع پر ہے وہ ہی اعراب تابع پر ہو۔ اور پھر ان دونوں کا اعراب ایک جہت سے ہو۔ یعنی دونوں کے اعراب کی علت اور سبب ایک ہو۔ مثلاً اگر متبوع کو رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہے تو تابع کو بھی رفع فاعل ہونے کی وجہ سے اس طرح تابع کا نصب وجر اسی وجہ سے ہو جس وجہ سے کہ متبوع کو نصب وجر ہے۔ پس تابع کا رفع ونصب وجر متبوع کی تبعیت میں ہوگا۔ جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ (میرے پاس ایک عالم مرد آیا) اس میں عالمٌ تابع (صفت) ہے جو پہلے لفظ یعنی رَجُلٌ متبوع (موصوف) کے لحاظ سے دوسرے مرتبہ میں ہے۔ اور جو اعراب رَجُلٌ پر ہے وہ ہی یعنی رفع اس پر بھی ہے۔ اور رفع دونوں پر ایک جہت سے ہے اس لئے کہ رَجُلٌ پر رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہے اسی طرح عَالِمٌ پر بھی رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہے۔ قولہ از یک جہت الخ یہ اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا سے احتراز ہے اس واسطے کہ درہمًا کا اعراب اگرچہ اسم سابق زیدًا کے موافق ہے مگر ایک جہت سے نہیں ہے۔ اس لئے زیدًا نصب معطیٰ لہ ہونے کی حیثیت سے ہے۔ اور درہمًا کا نصب معطیٰ کی حیثیت سے ہے۔

قولہ لفظ سابق را متبوع الخ۔ متبوع اسم مفعول ہے بمعنی پیروی کیا ہوا۔ کیونکہ اعراب میں اس کی پیروی اور تابعداری کی جاتی ہے۔ لہٰذا اس کا نام متبوع رکھا گیا۔ اور تابع بمعنی پیروی کرنیوالا

کیونکہ یہ اعراب میں اپنے ماقبل متبوع کی پیروی اور تابعداری کرتا ہے لہٰذا اس کا نام تابع رکھا گیا۔ قولہ صفت وُ تابعی ست الخ. صفت وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ مل کر اس معنی پر دلالت کرے جو اس کے متبوع یا متعلق متبوع میں ہیں جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ (میرے پاس ایک عالم مرد آیا۔) اس میں عالم تابع صفت نے معنی علم پر جو اس کے متبوع موصوف رَجُلٌ میں ہے دلالت کی۔ ترکیب:۔ جاء فعل ماضی، ن وقایہ کا، ی متکلم مفعول بہ، رجل موصوف، عالم صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس مثال میں لفظ عالم صفت رجل کی ہے اور اعراب میں اپنے اسم سابق رجل کے موافق ہے۔ پس رجل متبوع موصوف ہے اور عالم تابع صفت۔ اور اس کو صفت بحال موصوف کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ صفت صرف موصوف کی حالت بیان کرتی ہے۔ قولہ جَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ (میرے پاس ایک ایسا مرد آیا جس کا غلام حسین ہے) جاء، فعل۔ ن وقایہ کا، ی متکلم مفعول بہ، رجل موصوف، حسن صفت مشبہ۔ غلامہ مرکب اضافی فاعل حسن کا۔ حسن اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوئی۔ رجل موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس مثال میں حسن تابع صفت نے معنی حُسن پر جو رجل متبوع موصوف کے متعلق یعنی غلام میں ہیں، دلالت کی۔ اس لئے کہ صفت حسن غلام کی ذات میں قائم ہے۔ نہ کہ رجل کی ذات میں اور اس کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہیں۔ تعریف میں اپنے متبوع کے ساتھ مل کر کی قید اس واسطے ہے کہ صفت تنہا بغیر متبوع کے مطلق معنی وصفی پر دلالت کرتا ہے نہ کہ اپنے متبوع کے معنی پر۔

قولہ قسم اوّل در دہ چیز الخ یعنی وہ صفت جو معنی متبوع پر دلالت کرتی ہے اور جس کو صفت بحال موصوف کہتے ہیں اپنے متبوع موصوف کے ساتھ دس چیزوں میں جن کو مصنف رح نے بتلائی ہیں موافق ہوگی اور ہر ترکیب میں ان دس چیزوں میں سے صرف چار چیزیں پائی جائیں گی۔ اس طرح سے کہ مثلاً ایک جگہ تعریف یا تنکیر ہوگی اور تذکیر و تانیث میں سے تذکیر یا تانیث ہوگی اور افراد و تثنیہ و جمع میں سے افراد ہوگا یا تثنیہ یا جمع اور رفع و نصب و جر میں سے رفع ہوگا یا نصب یا جر جیسے عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ (میرے پاس ایک عالم مرد ہے۔) اس ترکیب میں ان دس چیزوں میں سے صرف چار چیزیں پائی جارہی ہیں تنکیر اور تذکیر اور افراد اور رفع۔ اسی طرح عِنْدِیْ رَجُلَانِ عَالِمَانِ میں چار چیزیں تنکیر اور تذکیر اور تثنیہ اور رفع جو الف کے ساتھ ہے، پائی جارہی ہیں۔ اسی طرح مصنف رح کی تیسری مثال میں چار چیزیں تنکیر اور تذکیر اور جمع اور رفع پائی جارہی ہیں۔ اور چوتھی مثال میں تنکیر اور تانیث اور جمع اور رفع ہیں اور نِسْوَۃٌ جمع اِمْرَأَۃٌ کی ہے۔ قولہ تانیث، جب صیغہ صفت میں مذکر اور مؤنث یکساں ہوں۔ جیسے فَعِیْلٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ جیسے رَجُلٌ جَرِیْحٌ وَامْرَأَۃٌ جَرِیْحٌ (مرد جو زخمی ہے اور عورت جو زخمی ہے)

اور جیسے فَعُولٌ بمعنی فاعل جیسے رَجُلٌ صَبُوْرٌ وَامْرَأَةٌ صَبُوْرٌ (مرد جو صبر کرنے والا ہے اور عورت جو صبر کرنے والی ہے) یا ایسی صفت مؤنث ہو جس کا اطلاق مذکر پر ہوتا ہو جیسے رَجُلٌ عَلَّامَةٌ (مرد جو بہت جاننے والا ہے) یا ایسی صفت مذکر ہو جس کا اطلاق مؤنث پر متعین ہو جیسے اِمْرَأَةٌ حَائِضٌ (عورت والی ہے) تو ان سب صورتوں میں تابع اپنے متبوع کے ساتھ تانیث میں موافق نہیں ہوگا۔

قولہ قسم دوم موافق متبوع الخ یعنی وہ صفت جو معنی مطلق متبوع پر دلالت کرتی ہے، اور جس کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہیں اپنے متبوع موصوف کے ساتھ پانچ چیزوں میں جن کو مصنف نے بتلائی ہیں، موافق ہوگی اور ہر ترکیب ان پانچ چیزوں سے صرف دو چیزیں پائی جائیں گی۔ تعریف و تنکیر میں سے صرف تعریف ہوگی یا تنکیر اور رفع و نصب و جر میں سے رفع ہوگا یا نصب یا جر۔ اور باقی پانچ چیزوں میں اپنے فاعل کا لحاظ رکھے گی اور صفت مانند فعل کے ہوگی جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْهُ اس مثال میں عَالِمٌ بجائے عَلِمَ ہے اور اَبُوْہُ فاعل اور فاعل مظہر تثنیہ ہو تو فعل مفرد ہوا کرتا ہے لہٰذا عَالِمٌ بھی جو بجائے فعل ہے مفرد رہے گا اور جَاءَنِیْ رَجُلٌ مُرْتَفِعَةٌ دَارُهٗ اور مُرْتَفِعٌ دَارُهٗ دونوں طرح صحیح ہے چونکہ دَارٌ مؤنث غیر حقیقی ہے اور فعل اس صورت میں مذکر اور مؤنث دونوں طرح آتا ہے لہٰذا مُرْتَفِعٌ جو بجائے اِرْتَفَعَ فعل ہے دونوں طرح آئے گا اور جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمَةٌ أُمُّهٗ میں اُمّ چونکہ مؤنث حقیقی ہے اور اس صورت میں فعل مؤنث آتا ہے لہٰذا عَالِمَةٌ جو بجائے فعل عَلِمَتْ ہے مؤنث آئے گا۔ قولہ جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْهُ (میرے پاس ایک مرد آیا جس کا باپ عالم ہے۔)

ترکیب:۔ جَاءَ فعل ماضی نَ وقایہ کا یؔ متکلم مفعول بہ رَجُلٌ موصوف عَالِمٌ اَبُوْهُ شبہ جملہ ہو کر صفت ہوئی۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس مثال میں رَجُلٌ متبوع موصوف ہے اور عَالِمٌ اور اَبُوْهُ شبہ جملہ ہو کر تابع صفت ہے اور محلاً مرفوع ہے۔ اور اس ترکیب میں دو چیزیں تنکیر اور رفع پایا جارہا ہے اور جملہ خبریہ حکم میں نکرہ کے ہوتا ہے۔ قولہ نکرہ را بجملہ خبریہ الخ یعنی جملہ خبریہ نکرہ کی صفت واقع ہو سکتی ہے اس لئے کہ جملہ خبریہ اپنے حکم کے شیوع کی وجہ سے حکم میں نکرہ کے ہوتا ہے نہ کہ جملہ انشائیہ۔ لیکن اس وقت جملہ خبریہ میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو نکرہ موصوفہ کی طرف لوٹتی ہے تاکہ وہ موصوف کے ساتھ ربط پیدا کر دے اور جملہ اپنے موصوف سے اجنبی نہ رہے۔ جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ اَبُوْهُ عَالِمٌ (میرے پاس ایک مرد آیا جس کا باپ عالم ہے)

ترکیب:۔ رجلٌ موصوف اَبُوْہُ مرکب اضافی مبتدا عَالِمٌ خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر

جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت ہوئی۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا جائے گا۔ جاءَ فعل اپنے فاعل اور ی متکلم مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس مثال میں اَبُوْہُ عَالِمٌ جملہ خبریہ صفت رَجُلٌ نکرہ کی واقع ہوئی۔ اور اس جملہ میں ضمیر ہٗ ہے جو رَجُلٌ موصوف کی طرف لوٹ رہی ہے۔

دوم تاکید، و آں تابعی است کہ حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یا در شمول تا سامع را شک نماند۔ و تاکید بر دو قسم ست لفظی بتکرار لفظ ست چوں زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ وضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ واِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔ و تاکید معنوی بہ ہشت لفظ ست نَفْسٌ وعَیْنٌ و کِلَا کِلْتَا وکُلٌّ واَجْمَعُ واَکْتَعُ واَبْتَعُ واَبْصَعُ چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ نَفْسُہٗ وجَاءَنِی الزَّیْدَانِ اَنْفُسُہُمَا وجَاءَنِی الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُہُمْ۔ وعَیْنٌ را بریں قیاس کن۔ وجَاءَنِی الزَّیْدَانِ کِلَاہُمَا والْہِنْدَانِ کِلْتَاہُمَا۔ وکِلَا وکِلْتَا خاص اند بمثنیٰ۔ وجَاءَنِی الْقَوْمُ کُلُّہُمْ اَجْمَعُوْنَ واَکْتَعُوْنَ واَبْتَعُوْنَ واَبْصَعُوْنَ۔ بدانکہ اَکْتَعُ واَبْتَعُ واَبْصَعُ اتباع اند بہ اَجْمَعُ پس بدون اجمع و مقدم بر اَجْمَعُ نباشد۔

قولہ تاکید و آں تابعی ست الخ۔ تاکید وہ تابع ہے کہ حال متبوع مقرر گرداند جو سامع کے نزدیک متبوع کے حال کو ثابت اور پختہ کر دے در نسبت متبوع کے منسوب یا منسوب الیہ ہونے میں تاکہ سامع پر یہ امر ثابت ہو جائے کہ منسوب یا منسوب الیہ اس نسبت میں متبوع ہے نہ کوئی اور یا در شمول یا متبوع کے اپنے

افراد کو شامل ہونے میں تاکہ سامع کو معلوم ہو جائے کہ مراد تمام افراد متبوع نہ بعض "تا سامع را شک نماند" تاکہ سامع کو کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے۔ نسبت کی مثال جیسے زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ پس اگر صرف زید قائم کہا جاتا تو شاید سامع یہ خیال کرتا کہ متکلم نے قیام کی نسبت زید مسند الیہ کی طرف غلط کر دی ہے اور قائم کوئی اور ہو۔ پس زید کو مکرر لانے سے یہ شبہ دور ہو گیا۔ شمول کی مثال جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ کُلُّھُمْ (میرے پاس قوم آئی سب کے سب) لفظ قوم اگرچہ تمام افراد کو شامل ہے، مگر بسا اوقات اکثر افراد پر قوم کا لفظ بول دیتے ہیں۔ کُلُّھُمْ کے لانے سے معلوم ہو گیا کہ قوم کے تمام افراد مراد ہیں۔ قولہ بتکرار لفظ ست الخ۔ یعنی تاکید لفظی لفظ کے مکرر لانے سے ہوتی ہے خواہ وہ اسم ہو یا فعل یا حرف یا جملہ یا مرکب تقییدی۔ پس جس چیز کی تاکید کرنی مقصود ہو اسے مکرر لانے سے تاکید لفظی ہو جاتی ہے۔ لفظی بمعنی لفظ والا۔ یہ لفظ کا منسوب ہے چونکہ یہ تکرار لفظ سے حاصل ہوتی ہے لہٰذا اس کو لفظی کہتے ہیں۔ قولہ زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ تکرار اسم مسند الیہ کی مثال ہے۔ قولہ ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ تکرار فعل مسند کی مثال ہے۔ قولہ اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ تکرار حرف کی مثال ہے۔ قولہ معنوی، تاکید معنوی تکرار لفظ سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے آٹھ لفظ ہیں جن کو لانے سے تاکید معنوی ہو جاتی ہے۔ معنوی بمعنی معنی والا۔ یہ معنی کا منسوب ہے چونکہ یہ معنی معنی کے ملاحظہ سے حاصل ہوتی ہے لہٰذا اس کو معنوی کہتے ہیں۔ قولہ نَفْسٌ وعَیْنٌ یہ واحد اور تثنیہ اور جمع کے لئے مستعمل ہوتے ہیں ان کے ساتھ جو ضمیر ہو گی اس کی مطابقت مرجع کے ساتھ ضروری ہے۔ اور خود ان کے صیغہ کی مطابقت متبوع مؤکد کے ساتھ صرف واحد اور جمع میں ہے۔ تثنیہ کے لئے جمع کا صیغہ آتا ہے۔ نَفْسٌ کی جمع اَنْفُسٌ اور عَیْنٌ کی جمع اَعْیُنٌ بمعنی ذات۔ ان دونوں سے تاکید اس وقت لاتے ہیں جبکہ متکلم یہ خیال کرے کہ سامع نسبت میں مجاز یا سہو وغیرہ کا خیال کرے گا جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ نَفْسُہٗ (آیا میرے پاس زید نفس اس زید کا یعنی میرے پاس زید بذات خود آیا)

ترکیب:۔ جاء فعل نَ وقایہ کا ی متکلم مفعول بہ زیدٌ مؤکد نفس مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید ہوئی۔ مؤکد اپنی تاکید سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ وجَاءَنِی الزَّیْدَانِ اَنْفُسُھُمَا (آئے میرے پاس وہ دو زید نفس ان دونوں کے۔ یعنی وہ دو زید بذات خود میرے پاس آئے) وجَاءَنِی الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُھُمْ۔ وجَاءَتْنِی الْاِمْرَأَتَانِ اَنْفُسُھُمَا۔ وجَاءَتْنِی النِّسَاءُ اَنْفُسُھُنَّ اسی طرح جَاءَنِی زَیْدٌ عَیْنُہٗ (آیا میرے پاس زید ذات اس کی۔ یعنی وہ زید بذات خود میرے پاس آیا) وجَاءَنِی الزَّیْدَانِ اَعْیُنُھُمَا، وجَاءَنِی الزَّیْدُوْنَ اَعْیُنُھُمْ۔ قولہ کلا وکلتا

یہ دونوں خاص تثنیہ کے لئے آتے ہیں پہلا تثنیہ مذکر کے لئے بمعنی دو مرد اور دوسرا تثنیہ مؤنث کے لئے بمعنی دو عورتیں جیسے جَاءَنِی الزَّیْدَانِ کِلَاهُمَا وَجَاءَتْنِی الْهِنْدَانِ کِلْتَاهُمَا۔ قولہ کُلّ یہ واحد اور جمع کے واسطے آتا ہے اس کے صیغہ میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا البتہ اس کے ساتھ جو ضمیر اس کا مضاف الیہ ہوگی وہ اپنے مرجع کے اعتبار سے بدلتی رہے گی اگر مرجع مفرد مذکر ہے تو ضمیر بھی مفرد مذکر کی ہوگی اور اگر مفرد مؤنث ہے تو ضمیر بھی مفرد مؤنث کی ہوگی وعلیٰ ہذا القیاس جیسے قَرَأْتُ الْکِتَابَ کُلَّہٗ (میں نے تمام کتاب کو پڑھا) وقَرَأْتُ الصَّحِیْفَۃَ کُلَّھَا (میں نے تمام صحیفہ کو پڑھا) واشْتَرَیْتُ الْعَبِیْدَ کُلَّھُمْ (میں نے تمام غلاموں کو خریدا) وطَلَّقْتُ النِّسَاءَ کُلَّھُنَّ (میں نے تمام عورتوں کو طلاق دیدی) ان مثالوں میں کُلّ کا مضاف الیہ جو ضمیر ہے اپنے مرجع کے اعتبار سے بدل رہی ہے۔ قولہ اَجْمَعُ اور اَکْتَعُ اور اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ الخ یہ بھی واحد اور جمع کے لئے آتے ہیں لیکن ان میں صرف صیغہ کا اختلاف ہوتا ہے پس اَجْمَعُ اور اَکْتَعُ اور اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ واحد مذکر کے لئے ہیں سب بمعنی "تمام" کے ہیں۔ اور جَمْعَاءُ اور کَتْعَاءُ اور بَتْعَاءُ اور بَصْعَاءُ واحد مؤنث کے لئے اور اَجْمَعُوْنَ اور اَکْتَعُوْنَ اور اَبْتَعُوْنَ اور اَبْصَعُوْنَ جمع مذکر عاقل کے لئے اور جُمَعُ اور کُتَعُ اور بُتَعُ اور بُصَعُ جمع مؤنث عاقل کے لئے جیسے اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ اَجْمَعَ وَاَکْتَعَ وَاَبْتَعَ وَاَبْصَعَ (میں نے تمام غلام کو خریدا) اگر العبد کی تاکید اجمع وغیرہ نہ لائی جاتی تو سامع کو وہم ہوتا کہ شاید نصف غلام خریدا ہو۔ لیکن جب آگے تاکید آگئی تو یہ وہم دور ہوگیا اور جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اَجْمَعُوْنَ وَاَکْتَعُوْنَ وَاَبْتَعُوْنَ وَاَبْصَعُوْنَ (میرے پاس تمام قوم آئی) واشْتَرَیْتُ الْجَارِیَۃَ جَمْعَاءَ وَکَتْعَاءَ وَبَتْعَاءَ وَبَصْعَاءَ۔ وجَاءَ النِّسْوَۃُ جُمَعُ وَکُتَعُ وَبُتَعُ وَبُصَعُ۔ یاد رکھنا چاہیے کہ کُلّ اور اَجْمَعُ اور اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ سے اس چیز کی تاکید کی جاتی ہے جس کے ایسے اجزا ہوں جن کو یا تو از روئے حس ایک دوسرے سے جدا کرسکتے ہیں۔ جیسے اَکْرَمْتُ الْقَوْمَ کُلَّھُمْ (میں نے تمام افراد قوم کا اکرام کیا)۔ اس میں قوم کے اجزاء حسًّا جدا ہوسکتے ہیں یا حکمًا ان کو جدا کرسکتے ہوں جیسے اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ کُلَّہٗ میں عبد کہ اس کے اجزاء اگرچہ حسًّا تو جدا نہیں ہوسکتے لیکن حکمًا ہوسکتے ہیں۔ اس لئے کہ غلام کے خریدنے میں اجزاء ہوسکتے ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ نصف غلام کو ایک شخص خریدے اور باقی نصف کو دوسرا شخص خریدے۔ اور جَاءَنِی زَیْدٌ کُلُّہٗ ناجائز ہے اس لئے کہ زید کے اجزاء آنے کے حکم میں نہ تو حسًّا جدا ہوسکتے ہیں اور نہ حکمًا۔ قولہ بدانکہ اَکْتَعُ الخ یعنی یہ تینوں کلمات اَجْمَعُ کے تابع ہیں اس لئے کہ اَجْمَعُ ان تینوں سے معنی مقصود پر (جو جمعیت ہیں) زیادہ دلالت کرنے والا ہے۔ لہٰذا یہ نہ تو

اجمع کے بغیر آتے ہیں اور اگر اجمع کے ساتھ ذکر کئے جائیں تو اس پر مقدم نہیں ہوتے۔

سوم بدل۔ واو تابعی ست کہ مقصود بہ نسبت او باشد و بدل بر چہار قسم ست۔ بدل الکل و بدل الاشتمال و بدل الغلط و بدل البعض

بدل الکل آنست کہ مدلولش مدلول مبدل منہ باشد چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَخُوْکَ۔ و بدل البعض آنست کہ مدلولش جزو مبدل منہ باشد چوں ضُرِبَ زَیْدٌ رَأْسُہٗ۔ و بدل الاشتمال آنست کہ مدلولش متعلق بمبدل منہ باشد چوں سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ۔ و بدل الغلط آنست کہ بعد از غلط بلفظی دیگر یاد کنند چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ۔

قولہ بدل واو تابعی ست الخ بدل وہ تابع ہے جو مقصود نسبت سے وہی اور متبوع (مبدل منہ) کا ذکر تابع (بدل کی طرف نسبت کے واسطے محض توطیۃً اور تمہیداً ہوتا ہے اس تابع بدل کے متبوع کو مبدل منہ کہتے ہیں۔ اور مبدل باب افعال سے اسم مفعول ہے مصنف کے قول "مقصود بہ نسبت او باشد" سے صفت اور تاکید اور عطف بیان خارج ہوگئے۔ اس لئے کہ ان میں نسبت سے مقصود متبوع اور تابع دونوں ہوتے ہیں۔ قولہ بدل الکل آنست الخ بدل الکل وہ ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہے۔ یعنی بدل اور مبدل منہ کا مدلول اور مصداق ایک ہو جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَخُوْکَ (آیا میرے پاس زید تیرا بھائی) اس مثال میں مجیئت کی نسبت سے مقصود صرف اَخُوْکَ ہے اور زید کا ذکر صرف اَخُوْکَ کی طرف مجیئت کی نسبت کے لئے توطیۃً اور تمہیداً ہے اور جس چیز پر زید صادق آتا ہے اسی پر اَخ صادق آتا ہے۔ بدل الکل مرکب اضافی ہے اس میں اضافت بیانیہ ہے اور الکل کا الف لام مضاف الیہ کے عوض میں ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے بَدَلٌ ھُوَ کُلُّ الْمُبْدَلِ مِنْہُ بمعنی بدل جو مبدل منہ کا کل ہے۔ چونکہ اس میں بدل تمام اس چیز پر صادق آتا ہے جس پر مبدل منہ صادق آتا ہے لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا۔

ترکیب: جَاءَ فعل نَ وقایہ کا یَ متکلم مفعول بہ زَیْدٌ مبدل منہ اَخُوکَ مرکب اضافی بدل الکل مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ **قولہ** بدل البعض آنست الخ بدل البعض وہ ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا جز ہو جیسے قولہ ضُرِبَ زَیْدٌ رَأْسُہٗ (مارا گیا زید سر اس کا یعنی زید کا سر مارا گیا۔ اس مثال میں رأس بدل البعض ہے جو زید مبدل منہ کے بدن کے اجزا میں سے ایک جز ہے اور اس میں ضُرِبَ کی نسبت سے مقصود رأسہٗ ہے اور زید کا ذکر محض توطیۃً اور تمہیداً ہے۔ اور بدل البعض بھی مرکب اضافی ہے اور اس میں بھی اضافت بیانیہ ہے اور الف لام مضاف الیہ کے عوض میں ہے۔ یعنی بَدَلٌ ہُوَ بَعْضُ الْمُبْدَلِ مِنْہُ (بدل جو مبدل منہ کا بعض ہے) چونکہ اس میں بدل کا مدلول مبدل منہٗ کا بعض ہوتا ہے اس لئے اس کا نام یہ رکھا گیا)

ترکیب: ضُرِبَ فعل ماضی مجہول زَیْدٌ مبدل منہٗ رَأْسُہٗ مرکب اضافی بدل البعض مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر نائب فاعل ہوا۔ فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ **قولہ** بدل الاشتمال آنست الخ بدل الاشتمال وہ ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ سے تعلق اور علاقہ رکھنے والا ہو لیکن یہ تعلق اور علاقہ بدل کے مبدل منہ کے کل یا جز ہونے کے علاوہ ہو جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ (چھینا گیا زید کپڑے اس کے یعنی زید کے کپڑے چھینے گئے) اس مثال میں ثَوْبُہٗ بدل الاشتمال ہے جو زید مبدل منہٗ سے تعلق اور علاقہ رکھتا ہے لیکن جو تعلق اور علاقہ بدل کے مبدل منہ کے کل یا جز ہونے کے علاوہ ہے اس لئے کہ ثوب نہ تو زید کا کل ہے اور نہ اس کا جز اور بدل الاشتمال مرکب اضافی ہے اور اس میں اضافت مسبب کی سبب کیطرف ہے بمعنی بدل جس کے لانے کا سبب مبدل منہ میں ایک کا دوسرے پر مشتمل ہونا ہے (بدل کے مبدل منہ پر مشتمل ہونے کی مثال جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ۔ اور مبدل منہ کے بدل پر مشتمل ہونے کی مثال جیسے قولہ تعالیٰ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّہْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ الآیۃ (وہ آپ سے سوال کرتے ہیں ماہ حرام سے اس میں جنگ کرنے سے) اس میں قِتَالٍ فِیْہِ بدل ہے اور اَلشَّہْرِ الْحَرَامِ مبدل منہ لیکن اس میں شہر حرام مبدل منہ قتال یعنی بدل پر مشتمل ہے اور اس کا ظرف ہے۔ اس لئے کہ قتال اس میں واقع ہے۔

قولہ بدل الغلط آنست الخ بدل الغلط وہ ہے جس کو غلطی کے بعد دوسرے الفاظ سے یاد کریں جیسے قولہ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ (میں ایک مرد کے پاس سے گذرا (نہیں) گدھے کے پاس سے اس مثال میں حِمار بدل الغلط ہے متکلم بحمار کہنا چاہتا تھا لیکن سبقت لسانی سے بِرَجُلٍ نکل گیا لیکن فوراً خیال آنے کے بعد اس غلطی کی تدارک کے لیے اس نے حمار بدل کو ذکر کیا ۹

اور بدل الغلط بھی مرکب اضافی ہے اور اس میں اضافت مسبب کی سبب کی طرف ہے۔ بمعنی
ا بدل جس کا سبب غلطی متکلم ہے اچونکہ اس کے ذکر کا سبب غلطی متکلم ہے۔ لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا

چہارم عطف بحرف واو تابعی ست کہ مقصود باشد بہ نسبت با متبوعش بعد از حرف عطف چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو۔ حروف عطف دہ است در فصل سوم یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ واو را عطف نسق نیز گویند۔ پنجم عطف بیان واو تابعی ست غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند چوں اُقْسِمُ بِاللّٰہِ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ وقتیکہ بعلم مشہور تر باشد وَجَاءَنِیْ زَیْدٌ اَبُوْعَمْرٍو وقتیکہ بکنیت مشہور تر باشد۔ (یعنی ابو عمرو) (یعنی عمر)

فصل دوم

در بیان منصرف وغیر منصرف۔ منصرف آنست کہ ہیچ سبب از اسباب منع صرف درو نباشد۔ وغیر منصرف آنست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد۔ و اسباب منع صرف نہ است عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل والف و نون زائدتان۔ چنانچہ در عُمَرُ عدل ست و علم و در ثُلٰثُ وَ مَثْلَثُ صفت ست و عدل و در طَلْحَۃُ تانیث ست و علم و در زَیْنَبُ تانیث معنوی ست و علم و در حُبْلٰی تانیث ست بالف مقصورہ و در حَمْرَاءُ تانیث است بالف ممدودہ و ایں مؤنث بجائے دو سبب ست و در اِبْرَاھِیْمُ عجمہ ست و علم و در مَسَاجِدُ و مَصَابِیْحُ جمع منتہی الجموع

(حواشی بین السطور: مثال عدل تقدیری، مثال عدل تحقیقی، یعنی علمیت، در و نام مرد ہے، لفظی، زن باردار)

بجائے دو سبب ست و در تَغْلِبُ ترکیب ست وعَلَم و در اَحْمَدُ وزن فعل ست وعَلَم و در سَكْرَانُ الف ونون زائدتان ست و صفت و در عُثْمَانُ الف ونون زائدتان ست وعَلَم وتحقیق غیر منصرف از کتب دیگر معلوم شود

قولہ عطف بحرف واو تابعی ست الخ عطف بحرف یعنی معطوف بحرف وہ تابع ہے جو حرف عطف کے بعد آوے اور نسبت میں اپنے متبوع کے ساتھ مقصود ہو یعنی نسبت سے مقصود تابع اور متبوع دونوں ہیں حرف عطف سے پہلے جو متبوع ہوتا ہے اس کو معطوف علیہ کہتے ہیں بمعنی (اس پر عطف کیا گیا) اور حرف عطف کے بعد جو تابع ہوتا ہے اُسے معطوف کہتے ہیں (عطف کیا گیا) جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (میرے پاس زید اور عمر آئے) اس مثال میں عَمْرٌو کا عطف زَیْدٌ پر ہے پس عَمْرٌو تابع معطوف ہے جو واو حرف عطف کے بعد ہے اور زَیْدٌ متبوع معطوف علیہ ہے۔ پس مجیئت (بمعنی آنا) کی نسبت سے جیسا کہ عمرو مقصود ہے اسی طرح زید بھی، یعنی زید اور عمرو دونوں کا آنا مقصود ہے۔ مصنف رح کے قول "مقصود باشد بہ نسبت" سے صفت تاکید اور عطف بیان خارج ہو گئے اس لئے کہ یہ خود مقصود نہیں ہوتے بلکہ مقصود ان کے متبوعات ہوتے ہیں اور مصنف رح کے قول "با متبوعش" سے بدل خارج ہو گئے اس لئے کہ اس میں مقصود صرف بدل ہوتا ہے اور اس کا متبوع یعنی مبدل منہ مقصود نہیں ہوتا۔

ترکیب :- جَاءَ فعل ماضی نَ وقایہ کا یَ متکلم مفعول بہ زَیْدٌ معطوف علیہ، واو حرف عطف، عَمْرٌو معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ حرف عطف۔ لغت میں عطف کے معنی مائل کرنا ہیں۔ چونکہ حرف عطف اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم کی طرف مائل کرتا ہے لہٰذا ان حروف کا یہ نام رکھا گیا۔ اور ان کو عطف نسق بھی کہتے ہیں۔ نسق کے لغوی معنی "ترتیب دینا" ہیں۔ چونکہ اس جگہ بعض مواضع میں معطوف بعد معطوف علیہ کے ترتیب سے آتا ہے لہٰذا ان کا یہ نام رکھا گیا۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ فَعَمْرٌو ثُمَّ بَکْرٌ۔ (میرے پاس (پہلے) زید آیا پس (اس کے بعد) عمر آیا پھر (اس کے بعد) بکر آیا) قولہ :- عطف بیان واو تابعی ست الخ عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت نہ ہو (یعنی اس معنی پر جو ذات متبوع میں ہوتے ہیں دلالت نہ کرے جیسا کہ صفت دلالت کرتی ہے) اور اپنے متبوع کو واضح اور روشن کرے جیسے اُقْسِمَ بِاللّٰہِ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ (قسم کھائی اللہ کی ابو حفص نے) اس مثال میں عُمَرُ عطف بیان اَبُوْحَفْصٍ کا ہے اور ابو حفص کنیت حضرت عمر رض کی ہے

اور عمر رض عطف بیان اَبُوْحَفْص کا جب ہوگا جب کہ عَلَم یعنی عمر کنیت یعنی ابو حفص زیادہ مشہور ہو اس لئے کہ جب عطف بیان سے مقصود اس کے متبوع کی وضاحت کرنی ہے تو اس کا متبوع سے زیادہ مشہور ہونا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ عُمَر جو عطف بیان ہے ابو حفص کنیت سے زیادہ مشہور ہے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ عطف بیان اسم جامد ہوا کرتا ہے ۔ یہ مصرع ایک اعرابی کا قول ہے جو حضرت عمر رض کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرا مکان دور ہے اور میری اونٹنی دُبلی ہو گئی ہے اس کی پیٹھ زخمی ہے ۔ اور پیر میں اس کے سوراخ ہیں ۔ آپ ایک اونٹنی دیدیجئے ۔ حضرت عمر رض نے اس کے جواب میں قسم کھا کر فرمایا کہ تو جھوٹا ہے اس کو دینے سے انکار فرمادیا ۔ پس اعرابی یہ سن کر چلا گیا اور اپنی اونٹنی کے پیچھے پتھریلی زمین پر چلتا ہوا یہ شعر پڑھتا جاتا تھا ۔

اَقْسَمَ بِاللّٰہِ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ ۔ مَا مَسَّہَا مِنْ نَقَبٍ وَّلَا دَبَرٍ ۔ اِغْفِرْ لَہٗ اللّٰہُمَّ اِنْ کَانَ فَجَرَ

(ابو حفص عمر رض نے قسم کھائی ہے کہ اس کے پَیر کو نہ سُوراخ نے چھوا ہے اور نہ اس کی پیٹھ کو زخم نے ۔ اے اللہ اگر انہوں نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو بخشدے) اتفاق سے حضرت عمر رض وادی سے اتر رہے تھے تو آپ نے یہ کلام سن کر فرمایا اَللّٰہُمَّ صَدِّقْ صَدِّقْ (اے اللہ اس اعرابی کو سچا کردے) کیونکہ اس اعرابی نے حضرت عمر رض کی مغفرت کو مشروط کیا تھا کہ اگر انھوں نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو ان کی مغفرت فرما ۔ تو اگر اعرابی سچا ہوگا تو عمر رض کی قسم جھوٹی ہوگی ۔ پس حضرت عمر رض کی مغفرت ہو جائے گی ۔ اور اس کی اونٹنی کو دیکھا تو اعرابی کو سچا پایا اور اس کو اونٹ اور زاد راہ وغیرہ دیکر رخصت کیا ۔ **قولہ** جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَبُوْعَمْرٍو (آیا میرے پاس زید جو ابو عمرو ہے) اس مثال میں ابو عمرو عطف بیان زَیْدٌ کا ہے اور اَبُوْعَمْرٍو عطف بیان زَیْدٌ کا جب ہوگا جبکہ کنیت یعنی ابو عمرو عَلَم یعنی زید سے زیادہ مشہور ہو ۔ پس کسی چیز کے عطف بیان ہونے کا دار و مدار اس کے اپنے متبوع کی وضاحت کرنی ہے اور ظاہر ہے کہ متبوع کی وضاحت جب ہی ہوگی جب کہ عطف بیان اپنے متبوع سے زیادہ مشہور ہو ۔ مصنف رح کے قول غیر صفت سے صفت خارج ہو گئے اور ان کے قول متبوع را روشن گرداند سے بدل اور عطف بحرف اور تاکید خارج ہو گئے اس لئے کہ یہ اپنے متبوع کی وضاحت نہیں کرتے ۔

ترکیب :۔ جَاءَ فعل نَ وقایہ کا یٔ متکلم مفعول بہ ، زَیْدٌ معطوف علیہ مُبَیَّن اَبُوْ عَمْرٍو عطف بیان معطوف علیہ مُبَیَّن اپنے عطف بیان سے ملکر فاعل ہوا فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا ۔ مصنف رح دو مثالیں جس میں سے پہلی مثال میں عَلَمْ عطف بیان ہے اور دوسری میں کنیت عطف بیان ہے اسی غرض سے لائے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ عَلَم اور کنیت میں سے عطف بیان وہی ہوگا جو ان میں سے زیادہ مشہور ہو ۔

سوالات :۔ ان مثالوں میں تابع کی قسمیں بتاؤ اور تاکید اور بدل کی قسمیں اور صفت کی دونوں قسموں کو بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ صفت اور موصوف میں دس چیزوں میں سے کس کس چیز میں موافقت ہے اور ہر مثال کا ترجمہ کرو؟ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ۔ قَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هَارُوْنَ۔ اَخَذَ زَيْدٌ مَالَهٗ۔ فِيْهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ۔ جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْهُ۔ لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ۔ هٰذِهٖ اِمْرَاَةٌ صَالِحَةٌ۔ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَّعَمْرٍو۔ جَاءَنِيْ بَكْرٌ اَبُوْ زَيْدٍ۔ جَاءَ زَيْدٌ قَامَ بَكْرٌ عَيْنُهٗ۔ جَاءَنِيْ رَجُلٌ غُلَامُكَ جَاءَ الْعَبِيْدُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ۔ هٰذَانِ رَجُلَانِ عَالِمَانِ۔ رَاَيْتُ رَجُلًا مُصَلِّيًا۔ رَاَيْتُ رَجُلًا شَاعِرًا اَبُوْهُ۔ مَرَرْتُ بِامْرَاَةٍ عَالِمَةٍ بِنْتُهَا۔

قولہ غیر منصرف "اس کا بیان ہم پیچھے مفصل طور پر اعراب اسم متمکن کی بحث میں کر آئے ہیں۔

سوالات :۔ ان مثالوں میں منصرف کو اور غیر منصرف کو مع اس کے اسباب منع صرف کے بتاؤ؟" جَاءَ سُلَيْمَانُ۔ هٰذَا اَحْمَدُ۔ جَاءَنِيْ عُمَرُ۔ وَعُثْمَانُ۔ هٰذِهٖ اِمْرَاَةٌ صَفْرَاءُ۔ رَاَيْتُ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ۔ جَاءَ غُلَامُ يُوْسُفَ۔ مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِيْمَ۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمٰعِيْلَ۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبَاعَ۔ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ۔

فصل سوم در حروف غیر عاملہ و آں شانزدہ قسم ست

اوّل حرف تنبیہ و آں سہ است اَلَا، اَمَا، و ہَا۔ دوم حرف ایجاب و آں شش ست نَعَمْ و بَلٰى و اَجَلْ و اِيْ و جَيْرِ و اِنَّ۔ سوم حرف تفسیر و آں دو ست اَيْ و اَنْ کقولہ تعالیٰ وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ۔ چہارم حرف مصدریہ، و آں سہ ست مَا و اَنْ و اَنَّ۔ ما و اَن در فعل روند تا فعل بمعنی مصدر باشد۔ پنجم حروف تحضیض و آں چہار ست اَلَّا و ہَلَّا و لَوْلَا و لَوْمَا ششم حرف توقع و آں قَدْ ست۔ برائے تحقیق در ماضی و برائے تقریب ماضی بحال و در مضارع برائے تقلیل۔ ہفتم حروف استفہام و آں سہ ست مَا و ہمزہ و ہَلْ۔ ہشتم حرف ردع، و آں کَلَّا ست بمعنی باز گردانیدن و بمعنی حقًا نیز آمدہ ست چوں كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

نہم تنوین و آں پنج ست تمکن چوں زَیْدٌ و تنکیر چوں صَہٍ ای اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا امّا صَہْ بغیر تنوین فمعناہ اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ و عوض چوں یَوْمَئِذٍ و مقابلہ چوں مُسْلِمَاتٌ و ترنم کہ در آخر ابیات باشد شعر اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ ؞ وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ۔ و تنوین ترنم در اسم و فعل و حرف رود، امّا چہار اولین خاصند باسم۔ دہم نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ و خفیفہ چوں اِضْرِبَنَّ اِضْرِبَنْ یازدہم حروف زیادت و آں ہشت حروف ست اِنْ و اَنْ وما ولَا و مِنْ و کاف و با و لام۔ چہار آخر در حروف جر یاد کردہ شد۔ دوازدہم حروف شرط و آں دو است امّا و لَوْ۔ اَمّا برائے تفسیر و فاء جوابش لازم باشد کقولہ تعالیٰ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ و لَوْ برائے انتفائے ثانی بسبب انتفائے اوّل چوں لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ سیزدہم لَوْلَا و او موضوع ست برائے انتفائے ثانی بسبب وجود اوّل چوں لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ چہاردہم لام مفتوحہ برائے تاکید چوں لَزَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو پانزدہم مَا بمعنی مادام چوں اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِيْرُ شانزدہم حروف عطف و آں دہ ست واو و فا و ثُمَّ و حتّٰی و امّا و اَوْ و اَمْ و لَا و بَلْ و لٰکِنْ

قولہ حروف تنبیہ الخ. بروزن تفعیل مصدر ہے لغت میں بمعنی آگاہ کرنا، بیدار کرنا۔ (اور کسی چیز پر واقف کرنا) یہ ہمیشہ جملے کے شروع میں آتے ہیں (خواہ وہ اسمیہ ہو یا فعلیہ) تاکہ مخاطب اس چیز سے جس کی متکلم خبر دے رہا ہے، غافل نہ ہو اور اسی سے کہ یہ مخاطب کو تنبیہ اور آگاہ کرنے کے لئے آتے ہیں ان کا نام حروف تنبیہ رکھا گیا جیسے اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ (خبردار تحقیق وہ ہی مفسد ہیں) اور اَمَا لَا تَفْعَلْ (خبردار مت کر) اور هَا زَيْدٌ قَائِمٌ (خبردار زید کھڑا ہے)۔ قولہ حرف ایجاب، اضافت فارسی کے ساتھ مرکب اضافی ہے اور ایجاب افعال کا مصدر ہے، بمعنی ثابت کرنا۔ چونکہ ان حروف میں معنی ایجاب و اثبات ہیں لہٰذا ان کا یہ نام رکھا گیا۔ قولہ نَعَمْ، یہ کلام سابق کے ثابت کرنے

کے لئے آتا ہے خواہ وہ انشاء ہو یا خبر مثبت ہو یا منفی جیسے اَجَاءَ زَیْدٌ بمعنی کیا زید آیا، کے جواب میں کہا جائے نَعَمْ بمعنی ہاں، یعنی ہاں زید نہیں آیا ہے اور جیسے قَامَ زَیْدٌ کے جواب میں کہا جائے نَعَمْ بمعنی ہاں یعنی ہاں زید کھڑا ہے۔ اور جیسے اَمَا قَامَ زَیْدٌ بمعنی ہاں زید نہیں کھڑا ہے۔ قولہ بلیٰ، یہ کلام منفی کے ایجاب واثبات کے لئے آتا ہے یعنی کلام سابق کی نفی کو توڑ کر اس کو مثبت بنا دیتا ہے خواہ وہ نفی بغیر استفہام ہو جیسے مَا قَامَ زَیْدٌ بمعنی زید نہیں کھڑا ہے' کے جواب میں بَلیٰ۔ پس معنی یہ ہونگے کہ بَلیٰ قَامَ زَیْدٌ (ہاں زید کھڑا ہے) یا با استفہام ہو جیسے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" کے جواب میں بَلیٰ اَنْتَ رَبُّنَا (ہاں آپ ہمارے رب ہیں) قولہ اِیْ بکسر ہمزہ وسکون یا۔ یہ کلام سابق کے ثابت کرنے کے لئے استفہام کے جواب میں قسم کے ساتھ آتا ہے جیسے اَجَاءَ زَیْدٌ بمعنی کیا زید آیا کے جواب میں اِیْ وَاللّٰہِ۔ (ہاں قسم اللہ کی زید آیا ہے) قولہ اَجَل۔ بفتح ہمزہ وجیم وسکون لام وجَیْرِ بفتح جیم وسکون یا۔ وکسرہ رآء۔ واِنَّ بکسر ہمزہ وفتح نون مشددہ یہ تینوں خبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں خواہ مثبت ہو یا منفی جیسے قَدْ جَاءَ زَیْدٌ بمعنی تحقیق زید آیا ہے، کے جواب میں کہا جائے اَجَلْ یا جَیْرِ یا اِنَّ بمعنی ہاں یعنی زید آیا ہے۔ جیسے لَمْ یَأْتِکَ زَیْدٌ یعنی تیرے پاس زید نہیں آیا، کے جواب میں کہا جائے اَجَلْ یا جَیْرِ یا اِنَّ بمعنی زید نہیں آیا۔ قولہ حروف تفسیر الخ جب کہ کلام میں ابہام اور پوشیدگی ہوتی ہے، تو اس کی تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے اور اس تفسیر کے لئے دو حرف ہیں اوّل کلمہ اَیْ (بفتح ہمزہ وسکون یاء) ہے یہ ہر مبہم چیز کی تفسیر کرتا ہے خواہ وہ مبہم مفرد ہو جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَیْ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ (میرے پاس زید آیا یعنی ابو عبد اللہ) زَیْدٌ میں ابہام تھا نہ معلوم کونسا زید ہے جب اس کی تفسیر ابو عبد اللہ کنیت سے کی گئی تو معلوم ہو گیا کہ اس زید سے مراد عبد کا باپ ہے خواہ جملہ ہو جیسے قُطِعَ رِزْقُہٗ اَیْ مَاتَ (اس کا رزق منقطع ہو گیا یعنی مر گیا۔ مَاتَ پورے جملہ قطع رزقہ کی تفسیر کر رہا ہے۔ دوّم اَنْ یہ فعل بمعنی قول کے مفعول مقدر کی تفسیر کرتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ نَادَیْنَاہُ اَنْ یَا اِبْرَاهِیْمَ۔ اس میں اَنْ یَا اِبْرَاهِیْمَ تفسیر نَادَیْنَاہُ کے مفعول مقدر کی ہے۔ یعنی نَادَیْنَاہُ بِلَفْظٍ اَنْ یَا اِبْرَاهِیْمَ (ہم نے اس کو آواز دی ایک لفظ کے ساتھ وہ کیا ہے) یَا اِبْرَاهِیْمُ (اے ابراہیم) پس اَنْ یَا اِبْرَاهِیْمُ تفسیر بلفظ کی ہے جو نَادَیْنَاہُ کا مفعول مقدر ہے۔ اور نَادَیْنَاہُ معنی قول پر مشتمل ہے اس لئے کہ ندا بغیر قول نہیں ہوتی چونکہ یہ فعل کی مفعول مقدر کی تفسیر کرتا ہے جو بمعنی قول ہو لہٰذا یہ اس فعل کے مفعول کی تفسیر کے لئے نہیں آئے گا جو یا تو صریحًا قول کے معنی میں ہو پس قُلْتُ اَنْ اِیْتِ ناجائز ہے۔ اس لئے کہ فعل قلتُ صریح قول ہے۔ قولہ حروف مصدریہ یعنی وہ حروف جو اپنے مدخول کو مصدر کی تاویل میں کر دیتے ہیں اور وہ تین حروف ہیں مَا اور اَنْ بفتح ہمزہ وتخفیف نون دونوں جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو مصدر کی تاویل میں کر دیتے ہیں

جیسے قولہ تعالیٰ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ای بِرُحْبِهَا (تنگ ہوگئی زمین ان کے اوپر باوجود کشادہ ہونیکے) اس میں مَا جملہ فعلیہ رَحُبَتْ پر داخل ہے اور اس نے تاویل میں مصدر کے کردیا جیسا کہ ہم نے اس کی تشریح بِرُحْبِهَا سے کردی ہے۔ اور جیسے أَعْجَبَنِي أَنْ تَضْرِبَ ای ضَرْبُكَ (تعجب میں ڈالا مجھ کو تیرے مارنے نے) اور اَنَّ بفتح ہمزہ و نون مشددہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اس کو مصدر کی تاویل میں کردیتا ہے جیسے أَعْجَبَنِي أَنَّكَ قَائِمٌ ای أَعْجَبَنِي قِيَامُكَ (تیرے قیام نے مجھ کو تعجب میں ڈالا) قولہ حروف تحضیض الخ تحضیض بر وزن تفعیل مصدر ہے بمعنی برانگیختہ کرنا۔ جب یہ ماضی پر آتے ہیں تو توبیخ اور ملامت کا فائدہ دیتے ہیں جیسے أَلَّا ضَرَبْتَ زَيْدًا (تونے زید کو کیوں نہیں مارا) اور جیسے هَلَّا أَكْرَمْتَ زَيْدًا (تونے زید کا اکرام کیوں نہیں کیا) اور جیسے لَوْلَا جِئْتَنِي (تو میرے پاس کیوں نہیں آتے) اور جیسے لَوْمَا أَكَلْتَ (تونے کیوں نہیں کھایا) اور جب مضارع پر داخل ہوتے ہیں تو ترغیب کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے هَلَّا تَقْرَأُ فَتَكُونَ عَالِمًا (تو کیوں نہیں پڑھتا تاکہ عالم ہوجائے) قولہ حرف توقع:۔ بر وزن تفعل مصدر ہے بمعنی اُمید رکھنا۔ قولہ وآن قد ست الخ کلمہ قد جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ وہ تحقیق کا اور ماضی کو حال سے قریب کرنیکا فائدہ دیتے ہوئے توقع اور اُمید کا بھی فائدہ دے یعنی وہ اس امر کا بھی فائدہ دے کہ مخاطب صدور فعل کے خبر کی توقع اور اُمید رکھتا ہے جیسے تم اس شخص کو جو امیر کے سوار ہونیکی جو تم توقع رکھتے ہو وہ امیر سوار ہوگیا ہے۔ دوّم یہ کہ وہ تحقیق اور تقریب مذکور کا فائدہ دیتے ہوئے توقع نہ دے جیسے تم اس شخص کو جو امیر کے سوار ہونے کی اُمید نہیں رکھتا ہے قَدْ رَكِبَ الْأَمِيرُ کہو (تحقیق امیر سوار ہوگیا ہے) اور جب مضارع پر داخل ہو تو کبھی تقلیل کا فائدہ دیتا ہے جیسے اَلْجَوَادُ قَدْ يَبْخَلُ (سخی کبھی بخل کرتا ہے) اور کبھی تحقیق کا جیسے قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ (تحقیق اللہ جانتا ہے) قولہ حروف استفہام الخ استفہام باب استفعال کا مصدر ہے بمعنی طلب فہم یعنی دریافت کرنا) قولہ مَا جیسے مَا اسْمُكَ (تیرا کیا نام ہے۔) قولہ ہمزہ و ہَلْ یہ دونوں جملہ پر داخل ہوتے ہیں خواہ اسمیہ ہو جیسے أَزَيْدٌ قَائِمٌ (کیا زید کھڑا ہے) وَهَلْ زَيْدٌ كَاتِبٌ (کیا زید کاتب ہے۔) خواہ فعلیہ ہو جیسے أَجَاءَ زَيْدٌ (کیا زید آیا ہے) اور هَلْ قَامَ عَمْرٌو (کیا عمرو کھڑا ہوا) قولہ حرف ردع:۔ رَدْعٌ مصدر ہے بمعنی جھڑکنا روکنا۔ یہ مضمون سابق سے جھڑکنے اور روکنے کے لئے آتا ہے جیسے تم زَيْدٌ يُبْغِضُكَ (زید تجھ سے دشمنی رکھتا ہے) کے جواب میں کہو کَلَّا بمعنی ہرگز نہیں یعنی ایسا نہیں ہے۔ اور کَلَّا بمعنی حقًا بھی آیا ہے یعنی مضمون جملہ کی تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ (تحقیق تم عنقریب جان لوگے) قولہ تنوین:۔ یہ نَوَّنْتُهٗ بمعنی میں نے اس پر نون کو داخل کیا، مصدر ہے لیکن اب نون کا نام تنوین رکھدیا گیا۔ اصطلاح میں اس نون ساکن کو کہتے ہیں جو کلمہ کے آخر حرف پر حرکت کے بعد آوے اور فعل کی تاکید کے لئے نہ ہو۔ پس آخر حرف پر الخ کی قید سے مِنْ اور لَدُنْ اور لَمْ يَكُنْ کا نون خارج ہوگیا اس لئے کہ یہ خود کلمہ کے آخر حروف ہیں اور فعل کی تاکید کے لئے نہ ہو الخ کی قید سے نون خفیفہ خارج ہوگیا۔ قولہ تمکن وہ تنوین ہے جو اسم معرب کے آخر میں کلمہ کو منصرف ظاہر کرنے

[illegible] تحقیق امیر سوار ہوگیا ہے یعنی [illegible] امیر سوار ہونیکی

کیلئے آوے جیسے زَیْدٌ وَنَاصِرٌ قولہ تنکیر، وہ تنوین ہے جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے یہ اسمائے
افعال میں سماعی ہے جیسے صَہٍ (چپ رہ تو کوئی چپ رہنا کسی وقت میں) اور صَہْ بغیر تنوین کے بمعنی چپ رہ تو
خاص چپ رہنا اس وقت میں) قولہ عوض وہ تنوین ہے جو مضاف الیہ کے عوض میں آئے جیسے یَوْمَئِذٍ کہ اصل میں
یَوْمَ اِذْ کَانَ کَذَا تھا۔ بمعنی جس دن کہ ایسا ہوے یَوْمَ مضاف ہے اِذْ کی طرف اور اِذْ مضاف ہے جملہ کَانَ
کَذَا کی طرف تخفیف کی وجہ سے کَانَ کَذَا مضاف الیہ کو حذف کردیا اور اس کے بدلہ میں اِذْ پر تنوین لے
آئے تاکہ کلمہ ناقص نہ رہے اسی طرح حِیْنَئِذٍ وسَاعَتَئِذٍ وعَامَئِذٍ ہیں۔ قولہ مقابلہ، وہ تنوین ہے
جو جمع مؤنث سالم میں جمع مذکر سالم کے نون مُسْلِمُوْنَ کے مقابلہ میں آتی ہے جیسے مُسْلِمَاتٌ پس اس
میں الف علامت جمع ہے جیسے جمع مذکر میں واؤ علامت جمع ہے اور (ت) تانیث کی۔ پس جمع مؤنث سالم
میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی گئی جو نون مُسْلِمُوْنَ کے مقابلہ میں ہو۔ پس تنوین کو اس کے آخر میں زیادہ کردیا
قولہ ترنم :۔ یہ باب تفعّل کا مصدر ہے بمعنی گانا اور آواز کرنا" وہ تنوین ہے جو ابیات اور مصارع کے
آخر میں تحسین صوت کے لئے آئے۔ شعر مذکور میں تنوین ترنم عِتَابَنْ اور اَصَابَنْ میں ہے جو اصل میں عِتَابَ
اور اَصَابَ تھے۔ ترجمہ :۔ عَاذِلَ اصل میں یَا عَاذِلَۃُ تھا حرف ندا کو حذف کرکے منادیٰ کو
مرخم کرلیا یہ معشوقہ کا نام ہے (کم کر تو ملامت اور عتاب کو اے عاذلہ۔ اگر میں صواب کو پہنچوں تو تو کہہ کہ وہ
صواب کو پہنچا یعنی انصاف کیا) پہلی چاروں تنوینیں اسم کے ساتھ خاص ہیں۔ تنوین ترنم اسم وفعل و
حرف سب پر آتی ہے بلکہ حرف باللام پر بھی آتی ہے۔ قولہ در آخر مضارع نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ
امر کے آخر میں بشرطیکہ اس میں طلب کے معنی پائے جائیں آتے ہیں جیسے جبکہ مضارع ضمن میں نہی اور
استفہام اور تمنی اور عرض اور قسم کے پایا جائے یہ ماضی اور مضارع بمعنی حال کے آخر میں نہیں آئیں گے
اس لئے کہ نون تاکید طلب حصول شئی کی تاکید کیلئے آتا ہے اور طلب ان دونوں میں نہیں ہوتی جیسے اِضْرِبَنَّ (تو ضرور
مار) اور جیسے اضربن (تو ضرور مار) اور جیسے لَاتَضْرِبَنَّ (ہرگز مت مار تو) اور جیسے هَلْ تَضْرِبَنَّ (کیا تو ضرور
مارے گا) اور جیسے لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ (کاش کہ تو ضرور مارے) اور جیسے اَلَا تَنْزِلَنَّ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا (ہر آئینہ
چرا فرو نیائی باما تا برسی نکوئی را) اور جیسے وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ (اللہ کی قسم میں البتہ ضرور ماروں گا) قولہ حرف
زیادت الخ چونکہ یہ حروف کلام میں زائد واقع ہوتے ہیں لہٰذا ان کا یہ نام رکھا گیا اور ان کے کلام میں زائد ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اگر
ان کو کلام سے حذف کردیا جاوے تو معنی میں کوئی خلل نہ آوے نہ یہ کہ وہ محض بے فائدہ ہیں اس لئے کہ کلام عرب میں
ان کے فوائد ہیں جیسے لفظ کی تزئین اور وزن کی استقامت وغیرہ اور نیز یہ کہ یہ ہر جگہ زائد نہیں ہوتے بلکہ بعض
بعض مواضع میں زائد ہوتے ہیں قولہ اِنْ :۔ بکسر ہمزہ وسکون نون یہ اکثر مَا نافیہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے اور نفی کی
تاکید کے واسطے آتا ہے جیسے مَا اِنْ رَأَيْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو نہیں دیکھا) اور اَنْ بفتح ہمزہ وسکون نون

یہ اکثر لَمَّا کے ساتھ زائد آتا ہے جیسے فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ (جبکہ خوشخبری دینے والا آیا) اور مَا ہمیشہ اِذَا اور مَتیٰ اور اَیّ اور اَیْنَ اور اِنْ کے ساتھ جبکہ یہ سب شرطیہ ہوں زائد ہوتا ہے جیسے اِذَا مَا تَخْرُجْ اَخْرُجْ بمعنی اِذَا تَخْرُجْ اَخْرُجْ (جب تو نکلے گا میں نکلوں گا) اور مَتیٰ مَا تَذْهَبْ اَذْهَبْ (جس وقت تو جائے گا میں جاؤں گا) اور جیسے اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنیٰ (خدا کے ناموں میں سے جس کو بھی تم پکارو پس واسطے اللہ کے اچھے نام ہیں) حسنیٰ یہ احسن کا مؤنث ہے اور جیسے اَیْنَ مَا تَجْلِسْ اَجْلِسْ (جس جگہ تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا) اور جیسے اِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا (اگر تم انسانوں میں سے کسی کو دیکھو) یہ اِمَّا اصل میں اِنْ مَا تھا اور لَا نفی کے بعد واؤ عاطفہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے۔ جیسے لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں) اور مِنْ اور کاف اور مَا اور لام از روئے معنی بیشک زائد ہوتے ہیں لیکن ان کو حروف غیر عاملہ شمار کرنے کی وجہ فہم ناقص میں نہیں آتی۔ کیونکہ یہ جب زائد ہوتے ہیں تو اس وقت بھی عمل کرتے ہیں جیسے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ اس میں مثلہ پر جو کاف جارہ ہے زائد ہے حالانکہ اس نے مثل کو جر دیا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں ہے) مِنْ کلام غیر موجب میں زائد ہوتا ہے جیسے مَا جَاءَنِیْ مِنْ اَحَدٍ ای مَا جَاءَنِیْ اَحَدٌ (میرے پاس کوئی نہیں آیا) کلام غیر موجب وہ ہے جس میں نفی یا نہی یا استفہام ہو اور کاف جیسے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ای لَیْسَ مِثْلُهٗ شَیْءٌ (اس کی مثال کوئی چیز نہیں۔ اور بَا ہمیشہ لَیْسَ اور مَا نافیہ کی خبر میں اور استفہام بِهَلْ کی خبر میں زائد ہوتی ہے جیسے لَیْسَ زَیْدٌ بِقَائِمٍ (زید کھڑا نہیں ہے) اور جیسے مَا زَیْدٌ بِکَاتِبٍ (زید کاتب نہیں ہے) اور جیسے هَلْ زَیْدٌ بِقَائِمٍ (کیا زید کھڑا ہے) اور لام جیسے رَدِفَ لَکُمْ ای رَدِفَکُمْ (وہ تمہارے پیچھے ہوا) اس میں لام اس وجہ سے زائد ہے کہ رَدِفَ متعدی بنفسہ ہے۔ **قولہ** اَمَّا بفتح ہمزہ وتشدید میم۔ یہ اس چیز کی تفصیل اور تفسیر کے لئے آتا ہے۔ جس کو متکلم نے مجملاً ذکر کیا ہے اور اس کے جواب وجزاء میں فاء کا آنا ضروری ہے۔ جیسے فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ الخ (پس بعض ان میں سے شقی ہیں اور بعض سعید لیکن جو شقی ہیں پس وہ آگ میں داخل ہوں گے اور لیکن جو سعید ہیں وہ جنت میں داخل ہوں گے) اس مثال میں شَقِیٌّ اور سَعِیْدٌ مجملاً تھے۔ شَقِیٌّ کی تفسیر فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ ہے اور سَعِیْدٌ کی تفسیر اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ ہے پہلا اَمَّا کا جواب فَفِی النَّارِ ہے اور اس میں فا آئی ہے اور دوسرے اَمَّا کا جواب فَفِی الْجَنَّةِ ہے اور اس میں بھی فا آئی ہے۔ اور اَمَّا استینافیہ بھی آتا ہے۔ یعنی اس سے پیشتر کوئی اجمال نہیں ہوتا۔ جیسا کہ کتابوں کے شروع میں آتا ہے جیسے اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِہٖ۔ اس میں اَمَّا استینافیہ ہے کہ اس سے پیشتر کوئی اجمال نہیں ہے جس کی یہ تفسیر واقع ہو رہا ہے۔ **قولہ** لَوْ :۔ یہ ماضی کے واسطے آتا ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو یعنی ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر، دونوں صورتوں میں اس کا مدخول بمعنی ماضی ہوتا ہے جیسے لَوْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ اور جیسے لَوْ تَضْرِبُ اَضْرِبُ۔ دونوں کے معنی (اگر تو مارتا تو میں مارتا) لَوْ کے دوسرے معنی جو مصنفؒ نے کئے ہیں کہ دوسرے (یعنی جزاء) کا منتفی ہونا بسبب منتفی ہونے اول (یعنی شرط کے) یہ اس کے معنی مشہور ہیں

جیسے لَوْ جِئْتَنِیْ لَاَکْرَمْتُکَ (اگر تو میرے پاس آتا تو میں تیرا اکرام کرتا چونکہ تو نہیں آیا لہٰذا میں نے تیرا اکرام نہیں کیا پس اس مثال میں شرط یعنی نہ آنے کے سبب سے جزا یعنی اکرام نہیں ہوا۔ البتہ مصنف رح نے جو مثال لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کئی معبود ہوتے تو یہ دونوں ضرور تباہ ہو جاتے لَوْ کے اس معنی کے لئے بیان نہ ہے۔ شارح جامی رح اس معنی پر اس مثال کو چسپاں نہیں بتلاتے بلکہ لکھا ہے کہ تعدد آلہہ کو فساد عالم لازم ہے اور جب لازم منتفی ہے تو تعدد آلہہ بھی نہیں ہے اور مصنف رح کی اس مثال کے یہ معنی کے خلاف ہیں اس لئے کہ اس مثال میں ثانی یعنی جزا (جو فساد عالم ہے) کے انتفاء کے سبب سے اول یعنی شرط (جو تعدد آلہہ ہے) منتفی ہے۔ اور حروف شرط میں سے اِنْ بھی ہے لیکن مصنف رح نے اس کو یہاں ذکر نہیں فرمایا۔ **قولہ لَوْلَا** :۔ یہ واسطے منتفی ہونے جملہ ثانیہ کے بسبب پائے جانے جملہ اولیٰ کے آتا ہے جیسے لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ، بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمر رض نے ایک دفعہ ایک حاملہ عورت کو جس نے زنا کیا تھا، رجم کا حکم دیا (حضرت علی رض نے فرمایا کہ حاملہ عورت کا رجم اس کے وضع حمل کے بعد ہوتا ہے پس حضرت عمر رض کی زبان مبارک سے یہ جملہ نکلا کہ لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ۔ (اگر علی رض نہ ہوتے تو عمر رض ہلاک ہو جاتا) چونکہ علی رض موجود تھے لہٰذا عمر رض ہلاک نہیں ہوئے۔ پس وجود علی رض سبب ہوا منتفی ہونے ہلاک عمر رض کا۔ اور لَوْلَا تحضیض کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ حروف تحضیض میں گذر چکا۔ **قولہ لَام** :۔ اور لام مفتوحہ معنی جملہ کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ اسم اور فعل دونوں پر آتا ہے اور اس کو لام ابتداء کہتے ہیں جیسے لَزَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (البتہ زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے) اس مثال میں لَزَیْدٌ لام مفتوحہ تاکید کے لئے ہے اور جیسے اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ (تحقیق کہ زید البتہ کھڑا ہے) اور جیسے اِنَّ رَبَّکَ لَیَحْکُمُ بَیْنَهُمْ (تحقیق تیرا رب البتہ ان کے درمیان حکم کریگا۔) اس میں لَیَحْکُمُ فعل پر لام مفتوحہ تاکید کے لئے ہے۔ **قولہ مَا بمعنی مادام** :۔ اور مَا بمعنی مادام کے آتا ہے۔ بمعنی جب تک ، جیسے اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِیْرُ۔ اس مثال میں مَا بمعنی مادام ہے (میں کھڑا ہوں گا جب تک امیر بیٹھا ہوا ہے) جاننا چاہئے کہ مَا دو قسم پر ہے اسمیہ اور حرفیہ۔ اور مَا اسمیہ تین قسم کا ہوتا ہے۔ موصولہ، موصوفہ اور شرطیہ۔ اور مَا حرفیہ بھی تین قسم کا ہوتا ہے۔ نافیہ اور کافہ جیسے اِنَّمَا زَیْدٌ قَائِمٌ (تحقیق زید کھڑا ہے) اس میں مَا کافہ ہے اور کافہ اسم فاعل ہے بمعنی روکنے والی۔ چونکہ یہ ما جب حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ لاحق ہوتا ہے تو ان کو عمل سے روک دیتا ہے۔ لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا اور مَا بمعنی مادام جیسا کہ گذر چکا۔ **قولہ حروف عطف الخ** وَ بمعنی اور، جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو۔ (میرے پاس زید اور عمرو آئے) فَ بمعنی (پھر) جیسے قَامَ زَیْدٌ فَعَمْرٌو (کھڑا ہوا زید پھر عمرو) ثُمَّ :۔ (بمعنی پھر) جیسے دَخَلَ زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو (داخل ہوا زید پھر عمرو) حَتّٰی بمعنی (یہاں تک) جیسے کَرَمَ الْحَاجُّ حَتَّی الْمُشَاةُ (حاجی آگے یہاں تک کہ پیادے) اِمَّا، اَوْ، اَمْ بمعنی (یا) جیسے اَلْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ (عدد یا زوج ہے یا فرد) جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَوْ عَمْرٌو (میرے پاس زید آیا یا عمرو) اَزَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو (زید تیرے

پاس ہے یا عمرو) اَمْ کے دوسرے معنی (بلکہ کیا) جیسے تم دور سے کوئی ریوڑ دیکھ کر کہو کہ اِنَّہَا لَاِبِلٌ (تحقیق وہ اونٹ ہیں) پھر تم کو شک ہوا تو تم نے کہا کہ اَمْ ھِیَ شَاۃٌ (بلکہ کیا وہ بکریاں ہیں) لَا: بمعنی (نہ) جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌو (میرے پاس زید آیا نہ عمرو) بَلْ بمعنی (بلکہ) جَاءَنِیْ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو (میرے پاس زید آیا بلکہ عمرو آیا) لٰکِنْ بمعنی (لیکن) جیسے مَاجَاءَنِیْ زَیْدٌ لٰکِنْ عَمْرٌو جَاءَ (میرے پاس زید نہیں آیا لیکن عمرو آیا) یہ دس حروف عطف مشہور ہیں واو اور فا اور ثُمَّ حَتّٰی اَوْ اِمَّا اَمْ بَلْ لٰکِنْ وَلَا۔ ان کی مفصل بحث مطولات میں دیکھو۔

سوالات: اِن مثالوں میں حروف غیر عاملہ کی قسمیں بتاؤ اور ان کا ترجمہ اور ترکیب کرو؟۔

هَلْ اَنْتُمْ شَاکِرُوْنَ۔ کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی۔ جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَیْ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ۔ اَلَا اِنَّہُمْ ھُمُ السُّفَہَاءُ۔ زَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو۔ رَأَیْتُ زَیْدًا ثُمَّ عَمْرًا۔ اَحَقٌّ ھُوَ۔ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ۔ اَمَّا زَیْدٌ کَاتِبٌ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ۔ لَزَیْدٌ اَشْجَعُ مِنْ خَالِدٍ۔ لَوْلَا زَیْدٌ لَذَھَبَ خَالِدٌ۔ لَوْ کَانَ زَیْدٌ فِی الدَّارِ لَاَکَلَ۔ اَجَاءَ زَیْدٌ قَالُوْا نَعَمْ۔ ھَلْ تُصَلِّی الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِہَا۔ اِضْرِبْ مَاقَامَ زَیْدٌ۔ تمت

بحث مستثنیٰ

بدانکہ مستثنیٰ لفظی ست کہ مذکور باشد بعد اِلَّا و اخوات آں یعنی غیر و سوی و حاشا و خلا و عدا و ماخلا و ماعدا و لیس و لایکون۔ تا ظاہر گردد کہ منسوب نیست بسوئے مستثنیٰ آنچہ نسبت کردہ شدہ است بسوئے ماقبل وے۔ و آں بر دو قسم ست متصل و منقطع۔ متصل آنست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ اِلَّا و اخوات وے مثل جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم مجی خارج کردہ شد منقطع آں باشد کہ مذکور شود بعد اِلَّا و اخوات وے و خارج کردہ نشود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ داخل نباشد در مستثنیٰ منہ مثل جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا کہ حمار در قوم داخل نبود۔ بدانکہ اعراب مستثنیٰ بر چہار قسم ست۔ اوّل آنکہ اگر مستثنیٰ بعد اِلَّا در کلام غیر موجب واقع شود۔ پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد نحو جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا۔ کلام موجب آنکہ در آں نفی و نہی و استفہام نباشد و ہمچنیں در کلام غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو مَاجَاءَنِیْ اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ۔ و مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب باشد۔ و اگر مستثنیٰ بعد خلا و عدا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد و بعد ماخلا و ماعدا و لیس و لایکون ہمیشہ منصوب باشد نحو جَاءَنِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا و عَدَا زَیْدًا الخ دوم آنکہ مستثنیٰ بعد اِلَّا در کلام غیر موجب واقع شود، و مستثنیٰ منہ ہم مذکور باشد پس در آں دو وجہ رواست یکے آنکہ منصوب باشد بر سبیل

استثناء، و دیگر آنکہ بدل باشد از ما قبل خود چوں مَاجَاءَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا و اِلَّا زَیْدٌ
سوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نباشد و در کلام غیر موجب واقع شود
پس اعراب مستثنیٰ بر اِلَّا دریں صورت بحسب عوامل مختلف باشد نحو مَاجَاءَنِیْ اِلَّا زَیْدٌ وَمَا رَأَیْتُ اِلَّا
زَیْدًا وَمَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ۔ چہارم آنکہ مستثنیٰ بعد لفظ غیر و سویٰ و سَوَاءٌ واقع شود پس
مستثنیٰ را مجرور خوانند و بعد حاشا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد۔ و بعضے نصب ہم جائز داشتہ
اند چوں جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَسِوَی زَیْدٍ وَسَوَاءَ زَیْدٍ وَحَاشَا زَیْدٍ بدانکہ اعراب لفظ غیر مثل
اعراب مستثنیٰ بر اِلَّا باشد در جمیع صورتہائے مذکورہ چنانکہ گوئی جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وغَیْرَ حِمَارٍ
وَمَاجَاءَنِیْ غَیْرَ زَیْدٍ اِلْقَوْمُ وَمَاجَاءَنِیْ اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ وغَیْرَ زَیْدٍ وَمَاجَاءَنِیْ غَیْرُ زَیْدٍ وَمَا رَأَیْتُ
غَیْرَ زَیْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ۔ و بدانکہ لفظ غیر موضوع ست برائے صفت و گاہے برائے استثناء
آید چنانکہ اِلَّا برائے استثناء موضوع ست و گاہے در صفت مستعمل شود قولہ تعالیٰ لَوْ كَانَ
فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنی غیر اللہ و ہمچنیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ تمت۔

بحث مستثنیٰ مستثنیٰ باب استفعال سے اسم مفعول ہے۔ لغت میں بمعنی بیروں کردہ شدہ۔ مادہ ثنیٌ ہے
اصطلاح میں وہ اسم ہے جو اِلَّا یا اس جیسے الفاظ (یعنی غَیْر اور سِوٰی اور سَوَاءٌ اور حَاشَا اور خَلَا اور مَا خَلَا مَا عَدَا
اور لَیْسَ اور لَا یَکُوْنُ) کے بعد ما قبل کے حکم سے نکالنے کے لئے مذکور ہو جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا (میرے پاس
قوم آئی مگر زید یعنی زید نہیں آیا) اس مثال میں اَلْقَوْمُ مستثنیٰ منہ ہے یعنی وہ جس سے کوئی چیز الگ کی گئی ہو اور
زَیْدًا مستثنیٰ ہے جو اِلَّا کے بعد مذکور ہے اور ما قبل کے آنے کے حکم سے جو قوم پر لگایا ہے نکالا گیا ہے پس قوم پر آنے کا
حکم ہے اور زید پر نہ آنے کا۔ اور مستثنیٰ دو قسم پر ہے متصل اور منقطع۔ مستثنیٰ متصل وہ ہے جو اِلَّا یا اس کے
ہم معنی الفاظ سے اس حکم سے جو مستثنیٰ منہ پر ہو مستثنیٰ منہ سے نکالا گیا ہو جیسے مثال مذکور میں زَیْدًا مستثنیٰ متصل
ہے اور قوم مستثنیٰ منہ متعدد الافراد ہے استثناء سے پیشتر زید قوم میں داخل تھا لیکن استثناء کے بعد آنے کے حکم سے جو قوم پر تھا
قوم سے الگ ہو گیا۔ اور مستثنیٰ منقطع وہ ہے جو اِلَّا یا اس کے ہم معنی الفاظ کے بعد مذکور ہو اور متعدد سے نہ
نکالا گیا ہو اس لئے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ میں داخل نہیں ہے جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا (میرے پاس قوم آئی مگر
گدھا یعنی نہیں آیا) اس میں حِمَارًا مستثنیٰ منقطع ہے جو قوم میں داخل ہی نہیں ہے اس لئے کہ وہ افراد قوم سے نہیں
ہے چہ جائیکہ اس کا مستثنیٰ منہ سے نکالا جانا متصور ہو۔ جاننا چاہئے کہ مستثنیٰ کی یہ دو قسمیں مستثنیٰ کے

مستثنیٰ منہ میں داخل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے ہیں اور اس اعتبار سے کہ مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ مذکور ہے یا نہیں مستثنیٰ کی پھر دو قسمیں ہیں :۔ مفرَّغ وہ ہے جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہوا ور مفرَّغ باب تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی (بمعنی فارغ کیا ہوا) مصدر تفریغ ہے بمعنی فارغ کرنا۔ چونکہ عامل مستثنیٰ کی وجہ سے مستثنیٰ منہ سے فارغ ہوگیا ہے یعنی اس وجہ سے کہ عامل مستثنیٰ میں عمل کرنے کی وجہ سے مستثنیٰ منہ میں بوجہ اس کے حذف ہونے کے اعمل کرنے سے فارغ ہوگیا ہے لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا ہے۔ اور مفرَّغ سے مراد مفرَّغ لہٗ ہے پس عامل مفرَّغ ہے اور مستثنیٰ مفرَّغ لہٗ اور مستثنیٰ منہٗ مفرَّغ اور غیر مفرَّغ وہ ہے جس کا مستثنیٰ منہٗ مذکور ہو اس طرح جس کلام میں استثنا موجود ہو وہ بھی دو قسم پر ہے۔ کلام موجب وہ ہے جس میں نفی، نہی اور استفہام نہ ہو۔ اور کلام غیر موجب وہ ہے جس میں نفی یا نہی یا استفہام ہو۔

اقسام اعراب مستثنیٰ :۔ مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہیں۔ اوّل اگر مستثنیٰ متصل اِلّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو تو ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا (میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا) اس میں زَیْدًا مستثنیٰ متصل جو اِلّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہوا لہٰذا منصوب ہے اور مستثنیٰ منقطع اِلّا کے بعد کلام موجب میں ہو یا غیر موجب میں ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا (میرے پاس قوم آئی مگر گدھا نہیں آیا) اور جیسے مَا جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا (میرے پاس قوم نہیں آئی مگر گدھا آیا) اسی طرح مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جبکہ وہ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو خواہ مستثنیٰ متصل ہو یا منقطع۔ کلام موجب میں ہو یا غیر موجب میں جیسے جَاءَنِی اِلَّا زَیْدًا الْقَوْمُ (میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا) اس میں زَیْدًا مستثنیٰ متصل ہے جو مستثنیٰ منہٗ الْقَوْمُ پر مقدم ہے اور کلام موجب میں ہے اور جیسے مَا جَاءَنِی اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ (میرے پاس کوئی نہیں آیا مگر زید آیا) اس میں زَیْدًا مستثنیٰ متصل ہے جو اَحَدٌ مستثنیٰ منہٗ پر مقدم ہے اور کلام غیر موجب میں واقع ہے اور جیسے جَاءَنِی اِلَّا حِمَارًا الْقَوْمُ (میرے پاس قوم آئی مگر گدھا نہیں آیا) اس میں حِمَارًا مستثنیٰ منقطع ہے جو مستثنیٰ منہٗ الْقَوْمُ پر مقدم ہے اور موجب میں ہے اور جیسے مَا جَاءَنِی اِلَّا حِمَارًا الْقَوْمُ (میرے پاس قوم نہیں آئی مگر گدھا آیا) اس میں حمارًا مستثنیٰ منقطع ہے جو مستثنیٰ منہٗ الْقَوْمُ پر مقدم ہے اور کلام غیر موجب میں ہے اور اگر مستثنیٰ خَلَا اور عَدَا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہوتا ہے اس لئے کہ یہ دونوں فعل ماضی ہیں پہلا خَلَا یَخْلُوْ خُلُوًّا بمعنی جَاوَزَ سے ہے (تجاوز کرنا) اور دوسرا عَدَا یَعْدُوْ وعَدْوًا بمعنی جَاوَزَ سے تجاوز کرنا۔ پس ان کے بعد مستثنیٰ بنا بر مفعول بہ منصوب ہوگا اور ان کا فاعل میں ضمیر مستتر ہوگی جو فعل مقدم کے مصدر کی طرف لوٹے گی اور خود خَلَا اور عَدَا اپنے فاعل اور مفعول بہ ہو کر مستثنیٰ منہ سے حال ہو کر محلاً منصوب ہوں گے جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا ای خَلَا مَجِیْئُهُمْ زَیْدًا (میرے پاس قوم آئی در آنحالیکہ اس کا آنا زید سے تجاوز کئے ہوئے تھا)۔ وَجَاءَنِی الْقَوْمُ عَدَا زَیْدًا ای عَدَا مَجِیْئُهُمْ زَیْدًا (میرے پاس قوم آئی در آنحالیکہ اس کا آنا زید سے متجاوز تھا اور بعض علماء کے مذہب پر یہ حروف جر ہیں اور ان کا مابعد مجرور ہوتا ہے اور مستثنیٰ ما خَلَا، ور

مَا عَدَا اور لَیْسَ اور لَا یَکُوْنُ کے بعد ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ پہلے دونوں کے مستثنیٰ کو نصب اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان سے پیشتر مَا مصدریہ ہے اور وہ فعل کے ساتھ خاص ہے۔ لہٰذا یہ دونوں فعل ہوں گے اور ان کا مابعد بنا بر مفعول بہ منصوب ہوگا جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ مَا خَلَا زَیْدًا ای خُلُوَّ زَیْدٍ و عَدَا زَیْدًا اور یہ خود دونوں بتقدیر مضاف منصوب بظرفیت ہوں گے یعنی جَاءَ نِی الْقَوْمُ وَقْتَ خُلُوِّہِمْ مِنْ زَیْدٍ وَ وَقْتَ عَدْوِہِمْ مِنْ زَیْدٍ۔ اور لَیْسَ لَا یَکُوْنُ کے بعد مستثنیٰ کو نصب اس لئے ہے کہ یہ دونوں افعال ناقصہ سے ہیں اور ان کا فاعل ان میں ضمیر مستتر ہوتی ہے۔ جو فعل کے اسم فاعل کی طرف لوٹتی ہے اور ان کا مابعد ان کی خبر ہونے کی بنا پر منصوب ہوگا اور یہ خود دونوں مستثنیٰ منہ سے حال ہو کر محلاً منصوب ہوں گے جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ لَیْسَ زَیْدًا ای جَاءَ نِی الْقَوْمُ لَیْسَ الْجَائِیُ مِنْهُمْ زَیْدًا (میرے پاس قوم آئی درآنحالیکہ ان میں سے زید آنے والا نہ تھا) اور جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ لَا یَکُوْنُ زَیْدًا ای جَاءَ نِی الْقَوْمُ لَا یَکُوْنُ الْجَائِیُ مِنْهُمْ زَیْدًا (میرے پاس قوم آئی درآنحالیکہ ان میں سے زید آنے والا نہ تھا)۔

دوم اگر مستثنیٰ متصل اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور اس کا مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو تو اس میں دو وجہ جائز ہیں۔ ایک نصب بنا بر استثنار۔ دوسرے مستثنیٰ منہ سے بدل البعض قرار دینا جیسے مَا جَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا وَ اِلَّا زَیْدٌ (میرے پاس کوئی نہیں آیا مگر زید آیا) اس میں زید مستثنیٰ متصل ہے جو اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہے اور اس کا مستثنیٰ منہ اَحَدٌ بھی مذکور ہے پس اس وقت زَیْدًا کو نصب بنا بر استثنار اور اَحَدٌ سے بدل البعض قرار دینا دونوں جائز ہیں۔ اس مثال میں بدل البعض کی صورت کی صورت میں زید کو رفع ہوگا۔

سوم :۔ اور اگر مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی اس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو اور کلام غیر موجب میں اِلَّا کے بعد واقع ہو تو اس صورت میں اس کا اعراب عامل کے موافق ہوگا۔ پس اگر عامل رفع کو مقتضی ہے تو اِلَّا کے مابعد مرفوع ہوگا جیسے مَا جَاءَ نِی اِلَّا زَیْدٌ۔ اس میں جَاءَ فعل بنا بر فاعل زید کے رفع کا مقتضی ہے۔ لہٰذا زیدٌ کو بنا بر فاعلیت رفع ہوگا۔ اور اگر نصب کو مقتضی ہے تو مستثنیٰ منصوب ہوگا۔ جیسے مَا رَأَیْتُ اِلَّا زَیْدًا۔ اس میں رَأَیْتُ فعل بنا بر مفعول بہ زید کے نصب کو مقتضی ہے لہٰذا زَیْدًا کو بنا بر مفعولیت نصب ہوگا اور اگر وہ جر کو مقتضی ہے تو مستثنیٰ مجرور ہوگا۔ جیسے مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ اس میں حرف جار زَیْدٍ کے جر کو مقتضی ہے لہٰذا وہ مجرور ہوگا۔

چہارم :۔ اگر مستثنیٰ لفظ غَیْرِ اور سِوٰی اور سَوَاءِ کے بعد واقع ہو تو وہ مجرور ہوتا ہے اور اکثر علماء کے نزدیک لفظ حَاشَا کے بعد بھی مجرور ہوتا ہے اس لئے کہ یہ ان کے اکثر استعمالات میں حرف جر ہے جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَ حَاشَا زَیْدٍ، میرے پاس زید کے علاوہ زید کے سوا تمام قوم آئی اور بعض علماء کے نزدیک حَاشَا کے بعد مستثنیٰ کو بنا بر مفعول بہ منصوب کرنا بھی جائز ہے اس لئے کہ وہ فعل متعدی ہے جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ حَاشَا زَیْدًا میرے پاس قوم آئی درآں حالیکہ وہ زید سے علیحدہ تھی۔

جاننا چاہیئے کہ خود لفظ غیر کا اعراب تمام صورت ہائے مذکورہ میں جب کہ وہ استثنار میں مستعمل ہو (نہ کہ صفت میں اس لئے کہ وہ اس وقت موصوف کے اعراب کے ساتھ معرب ہوگا) مستثنیٰ بالّا کے اعراب کے موافق ہوگا جس کی تفصیل گزر چکی گویا کہ لفظ غیر نے الّا کے مابعد کو مجرور کرکے اس کے اعراب کو خود قبول کرلیا ہے جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَ مَا جَاءَ نِی غَیْرَ زَیْدٍ اَحَدٌ وَ مَا جَاءَ نِی اَحَدٌ غَیْرَ حِمَارٍ۔ تمام نصب غیر کے ساتھ وَ مَا جَاءَ نِی اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ بنصب غیر (بنا بر استثنا) و برفع بنا بر بدل وَ مَا جَاءَ نِی غَیْرُ زَیْدٍ وَ مَا رَأَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ وَ مَا مَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ (ان تینوں میں غیر کا اعراب بحسب عوامل ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ لفظ غیر اصل میں صفت کے لئے موضوع ہے اور اس کو غیر وصفی کہتے ہیں جیسے جَاءَ نِی رَجُلٌ غَیْرُ زَیْدٍ (میرے پاس ایک مرد آیا جو زید کے سوا تھا) اس میں غَیْرُ زَیْدٍ مرکب اضافی ہو کر رَجُلٌ کی صفت ہے لیکن کبھی غَیْرَ کو لفظ الّا پر محمول کرکے استثنار میں استعمال کرلیتے ہیں اور اس کو غیر استثنائی کہتے ہیں جیسا کہ گذر چکا اور الّا اصل میں استثنار کے لئے موضوع ہے جیسا کہ گذر چکا اور کبھی الّا کو غیر پر محمول کرکے صفت میں ہی استعمال کرلیتے ہیں اور اس وقت غیر کا اعراب الّا کے بعد کو دے دیا جاتا ہے جیسے قولہ لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اس مثال میں الّا بمعنی غیر ہے اور اٰلِهَةٌ کی صفت ہے اور چونکہ حرف ہونے کی وجہ سے اعراب کے قابل نہیں ہے لہٰذا وہ اعراب جس کا لفظ غیر مستحق تھا الّا کے مابعد کو دے دیا۔

تمت بالخیر

چند علمی سوال اور ان کے جواب

سوال :- حامد (خالد سے مخاطب ہوکر) برادر جان برابر : بتلایئے تو سہی جملہ اَنَّ زَیْدٌ کَرِیْمٍ آپ کے نزدیک قواعد نحو و صرف کے مطابق صحیح ہے یا غلط ؟ مجھے تو بظاہر غلط ہی معلوم ہوتا ہے کیوں کہ اس میں چند خرابیاں ہیں۔

١- ابتداء جملہ میں اَنَّ بالکسر ہونا چاہیئے۔

٢- اَنَّ کا اسم منصوب ہوا کرتا ہے۔

٣- خبر اَنَّ کو رفع ہوا کرتا ہے۔

اور یہ سب امور اس جملہ میں مفقود ہیں، فعدم صحتها اظهر من الشمس۔

جواب :- جناب عالی! آپ نے جو کچھ اشکالات وارد کئے وہ سب برمحل اور ان کا تخیل مجیب کے لئے یقیناً ہمت شکن ہے لیکن آپ جانیئے کہ ؎ ہرکجا مشکل جواب آنجا رود ہرکجا پستی ست آب آنجا رود تتبع لغت اور غور عمیق کے بعد اس کا جواب یوں سمجھ میں آیا کہ درحقیقت یہ جملہ فعلیہ ہے اَنَّ حروف مشبہ بالفعل میں نہیں ہے بلکہ ماضی کا صیغہ ہے جَنَّ کے وزن پر (مضاعف ثلاثی) اَنِیْنٌ سے ماخوذ ہے بمعنی (رونا) زَیْدٌ اس کا فاعل ہے کَرِیْمٍ یہ لفظ مفرد نہیں جو محل اشتباہ ہے بلکہ مرکب ہے کاف تشبیہ اور لفظ رِیْم سے جس کے معنی ہرن کے بچّہ کے ہیں۔ **ترجمہ** رویا زید مثل ہرن کے بچّہ کے۔

سوال :- حامد! آج میں نے مدرسہ میں ایک عجیب و غریب جملہ سنا جس کو میرے تمام ہم سبق پختہ یقین کے ساتھ صحیح تبلاتے تھے اور مجھے اس کی صحت کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ ہے قَدَّ مَتْنِیْ زَیْدٌ فِی الْمِحْرَابِ وہ اشکال یہ ہے کہ قدمتنی کا فاعل اگر زَیْدٌ ہے تو فعل مؤنث کیسے لایا گیا اور اگر زَیْدٌ نہیں تو اس کا فاعل کہاں ہے اور پھر زَیْدٌ ترکیب میں کیا واقع ہوگا اگر آپکا ذہن رسائی کرے تو میرے اس اشکال کو حل کر دیں آپ کا بڑا کرم ہوگا۔ وَ اَجْرُکُمْ عَلَی اللہِ۔

جواب :- خالد لیجیئے! ابھی عرض کرتا ہوں ما من اشکالِ الا ولهٗ جوابٌ یہ جملہ بالکل صحیح ہے منشاء شبہ یہ ہے کہ آپ نے اسکو تقدیم سے مشتق سمجھا ولیس الامر کذالك بلکہ درحقیقت یہ دو لفظ ہیں قَدَّ علی زنة مدَّ صیغہ ماضی ہے بمعنی (پھاڑا) زَیْدٌ اس کا فاعل مَتْنِیْ مرکب اضافی مفعول مقدم متن بمعنی پیٹھ ترجمہ پھاڑا زید نے میری پیٹھ کو محراب میں۔

سوال :- حامد (میرے بھائی) اگر تم نے جملہ لَا تُصَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ کا کوئی ایسا محمل تبلا دیا جو حکم شرعی کے بھی خلاف نہ ہو اور معنی بھی درست ہو جاویں تو مدت العمر میں تمہارا رہین منت اور تہ دل سے شکر گزار ہوں گا میرا تخیل کہتا ہے کہ یہ جملہ قطعاً غلط ہوگا کیونکہ بظاہر آیت یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ (ای النبی) کے خلاف ہے قطع نظر اس سے نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا تو ایک محمود بلکہ ضروری امر ہے فکیف النهی عنه۔

جواب :- خالد ٹھہر جاؤ! میں ذرا لغت دیکھ لوں (تھوڑی دیر کے بعد) شکر ہے اپنے مالک کا جو حلال المشکلات ہے لو! اس کا بھی حل نکل آیا (نبی) کے معنی مرتفع مکان اور طریق واضح کے بھی آتے ہیں۔ **ترجمہ** راستہ (راہ گزر) پر نماز مت پڑھا کرو۔ کیونکہ گزرنے والوں کو اس سے تکلیف ہوگی۔